عَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ
العذاب الشدید
لصاحب مقامع الحدید
مؤلفہ جناب مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی مبارکپوری
مکتبہ فریدیہ ساہیوال

عَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ

المصباح الجدید نے بفضلہ تعالیٰ نہایت خوبی سے دیوبندی مذہب بے نقاب کیا اس پر پردہ ڈالنے کیلئے دیوبندیوں نے کذب و افترا بہتان وتبرا کی پوٹ مقامع الحدید شائع کی اسکا ردبلیغ و ابطال شدید کتاب مستطاب مسمیٰ بہ

اَلعَذَابُ الشَّدِیْدُ لِصَاحِبِ مَقَامِعِ الحَدِیْدِ

رد مقامع الحدید

حامی سنت جناب مولانا مولوی محمد محبوب صاحب اشرفی مبارک پوری شاگرد رشید حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب مرادآبادی صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ

مکتبہ فریدیہ ہائی سٹریٹ جناح روڈ ساہیوال

نام کتاب ________ العذاب الشدید، لصاحب مقامع الحدید

سائز ________ ۱۸×۲۲/۸

ضخامت ________ ۲۶۴، صفحات

تعداد ________ ایک ہزار ایک سو

مصنف ________ جناب مولانا مولوی محمد محبوب صاحب

ناشر ________ مکتبہ فریدیہ ساہیوال

طابع ________

مطبع ________ جنرل پرنٹرز ۲۲/۱۰، بنگی روڈ لاہور

تاریخ اشاعت ________

قیمت ________ 15/- روپے پیسے

فہرست

الحمد للہ الذی ھدانا الی الصراط المستقیم واقامنا علی الدین المتین القویم. والنعم علینا بمذھب اھل السنۃ والجماعۃ ووفق لنا بابطال المذاھب الفاسدۃ الباطلۃ. خصوصًا الفرقۃ الطاغیۃ الدیابنۃ التی فیھا الکفرۃ المردۃ الشیاطنۃ. ھم الذین ظواھرھم کالمومنین المخلصین وبواطنھم مع الکفرین المرتدین خذلھم اللہ تعالیٰ ولعنھم الی یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین المعظمین وعلیٰ اولیاء امتہ الکاملین الواصلین۔

مقدمہ

سید انبیاء محبوب کبریا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل کفر و شرک کی کالی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، دنیا ایک ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی. رشد و ہدایات کے نشانات ایسے مٹ گئے تھے کہ حق و باطل کا امتیاز جاتا رہا تھا، خداوند قدوس نے مخلوق پر رحم فرمایا. فضل ربانی عالم کی طرف متوجہ ہوا. کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا. رسالت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا آفتاب طلوع ہونا تھا کہ وہ ساری ظلمتیں دور اور تمام تاریکیاں کافور ہوگئیں، عالم انوارِ ہدایت سے معمور ہوا. قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ کا وہ ظہور ہوا کہ کفار و مشرکین کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں خوش نصیب اس نور سے فیضیاب ہوئے اور نہایت مضبوطی و اخلاص کے ساتھ دامن مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھام لیا. بدنصیب قسمت کے مارے اپنی آنکھیں بند کیے محروم ہی رہے بلکہ بمصداق يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ اپنی پھونکوں سے

نورِ خدا کو بجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل فرمائے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

ان بدنصیبوں رسول کے دشمنوں کے دو گروہ ہوگئے ایک نے تو یہ شرارت کی کہ کھلم کھلا اپنی دشمنی و عداوت کا اعلان کر دیا۔ رسالتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف انکار کر دیا یہ گروہ کفار کے نام سے مشہور ہوا۔ دوسرے نے یہ خباثت کی عداوت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دلوں میں پرورش کرتے ہوتے زبانوں سے آپ کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ گروہ منافقین کہلایا۔ منافق بڑے شد و مد کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر توحید و رسالت کی شہادت دیتے نمازیں پڑھتے جہاد میں شریک ہوتے تھے مگر چونکہ ایمان کے لیئے صرف ظاہری کاروائی ہرگز مفید نہیں ہو سکتی لہٰذا قرآن مجید نے صاف فرما دیا وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔ یہ ہرگز مومن نہیں ان کی یہ ساری کاروائی دھوکہ دہی فریب کاری ہے۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ اور ایمان والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

اگرچہ کفار و منافقین دونوں اسلام کے دشمن، اس کی بیخ کنی کیلئے کوشاں رہے اور ہیں مگر اسلام کو منافقین سے زیادہ نقصان پہنچا یہ مسلم نما کافر مسلمانوں میں مل کر ہمیشہ اسلام و مسلمانوں کے درپے آزار اور اس کے لیئے موقعہ کے جویاں رہے خود عہدِ نبوی میں اذیتِ مصطفیٰ و آزار مسلم ان کا نصب العین تھا ہر وقت مسلمانوں میں فتنہ و فساد کیلئے کوشاں رہتے تھے۔ مسجد ضرار منافقین ہی نے بنائی تھی جس کو حضور نے گروا کر اس کی جگہ کوڑا گھر قائم کر دیا اور بنانے والوں کو سزا ملی وہ خبیث منافق ہی تھا جو حضور کے فیصلہ کی اپیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تھا اور شمشیرِ فاروقی سے جہنم میں پہنچا۔ عہدِ صدیقی میں ذرا موقعہ دیکھا تو زکوٰۃ کا صاف انکار کر کے بغاوت اختیار کی وہ شمشیرِ صدیقی ہی تھی جس نے منافقین کی گردنیں جھکوائیں ورنہ یہ فتنہ اسلام کے لیئے تمام فتنوں سے زیادہ خطرناک تھا۔ مولیٰ علی رضی اللہ

عنہ کے عہدِ مبارک میں منافقین کا یہ فتنہ خارجیوں کی صورت میں رُونما ہوا. اس سے بھی اسلام کو سخت نقصان پہنچا. ذوالفقارِ حیدری نے ہزاروں خارجیوں کو فی النّار کر کے اسلام کی حمایت و حفاظت فرمائی.

خلفاء راشدین کے بعد اہلِ باطل کا یہ گروہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہوتا گیا یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے فرمان کے مطابق ان گمراہوں کے بہتّر فرقے ہو گئے ان میں جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے یا جنہوں نے شانِ رسالت میں گستاخیاں کیں وہ قطعاً کافر و مرتد ہیں ورنہ بددین بدعتی گمراہ ہیں. جماعت اہلِ حق جو صحیح طور سے تعلیمِ محمدی پر قائم ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گی وہ جماعت ہے، جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین کی پیرو ہے. وہی سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت ہے. اس جماعتِ حق سے یہ گمراہ فرقے الجھتے ہی رہے مگر بفضلہٖ تعالیٰ اہلِ سنت و جماعت کے مقابلہ میں ہمیشہ ذلّت و شکست کھاتے رہے انہیں گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابی ہے اس کا موجد ابنِ عبدالوہاب نجدی ہے. اسی لیے اس فرقہ کو وہابی کہتے ہیں. یہ وہ فتنہ ہے جس کی خبر اس سے بارہ سو برس پہلے مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلّم نے دی ہے. بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن اور شام کے لیئے برکت کی دعا فرمائی. نجد کے لوگ بھی حاضر تھے. انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لیئے بھی دعا فرمائیں. حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے دعا فرمائی. پھر انہوں نے دعا کی درخواست کی. حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے

دعا فرمائی اور نجد کے لیئے دعا نہ کی بلکہ تیسری مرتبہ کی درخواست پر فرمایا۔

هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن۔ بخاری شریف مصری جلد رابع ص۱۵۲	یعنی نجد سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حضور کے فرمان کے عین مطابق وہ شیطان کا سینگ ابن عبدالوہاب نجدی نکلا جس نے عقائد اہل سنت کے خلاف نئے عقیدے گڑھ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ اس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا۔ اتفاق سے ۱۲۲۱ھ میں روم کی سلطنت میں ضعف پیدا ہوگیا۔ ادھر اس کے دماغ میں ملک گیری کا سودا سمایا اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اپنی جمعیت قائم کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر چڑھائی کر دی اور اپنے عقیدہ کے مطابق اہل سنت وجماعت کے قتل کو مباح کیا اہل مکہ و اہل مدینہ کے خون سے حرمین طیبین کی زمین رنگین کر دی۔ علماء اہل سنت کو قتل کیا۔ مسلمانان اہل سنت کے بوڑھوں بچوں، عورتوں تک کو بے گناہ قتل کیا وہ وہ مظالم کیئے کہ شیطان بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔ بارہ سال تک حجاز و عراق وغیرہ پر ان مسلم کشوں اور درندہ خصلتوں کا قبضہ رہا۔ بفضلہ تعالیٰ ۱۲۳۳ھ میں مسلمانوں کے لشکر نے ان وہابیوں پر فتح پائی اور یہ فتنہ دفع ہوا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رد المختار کی تیسری جلد میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کی عبارت نمبر ۲۳ میں درج ہے ہندوستان میں وہابی فتنہ کے بانی مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ اس کتاب التوحید کا ایک نسخہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ لگ گیا انہوں

نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملاکر اردو میں ایک رسالہ نکالا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس میں بھی وہابی عقیدہ کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے لہٰذا ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو مانتا ہے۔ ہندوستان کی ضعف سلطنت کے دور میں وہابی نجدی کی طرح مولوی اسماعیل صاحب کے دماغ میں بھی ملک گیری کا سودا پیدا ہوا اس لیے اپنی جمعیت قائم کی اور سکھوں سے لڑائی کی تیاری ظاہر کی مگر بدقسمتی سے اپنی قوت بڑھانے کے لیے سرحد پہنچے اور سرحدی مسلمان سنی پٹھانوں پر رنگ جمانا شروع کیا انہوں نے مولویانہ صورت دیکھ کر مجاہدین سمجھ کر بہت تواضع و آؤ بھگت کی اس سے مولوی اسمٰعیل صاحب سمجھے کہ رنگ چڑھ گیا لہٰذا شرک فروشی شروع کر دی اور بھی بہت سی ایسی مجرمانہ حرکتیں کیں جو ناقابل برداشت تھیں بالآخر سرحدی پٹھانوں نے ان کو ٹھکانے لگا دیا اور مولوی اسمٰعیل صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کے شہید علاقہ پنجتار میں سرحدی پٹھانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ کتاب سیف الجبار میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اسی کو اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ؎

وہ جسے وہابیوں نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا

وہ شہید لیلیٰ نجد تھا، وہ ذبیح تیغ خیار ہے

یہ ہے دین کی تقویت اسکے گھر، یہ ہے مستقیم صراط شر

جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑہا چمار ہے

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے قتل کے بعد یہ فتنہ کچھ دبا رہا مگر ان کے معتقدین جو تقویۃ الایمان پر ایمان لا چکے تھے۔ آہستہ آہستہ کام کرتے رہے اور رفتہ رفتہ ہندوستان میں یہ وہابی فتنہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک فرقہ غیر مقلد دوسرا فرقہ دیوبندی۔ غدر ۱۸۵۷ء کے ضعف سلطنت میں عمائد دیوبند

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ کے دماغوں میں بھی ملک گیری کا سودا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی کچھ مجرمانہ حرکتیں کی تھیں۔ جس کے جرم میں مدتوں جیل میں رہے اور بڑی دقتوں سے سزائے موت سے بچے اس کی تفصیل خود تذکرۃ الرشید[۱] میں مذکور ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سلطنت کا خواب تو خوابِ خرگوش ہوا اب کسی طرح مسلمانوں کو پھانسنا چاہیئے۔ لہٰذا دیوبند میں مدرسہ قائم کیا جس سے اقتدار قائم ہوا اور جیب بھی گرم رہے اسی مقصد سے مدرسہ دیوبند میں کام شروع کر دیا اور مسلمانوں پر سکہ جمانے کے لیئے ایسا تقیہ کیا کہ شروع میں اپنے عقیدوں کی ہوا بھی نہ لگنے دی۔ سنیوں کے موافق ہی فتویٰ دیتے کبھی موقعہ پاتے تو گول مول لڑکا دیتے۔ اسی تقیہ بازی کا نتیجہ ہے کہ بانیان دیوبند کے ایک فتوے میں دس دس تعارض موجود ہیں اس کی تفصیل ص۱۶ میں مذکور ہے۔ بیسیوں برس یہی تقیہ کیا جب دیکھا کہ اثر ہو گیا اور ایک جتھا اپنا بن گیا دیوبند کی شاخیں بھی قائم ہو گئیں تو رفتہ رفتہ وہابی عقیدوں کی اشاعت شروع کر دی اور تحریروں میں بھی اپنے عقیدوں کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ مدرسہ دیوبند کے قیام کے پچیس برس بعد مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام براہین قاطعہ رکھا اس کتاب میں خداوند قدوس کے جھوٹ بولنے کو ممکن جاننا پرانا عقیدہ بتایا اور صاف لکھ دیا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا خلف وعید جائز ہے یا نہیں۔ براہین قاطعہ ص۲ اسی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنا قرآن و حدیث کے موافق بتایا ہے عبارت یہ ہے اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص (قرآن وحدیث) کے موافق ہی کہتا ہے اور فخر عالم نے بھی فرمایا وَدِدتُّ اَنِّی رَاَیتُ اِخوانِی الحدیث براہین قاطعہ ص۳

[۱] ص۲ ۔ تذکرۃ الرشید و براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے منگوائیں

اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے گھٹایا۔
حضور کے لیئے وسعت علمی شرک بتائی اور اسی کو بخوشی شیطان لعین کے لیئے
قرآن وحدیث سے ثابت مانا اور کہا شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص
(قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے
جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص۵۱
اس کی پوری تفصیل ص۳۰ میں درج۔ علیٰ ہذا القیاس علماٗ دیوبند نے اپنی
بدعقیدگی کا تحریروں تقریروں میں صاف اعلان کر دیا اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا
جو ہوا کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء دیوبند پر نفرت ولعنت کی آواز
بلند ہونے لگی۔ علماٗ دیوبند کے اس جرم خود کردہ را علاج نیست کہ دیوبندی
رہبر اپنے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ پیشہ ور پیروں اور جعلی مولویوں ان
نفس پرست اور شکم پرور ملت فروشوں نے صرف چند سفید سکوں کے لالچ
میں ہندوستان بھر میں ان خدام اسلام یعنی بانیاں وحامیاں دارالعلوم
دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا یہ لوگ معاذ اللہ بدمذہب اور فاسد
العقیدہ ہیں خدا کو جھوٹا کہتے ہیں اور رسول کی توہین کرتے ہیں ان کا مرتبہ صرف
بڑے بھائی کی برابر بتلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مقامع الحدید ص۶
ناظرین غور فرمائیں بانیاں دیوبند کی ایک ہی کتاب کی نمونۃً صرف تین عبارتیں
پیش کی ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علماٗ دیوبند خدا کا جھوٹ بولنا ممکن
جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا قرآن وحدیث کے موافق
مانتے ہیں۔ اس سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کیا ہوگی۔ کہ
شیطان لعین سے آپ کا علم گھٹا دیا اس میں یقیناً حضور کی توہین ہے۔ یہ تینوں
باتیں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہیں۔
اب یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی شرعی جرم ہیں تو اسکے

ص۵۱۔ براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

مجرم بھی بانیان دیوبند ہیں انہیں کے یہ عقیدے ہیں اس کی جو سزا ہو اسکے وہی مستحق ہیں اور اگر یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ ان کی اشاعت کرنا جرم ہے یعنی مسلمانوں پر ظاہر کرنا کہ علماء دیوبند خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہیں رسول کی توہین کرتے ہیں رسول کو بھائی کہتے ہیں تو اس کے مجرم بھی بانیان دیوبند ہی ہیں۔ انہوں نے خود ہی یہ عقیدے اپنی کتاب میں لکھ کر چھپوائے، شائع کئے اس سے بڑھ کر اور اشاعت کیا ہو سکتی ہے لہٰذا اس جرم کی سزا بھی انہیں کو دینا چاہیئے اور انہیں کو پیشہ ور جعلی مولوی نفس پرست شکم پرور ملت فروش بندہ زر کہنا چاہیئے اس میں علماء اہلسنت کا کیا قصور ہے انہوں نے دیوبندی مولویوں سے کب کہا تھا کہ ایسے عقیدے رکھو، لکھو، چھپواؤ شائع کرو۔ علماء اہلسنت تو ایسے عقیدے اور ایسے عقیدے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ان کو گالیاں دینا اور ان کا پروپگنڈا بنانا یہ دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری وافترا پردازی نمبر ایک ہے۔ اللہ و رسول کی شان میں یہ بدگوئی وہ سنگین جرم ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسے مجرموں کی حیثیت ذلیل ترین جانور سے بدتر ہونی چاہیئے تھی اور انصاف پسند مسلمانوں نے ان مجرموں کو ایسا ہی جانا مگر چونکہ ان کا ایک جتھا تیار ہو چکا تھا دیوبند کی شاخیں قائم ہو گئی تھیں اس لئے بہت سے حمایتی پیدا ہو گئے۔

ان حامیان باطل کے سایۂ حمایت میں علماء دیوبند اپنے کفر وارتداد میں برابر ترقی کرتے رہے چنانچہ براہین قاطعہ کے بعد مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان لکھی جس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے مثل لکھا ہے اس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اس کی پوری تفصیل نمبر ۲۸ میں درج ہے۔ دیوبندیوں کی یہ کتابیں جب فدایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گزریں تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ براہین قاطعہ

حفظ الایمان وغیرہ کی کفری عبارتیں نقل کر کے علماء اہل سنت سے ان کا شرعی حکم دریافت کیا۔ یہ عبارتیں چونکہ کفر صریح اور خالص توہین رسول ہیں۔ لہٰذا عرب وعجم کے تمام علماء اہل سنت نے متفقہ طور پر کفر کے فتوے دیئے جن کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریف اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمانوں کو علماء دیوبند کے کفریات اور ان پر شرعی احکامات معلوم ہوئے تو مسلمانوں نے نفرت ولعنت کر کے ان سے انقطاع شروع کر دیا اس سے علماء دیوبند کو نہایت ذلت ورسوائی ہونے لگی اور تیس چالیس برس کی چالبازیوں سے جو اثر قائم کیا تھا زائل ہونے لگا۔ تو انہوں نے مسلمانوں میں اپنا اعزاز باقی رکھنے کے لیے پھر تقیہ کیا اور علماء حرمین شریفین پر اپنی کفری عبارتیں بدل بدل کر پیش کیں اور اپنے عقائد بالکل سنیوں کے مطابق ظاہر کیے اور جن باتوں کو تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ وغیرہ میں شرک وکفر لکھا ہے ان کو اپنا ایمان بتایا ان بدلی ہوئی عبارتوں اور سنی عقیدوں پر فتوے مرتب کر کے اس کی تصدیق کرائی جس کا نام المہند رکھا اور خوب اچھل اچھل کر شور مچایا کہ ہم علماء عرب سے اپنے اسلام کی تصدیق کرا کر لائے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان چالبازیوں سے کفر اسلام نہیں بنتا۔ البتہ پروپیگنڈا کرنے اور معتقدین کو پھانسنے کا جال ہو سکتا ہے۔ دیوبندی رہبر نے اس حقیقت کو یوں مسخ کیا کہ دشمنان اسلام کے سب سے بڑے ایجنٹ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارتوں میں قطع برید کر کے فتوائے کفر مرتب کیا چونکہ علماء حرمین شریفین حقیقت حال سے واقف نہ تھے اس لیے انہوں نے اس کفر کے فتوے سے اتفاق کیا۔ باوجودیکہ خاں صاحب کی فریب کاری کا حال معلوم ہونے کے بعد علماء حرمین شریفین نے رجوع کر لیا لیکن خاں صاحب بریلوی نے اس کے ذریعے جو آگ لگائی تھی وہ آج تک بجھ نہ سکی۔ مقامع الحدید

ملخصاً ص۹۸۔

دیوبند! انصاف و دیانت کے دشمنو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر افترا و تبرا کرتے ہو۔ آگ تو انہیں دشمنانِ اسلام نے لگائی ہے۔ جنہوں نے اللہ و رسول کی شان میں ایسی ناپاک گندگی اچھالی ہے اس گندگی نے مسلمانوں میں وہ افتراق و نفاق پیدا کر دیا کہ گھر گھر فساد گلی گلی جھگڑا کھڑا کر دیا۔ فساد کے بانی بانیانِ دیوبند ہیں، ان سے بڑھ کر ان کے حمایتی و طرفدار ہیں جو اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان کے بدگویوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی حمایت سے مسلمانوں میں فساد ہے۔ اس نفاق و شقاق کی نسبت اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرنا دیوبندی رہبر کا افترا نمبر دو ہے۔

المہند کو حقیقتِ حال بتانا اور فتاویٰ حسام الحرمین پر قطع برید کا الزام رکھنا یہ رہبر صاحب بہتان اعظم نمبر تین ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے بہتانوں سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ فتاوٰے حسام الحرمین اور المہند دونوں میں واقعہ کے مطابق کون ہے اس کی جانچ کا صحیح و سہل معیار یہ ہے کہ دونوں کتابوں کے منقولہ عقیدوں اور عبارتوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملایا جائے جس کی عبارتیں اور عقیدے مل جائیں وہی صحیح ہے۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ حسام الحرمین کی منقولہ عبارتیں قطع برید سے یقیناً پاک ہیں وہی عبارتیں دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ المہند کی عبارتیں اور عقیدے قطعاً بدلے ہوئے ہیں اگر دیوبندی سچے ہیں تو المہند کی عبارتوں اور عقیدوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملا دیں۔ پھر اگر المہند کے عقیدوں اور بدلی ہوئی عبارتوں پر کفر کا حکم نہ ہو تو وہ مرتدین جن کی کتابوں کی عبارتوں پر حسام الحرمین میں کفر و ارتداد کا حکم ہے مسلمان کیسے ثابت ہوئے۔ کتاب رد المہند مصنفہ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا

محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی مدظلہ' میں دیوبندیوں کی اس تمام دجالی کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

جب عوام مسلمین جو علماء دیوبند کے نجس عقائد سے ناواقف تھے ظاہری مولویت کے جال میں پھنس گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارے طرفدار کثرت سے پیدا ہو گئے تو انہوں نے بے خوف ہو کر وہابی عقیدوں کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تعلیم شروع کر دی۔ دیوبندیوں کے تمام مدرسوں میں بلکہ خود دیوبند میں علوم وفنون کی تعلیم برائے نام ہے وہی شرک و بدعت کی تعلیم ہے یہی وجہ ہے کہ فضلائے دیوبند کو اگرچہ وضو نماز کے مسائل یاد نہ ہوں مگر شرک و بدعت میں وہ محویت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے جس فعل پر نظر پڑتی ہے۔ شرک و بدعت کا حکم لگا لگا کر مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے فرقہ بندی کر دیتے ہیں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے کہ دیوبندیوں کی اس شرک فروشی سے قبل مسلمانانِ ہند متفق و متحد رہ کر مذہب اہل سنت پر قائم تھے۔ مگر جس شہر و قصبہ میں یہ فضلائے مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ سے بدعت کی دستار لپیٹ لپیٹ کر آتے گئے۔ مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنا بنا کر افتراق پیدا کرتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر دیا خانہ جنگیوں کی آگ بھڑکا دی۔ یوں تو حشرات الارض کی طرح جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ضلع اعظم گڈھ میں تو وہ رنگ جمایا کہ تھانوی صاحب کو گاؤں گاؤں گلی گلی گھما کر سارے ضلع میں شرک و بدعت کی دھوم مچا دی۔ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کی بنیاد ڈال دی۔ اس ضلع میں قصبہ مبارک پور کی مسلم آبادی بہت زیادہ ہے اور بفضلہ تعالےٰ یہاں کے مسلمان دیوبندی دور سے پہلے نہایت اتفاق و اتحاد کے ساتھ بعافیت زندگی بسر کرتے تھے خوب مضبوطی کے ساتھ مذہب اہل سنت

پر قائم تھے. مسلمانانِ اہلِ سنت کا متفقہ ایک مدرسہ تھا ایک ہی جمعہ تھا یہاں
اختلاف وافتراق کی بنیاد اور دیوبندیت کی ابتداء قائم ہونے کا سبب
یہ ہوا کہ بدقسمتی سے پورہ معروف کے مولوی محمود دیوبندی تقیہ کرکے مدرسہ
اہلِ سنت مصباح العلوم کے مدرس اوّل ہوگئے اور مدرس دوم اس وقت
جناب مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم اور مدرس سوم جناب مولوی نور محمد صاحب
تھے.

شروع میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا. میلاد شریف
کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے. مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ و اراکین مدرسہ
پر اپنا رنگ جما دیا. مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ
اراکین مدرسہ میں سے طیب گرہست وغیرہ ان کا شکار ہوگئے اور مدرسہ میں
اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ اور مولوی شکر اللہ نے
مسئلہ امکان کذب میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ اپنا عقیدہ ظاہر کردیا اسی
بنا پر ایک طالب علم مسمی محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ کو
فاسق و بددین لکھا. وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایتاً پہنچائی گئی انہوں نے
مدرسہ میں آ کر اس قضیہ کا تصفیہ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس ہذا
کے سپرد کیا. مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ سے فاسق بددین لکھنے کا
سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ
نے اپنا عقیدہ امکان کذب باری ظاہر کیا ہے اس لیئے میں نے ان کو
فاسق بددین لکھا ہے اس پر مولوی نور محمد صاحب نے مولوی نعمت اللہ و
مولوی شکر اللہ سے مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا تم
خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو. انہوں نے کچھ سکوت کیا طیب گرہست
نے جو اس وقت مدرسہ کے مہتمم تھے اور دیوبندی رنگ چڑھ چکا تھا

مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور ان دونوں کو جواب سے۔ کیونکہ اس عقیدے کا اظہار قبل از وقت سمجھا اور انکار کیسے کرتے یہ تو دیوبندیوں کا ایمان ہے اور طیب گرہست نے فوراً مولوی محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج کر دیا۔ اور مولوی نور محمد صاحب وجناب مولانا محمد صدیق صاحب کی فکر میں رہے۔ مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے۔ قصبہ کے تمام مسلمان سنی تھے اس لیے دال نہ گلی بالآخر مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ و طیب گرہست وغیرہ نے جو دیوبندیت کے شکار ہو گئے تھے۔ مولوی محمود صاحب دیوبندی کو لے کر احیاء العلوم کے نام سے علیحدہ مدرسہ قائم کیا۔ اہل سنت کا وہی قدیمی مدرسہ مصباح العلوم جاری رہا مگر ابھی جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مولوی شکر اللہ صاحب دیوبند سے بدعت کی دستار لے کر تشریف لائے۔ پھر کیا پوچھنا تھا۔ اس ذات گرامی کی برکت سے قصبہ میں وہ نا اتفاقی کی آگ بھڑکی کہ جمعہ کے ٹکڑے جماعت کے بھی ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اپنے مٹھی بھر ہم نواؤں کو لے کر جامع مسجد چھوڑ کر جمعہ بھی علیحدہ قائم کر لیا۔ خوش قسمتی سے آپ کا مزاج شورش پسند واقع ہوا ہے۔ مسلمانوں کو ابھار ابھار کر شورش پیدا کر دینا یہ آپ کا روزمرہ ہے۔ اس جوش میں جب آپ کا دریائے سخاوت موجزن ہوتا ہے تو ایک ایک چوک تعزیہ رکھنے کا چبوترہ) کھودنے پر سو سو شہیدوں کا ثواب تقسیم فرماتے ہیں اور شجاعت کا یہ عالم کہ بوقت تفتیش پولیس کی ایک ڈانٹ پر فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ ان فضلاء دیوبند کی برکتوں نے قصبہ کے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر کے اپنا ایک جتھا بنا لیا۔ مدرسہ بھی علیحدہ کر لیا۔ جمعہ بھی الگ اور آئے دن فتنہ وفساد اس واقعہ کو دیوبندی رہبر نے بدل کر یوں الٹی گنگا بہائی ہے کہ اغیار کے ان

ایجنٹوں اور اتحاد اسلامی کے دشمنوں نے یہاں کی مسلم آبادی پر دانت تیز کر دیئے اور کچھوچھہ ضلع فیض آباد سے بعض پیشہ ور پیر اور مصنوعی محدث آ دھمکے۔ اور مسلمانوں میں اختلاف افتراق پھیلانے کی غرض سے آپ نے بریلی کی کفرساز فیکٹری کے کفری گولے برسانا شروع کر دیئے۔

(مقامع الحدید ص۸)

اہل اللہ کو گالیاں دینا تو دیوبندیوں کے ایمانی انوار ہیں مگر باشندگانِ مبارک پور پر آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ اختلاف و افتراق انہیں فضلائے دیوبند مولوی محمود مولوی نعمت اللہ مولوی شکراللہ نے پھیلایا ہے۔ لہذا وہی اغیار کے ایجنٹ اور اتحاد اسلامی کے دشمن وغیرہ وغیرہ ہوتے۔ علماء اہلِ سنت کی طرف اس اختلاف کی نسبت کرنا دیوبندی رہبر کا سفید جھوٹ نمبر چار ہوا۔ مسلمانانِ اہلِ سنت کی دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلائے دیوبند نے بڑے بڑے دانت تیز کیے۔ سخت سخت حملے کر کے اس کو ہضم کرنا چاہا اور یہ پرانا مدرسہ بہت کمزور حالت میں ہو گیا۔ مگر مذہب اہل سنت کی حقانیت اور اشرفی نسبت و اراکین کا اخلاص تھا کہ مدرسہ معمولی حالت میں رہتے ہوتے بھی دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ بفضلہ تعالیٰ جب اس کی غیر معمولی ترقی کا وقت آیا تو اراکین مدرسہ نے حضرت صدرالشریعہ مولانا الشاہ ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب قبلہ مدظلہ کی خدمت میں ترقی مدرسہ کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے ان کی درخواست پر مدرسہ کی جانب توجہ فرمائی اور اپنے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مرادآبادی کو مدرسہ کی خدمت کے لیے بھیجا۔ حضرت مولانا اخیر شوال ۱۳۵۲ھ کو تشریف لائے۔ مدرسہ اس وقت معمولی حالت میں

تھا حفظ القرآن فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم تھی اس وقت کچھ طلبہ آپ کے ساتھ آئے تھے۔ اور بفضلہ تعالیٰ بڑے درجوں کے طلبہ آنے لگے۔ کام شروع کر دیا گیا۔ قصبہ میں دیوبندیت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی فضلاء دیوبند اندھوں میں کانے راجہ بنے ہوئے تھے۔ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے انوارِ صداقت نے جب اپنا جلوہ دکھایا تو بد دینی کی سیاہی خود بخود دور ہونے لگی۔ مسلمانانِ مبارک پور مدرسہ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چار ماہ کی خدمت کا اثر یہ ہوا کہ بعض دام افتادہ بھی ادھر آنے لگے چنانچہ جناب حاجی محمد عمر صاحب جو قصبہ کے معزز شخص ہیں اور اس وقت مدرسہ مصباح العلوم کے نائب ناظم ہیں۔ ان پر دیوبندیوں نے بہت زمانے سے رنگ جما رکھا تھا وہ بھی ادھر متوجہ ہوئے اور استادِ محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کو اپنے مکان پر جلسہ و تقریر کی دعوت دی۔ حاجی صاحب موصوف کے مکان پر حضرت قبلہ کی تقریر کا ہونا دیوبندیوں میں کہرام مچنا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اگر اسی طرح ایک ایک دو دو نکلتے رہے تو جال کا جال خالی ہو جائے گا۔ اس تصور سے بے چین ہو کر بڑے جوش میں دیوبندیوں نے اپنا جلسہ کیا اور اپنے تخیل کے مطابق حضرت مولانا کی تقریر پر اعتراضات کیے بفضلہ تعالیٰ سنی بیدار ہو چکے تھے۔ دیوبندیوں کی اس حرکت نے ان کو اور بھی جگا دیا۔ سنیوں نے دیوبندیوں کے جواب میں جلسہ کیا۔ حضرت استادِ محترم نے دیوبندیوں کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے سخت ترین مواخذات کیے۔ جس کے جواب میں لامحالہ پھر دیوبندیوں کو جلسہ کرنا پڑا۔ پھر دوسرے روز اس کے جواب میں اہلِ سنت کا جلسہ ہوا اور یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ایک روز دیوبندیوں کا جلسہ اور دوسرے

روز اہلِ سنّت کا۔ غرضیکہ جانبین سے جلسہ کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ تقریباً چار ماہ مسلسل جاری رہا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کو چونکہ اپنی طاقتوں پر ناز تھا کیونکہ باوجود مقامی اور بااثر ہونے کے درجن بھر مولوی انکے مددگار تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ مولانا عبدالعزیز صاحب مسافر ہیں۔ علمی میدان میں اکیلے ہیں۔ اس لیئے انہوں نے بڑے جذبہ میں آکر دورانِ تقریر کہا کہ تختہ الٹ دوں گا اس میں شبہ نہیں کہ علمی میدان میں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قبلہ کے ساتھ صرف چند طالب علم تھے مگر اللہ ورسول کے فضل سے کسی موقعہ پر اپنی تنہائی اور مقابل کی طاغوتی طاقتوں کا خطرہ بھی نہ لائے۔ حضرت نے ہرچند کوشش کی کہ دیوبندی بے حجاب سامنے آکر گفتگو کریں مگر دیوبندی اس کی جرأت نہ کر سکے تاہم اختلافی مسائل پر اس تفصیل سے بحث ہوئی اور ہر مسئلہ کو دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے ایسا واضح کر دیا کہ مذہب اہلِ سنت وجماعت کا حق ہونا دیوبندی مذہب کا باطل ہونا آفتاب کی طرح واضح وروشن ہوگیا۔ شروع میں دونوں طرف قریب قریب مجمع برابر ہوتا تھا مگر جب مذہب اہلِ سنّت کی حقانیت کی نورانی شعاؤں نے قلوبِ مسلمین پر جلوہ گری کی تو دیوبندیوں کے جلسہ میں مجمع کی کمی ہوئی اور اہلِ سنت کے جلسہ میں مجمع کی اتنی کثرت ہونے لگی کہ قصبہ کے خاص خاص وسیع مقامات کے علاوہ جلسہ کرنا ہی دشوار ہوگیا۔ وہ عجیب سماں اور عجیب منظر تھا۔ دیوبندیوں کے رد سے مسلمانوں کو اس قدر ذوق ودلچسپی پیدا ہوگئی تھی کہ اعلان کے منتظر رہتے تھے۔ جلسہ کے وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے تھے بوڑھے، بچے، مرد وعورت نہایت شوق سے شریک ہوتے تھے۔ اہلِ سنّت کے جلسہ میں چار پانچ ہزار کا مجمع ہونے لگا۔ مبارک پور اور ان

کے مضافات میں مذہب اہلِ سنت کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے بطلان کی صدائیں گونجتی تھیں۔ دَر و دیوار سے اہلِ سنت کی فتح مبین اور دیوبندیوں کی شکست فاش کی آوازیں آتی تھیں۔ پولیس بھی دونوں جلسوں میں شریک ہوئی تھی۔ اہلِ سنت کے جلسہ محلہ پورہ رانی میں سب انسپکٹر داروغہ فہیم احمد صاحب اول سے آخر تک شریک رہے، نہایت غور سے تقریریں سنیں۔ تقریر کے ختم پر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دونوں جلسوں میں شریک ہوا اور دونوں کی تقریریں بغور سنیں۔ میں آپ کی فتح اور آپ کے مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کی شہادت دیتا ہوں فالحمد للہ علیٰ ذالک وہ عجیب دَور تھا جَاءَ الحق وَزَھَقَ البَاطِلُ کا جلوہ تھا۔ دیوبندیوں کے مذہب سے مسلمانوں کو وہ نفرت ہوئی کہ اکثر دبیشتر دام افتادہ متنفر ہو کر سُنی ہونے لگے۔ دیوبندیوں نے جب یہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ اگر تقریروں کا یہی سلسلہ جاری رہا تو ساری چڑیاں اڑ جائیں گی اس لیئے ختم کر دیا اور ان کے اخیر جلسہ میں جس میں صرف سو سوا سو آدمی تھے۔ مولوی شکر اللہ صاحب نے اعلان کیا کہ اَب ہمیں جلسہ کی ضرورت نہیں اَب ہمارا کام ہو گیا۔ اسکے بعد اہلِ سنت کا اخیر جلسہ محلہ نواده میں ہوا۔ یہ جلسہ نہایت ہی شاندار قابلِ دید تھا تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ بڑی زبردست کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کی ان خدمات دینی اور مذہب اہلِ سنت کی حقانیت نے قلوب مسلمین پر پورا قبضہ کر لیا تھا تمام مسلمان مدرسہ کی طرف دل سے متوجہ تھے۔ خیال ہوا کہ مسلمانوں کی اس توجہ سے دینی کام لیا جائے لہٰذا اراکین مدرسہ کے مشورے سے حضرت مولانا مدظلہ نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ تقریر کی جس میں مسلمانوں

کو مدرسہ کی ضرورت دکھاتے ہوئے جدید عمارت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی وقت سے مدرسہ کی عمارت کا چندہ شروع ہوا اور شام تک ڈھائی ہزار روپیہ کی میزان ہوئی۔ اس چندہ کا سلسلہ تادیر جاری رہا اور قصبہ کے کل چندہ کی میزان دس ہزار کے قریب ہوئی فالحمد للہ علےٰ ذالِک اس حقیقت کو دیوبندی رہبر نے یوں مسخ کیا کہ ان ملت فروشوں نے ضروری سمجھا کہ یہاں (مبارک پور) مستقل اڈا قائم کیا جائے نہ معلوم کیا کیا سبز باغ دکھا کر قصبہ کے بعض عیاش مزاجوں کو اپنے فیورمیں کیا گیا مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیب سے نکالا گیا۔ (مقامع الحدید ص۸)

بزرگانِ دین کو گالیاں دیئے بغیر تو دیوبندیوں کی عبادت ہی قبول نہیں ہوتی مگر یہ دیوبندی نے نہ معلوم خوب کہا وہ سبز باغ دیوبندیوں کو کیوں یاد رہتا وہ تقریباً چار ماہ کا مناظرہ جس میں فضلاً دیوبند پردے میں رہے۔ ایسا فراموش کر دیا کہ نہ معلوم، اور واقعات تو بدل بدل کر بیان کئے۔ مگر یہ قطعاً ہضم کر گئے۔ آخر کیوں۔ جانتے ہیں کہ یہی وہ چیز ہے جس کا نام لینا بھی دیوبندیوں کے لیئے موت ہے۔ اسی میں وہ ذلت ہوئی کہ تازیست یاد رہے گی۔ اسی میں وقار گیا بھرم رکھو۔ یا اس کے تصور سے دل دکھتا ہے اس لیئے کہہ دیا نہ معلوم کیا کیا سبز باغ دکھایا وہ سبز باغ دکھایا کہ مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کے ڈنکے بجا دیئے اور دیوبندی دھرم کے پرخچے اڑا دیئے۔ وہ سبز باغ دکھایا کہ چار چار ہزار کے مجمع میں حضرت استاذِ محترم مدظلہ نے پکار پکار کر للکارا کہ اے فضلاء دیوبند اگر تمہیں میرے سامنے آنے کی تاب نہیں تو میرے طلبہ ہی سے گفتگو کر لو۔ مگر آوازے ندارد

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ اس سبز باغ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے مدرسہ مصباح العلوم پر بے مثل قربانیاں کیں۔ مسلمانانِ مبارک پور کو یاد ہے۔ فقیر کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کے تشریف لانے سے چھ مہینہ بعد چندہ شروع ہو کر ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ کے اخیر میں ختم ہو گیا اس سال قطعاً حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ مبارک پور تشریف نہیں لائے پھر ان کی طرف اس چندہ کی نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیبوں سے نکالا گیا۔ کیسی شرمناک حرکت ہے جو رہبر صاحب کا کذب نمبر پانچ ہے مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے شوال ۱۳۵۳ھ کا وہ وقت بھی دکھایا جو تاریخ مبارک پور میں خصوصیت رکھتا ہے کہ مدرسہ ہذا کے سالانہ جلسہ اور جدید عمارت کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ وحضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہٗ وحضرت صدر الشریعہ صاحب قبلہ دامت برکاتہٗ وغیرہ علماء کرام نے سرزمین مبارک پور کو اپنے ورودِ مسعود سے زینت بخشی۔ اسی موقعہ پر مدرسہ مصباح العلوم کی جدید عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ جمعہ کا مبارک دن ہے۔ گیارہ بجے علمار کرام تشریف لائے ہیں۔ مسلمانانِ مبارک پور نے ان پیشوایانِ اسلام کا شاندار استقبال کیا بعد نماز جمعہ حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہٗ نے تقریر فرمائی رسم بنیاد ادا کرنے کا اعلان ہوا۔ وہ منظر جس کے پیشِ نظر ہے وہی مسلمانانِ مبارکپور کی خوشی ومسرت کا اندازہ کرسکتا ہے۔ کہ کس ذوق وشوق سے مسلمانوں کے پرے کے پرے اس سعادت میں حصہ لینے حاضر ہوتے تھے۔ اللہ اکبر بنیاد کے موقعہ پر اتنا ہجوم کہ راستہ بند نکلنا دشوار علمار کرام کے مبارک

ہاتھوں کی برکتیں حاصل کرنے کے لیئے یہ دشواری تمام ان حضرات کو بنیاد تک پہنچنے کی تکلیف دی گئی۔ بنیاد کی گہرائی قد آدم تھی۔ اوّل ان بزرگانِ دین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا اور مدرسہ کے قیام واستحکام کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مسلمانانِ مبارک پور نے یہ سعادت حاصل کی وہاں نہ بالائی کا نام ونشان تھا نہ گارے کی جگہ اس کا استعمال ہوا۔ البتہ کسی شخص نے اپنے جذبۂ شوق میں چاندی کی چھوٹی سی کرنی اور چھوٹی سی کڑھائی کہ دونوں کا وزن دس بارہ تولہ تھا بنوالیں تھیں۔ نہ کرنی اس قابل تھی کہ اس سے عمارت کی چنائی ہو سکے نہ کڑھائی ایسی جس میں دو اینٹوں کا بھی گارا آسکے مگر علمائے کرام نے ہرگز انہیں استعمال نہیں کیا اور ان کے سنگِ بنیاد رکھنے کا یہ طریقہ بھی ہرگز نہیں کہ وہ کرنی بسولی ہاتھ میں لے کر معماروں کی طرح سے چنائی کریں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دستِ مبارک سے زمین پر اینٹ یا پتھر رکھ کر دعا فرمائیں لہٰذا ان کو کرنی چھونے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہٰذا ایسی حالت میں اعتراض کرنا کھلی عداوت اور نری حماقت ہے مگر مدرسہ اہلِ سنّت مصباح العلوم کا وجود چونکہ دیوبندیوں کے لیئے عذاب ہے۔ اس لیئے دیوبندی نے بڑی آہ وبکا کے بعد کہا اللہ الصمد چاندی کی ایک کڑھائی تیار کرائی گئی اور چاندی ہی کی کرنی کڑھائی میں بالائی بجائے گارے کے رکھی گئی اور ان فرشتہ صورت باغیانِ شریعت نے اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گارا زمین پر بچھایا اور اس کے اوپر اینٹیں رکھیں اور پھر وہ کڑھائی اور کرنی پیر صاحب کی نذر کر دی گئی اور پیر صاحب چاندی کی کڑھائی اور دوسرے نذرانے وصول فرما کر رخصت ہو گئے۔ مغانع الحدید صہ ۸

دیوبندی چونکہ خدائے قدوس کو بالا مکان جھوٹا مانتے ہیں۔ اس

لیئے دو مرتبہ اسم جلالت ذکر کرکے اور اس نام پاک سے ملا کر وہ اکاذیب کا طومار باندھا کہ الامان الحفیظ کڑھائی میں بالائی بجائے گارے کے رکھی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر چھ ہوا

اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گارا زمین پر بچھایا یہ دیوبندی کا جھوٹ نمبر سات ہوا۔ کڑھائی پیر صاحب کے نذر کر دی گئی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر آٹھ ہوا۔ پیر صاحب چاندی کی کڑھائی وصول فرما کر رخصت ہو گئے یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر نو ہوا۔

کرنی کڑھائی کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ دوسرے روز جامع مسجد کے جلسہ عام میں جہاں تقریباً ڈھائی ہزار کا مجمع تھا حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہیں۔ مگر حضرت قبلہ نے قبول نہ فرمایئں بلکہ کئی روپیہ اپنی جیب سے اس وقت مدرسہ کو عطا فرمائے۔ مجمع کو بھی مدرسہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ فقیر نے تو اپنی کرنی دکھا دی۔ اب تم لوگ بھی اپنی اپنی کرنی دکھاؤ۔ حضرت کے اس ارشاد پر اسی مجمع میں کافی چندہ جمع ہوا۔ یہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی کرامت ہے کہ کرنی کڑھائی کے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اگر خدانخواستہ قبول کی ہوتی تو دیوبندی شاید سونے کی کڑھائی زمرد کی کرنی اور مشک کا گارا بتاتے۔ یہ واقعات تازہ ہیں۔ جو کچھ ہوا سارے قصبہ نے دیکھا۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر بھی عداوت کے سوا کوئی پٹی نہ تھی۔ مگر ایسا سفید جھوٹ دن میں آفتاب کا انکار۔ دیوبندیوں کی کتابیں اسی طرح اکاذیب کا دفتر ہوتی ہیں۔ اس سے یہ فائدہ سمجھتے ہیں کہ جن کو واقعات نہیں معلوم ان کے خیالات میں کچھ تغیر پیدا ہو جائے تاکہ علمائے اہل سنت سے بدگمان ہو کر دیوبندیوں کے جال میں آ سکیں

مسلمانانِ مبارک پور کو دیو بندی رہبر کے جھوٹ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ دیوبندیوں کو بھی کچھ تو غیرت اور ذرا تو شرم آنی چاہیئے تمہارے پیشوا کیسا جھوٹ بولتے ہیں پھر بھی تم ان کا دامن نہیں چھوڑتے جب مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے مبارک پور اور اس کے اطراف میں مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کا سکہ رائج کر دیا تو گرد و نواح کے مسلمان بھی مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ شوال ۱۳۵۲ھ کے اس جلسہ میں جین پور و خالص پور وغیرہ تک کے مسلمان شریک تھے وہ بجائے مدت سے دیو بندیوں کے شکار رہتے تھے۔ جب ان پر حق ظاہر ہوا تو اسی وقت حضرت محدث صاحب قبلہ کو انہوں نے دعوت دی حضرت قبلہ تشریف لے گئے اور اپنے نورانی بیانات سے قلوب سامعین کو منور فرمایا۔ جین پور، خالص پور عظمت گڈھ کے تمام لوگ دیوبندی مذہب سے توبہ کر کے سُنی ہو گئے اور قصبہ جین پور میں اہلِ سنت کا مدرسہ انوار العلوم مصباح العلوم کی شاخ قائم ہوا حضرت محدث صاحب قبلہ کی سرپرستی میں بفضلہ تعالیٰ دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس حقیقت کو دیو بندی رہنماؤں الٹا کہ اور خود حلقہ مریدین میں بھی ارادت وعقیدت کے بجائے حقارت ونفرت پھیلنے لگی یہ دیو بندی رہبر کا کذب ممبر دس ہوا۔

اسی موقع پر مسلمانانِ خیرآباد نے بھی حضرت محدث صاحب قبلہ کو مدعو کیا۔ حضرت قبلہ خیرآباد تشریف لے گئے۔ دیوبندی چونکہ جین پور خالص پور کا منظر دیکھ چکے تھے کہ اگر اسی طرح حضرت محدث صاحب قبلہ کی تقریریں ہوتی ہیں تو سارے ضلع میں سنیت کا پھریرا لہرائے گا اور دیو بندیت کو کسی بھاؤ کوئی نہ پوچھے گا۔ اس لیئے مرتا کیا نہ کرتا ناچار خیرآباد میں

مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دوران تقریر فرمایا کہ ہمارے عہد حاضر میں بے شمار باطل فرقے پیدا ہو گئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و ناکس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھائی کہے۔ کتنے فرقے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ نورانی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سروقد کھڑے ہو گئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر دی۔

نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے باطل ہیں۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کریں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیئے تیار ہیں۔ بقلم محمد نذیر ساکن عیر آباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسب ذیل جواب تحریر فرما دیا۔

نقل جواب چیلنج از حضرت محدث صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے۔ میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں۔ جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھوچھہ شریف
ضلع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوع بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیئے تیار ہیں دوسرے یہ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیئے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا۔ اس کا حشر کیا ہوا۔ یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین

چیلنج اور منظوری چیلنج سے دیوبندیوں کا عقیدہ سمجھ لیں کہ دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنیوالے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے اسی لیئے تو مولوی محمد نذیر دیوبندی نے اس تحریر کو اپنے چیلنج کا صحیح جواب سمجھا ورنہ کہتے کہ حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ ہم بھی باطل جانتے ہیں۔ ہم اس پر مناظرہ نہیں کرتے اور یہ عقیدہ صرف مولوی محمد نذیر خیرآبادی ہی کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو صبح آٹھ بجے مولوی شکراللہ و مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد البشیر والد مولوی محمد سعید صاحبان یہ مبارک پور کے تمام دیوبندی مولوی خیرآباد پہنچے اور مولوی شکراللہ صاحب کے علاوہ سب حضرت محدث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے چیلنج اور منظوری چیلنج دونوں تحریریں بغور پڑھیں اور اس پر مناظرہ کے لیئے آمادہ ہوتے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ سب دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل نہیں مانتے بلکہ اس کو خوش عقیدہ جانتے ہیں۔

اسی موضوع پر حضرت محدث صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے مولوی منظور سنبھلی و مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری و مولوی محمد قاسم شاہجہانپوری آئے لہٰذا ان کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہے اور حضور کی توہین کرے اس کا عقیدہ باطل نہیں وہ خوش عقیدہ ہے اور یہ تینوں تمام دیوبندیوں کے نمائندہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ تمام دیوبندی مولویوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ تو دیوبندیوں کا پرانا ہے۔ اسی لئے اکابر دیوبند کی کتابیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سے لبریز ہیں۔ مگر دیوبندی اپنے اس عقیدہ کو عوام سے چھپایا کرتے تھے لیکن

نہاں کے ماند آں رازِ کزو سازند محفلہا۔ اس خیرآبادی چیلنج اور دیوبندی مولویوں کی اس پر مناظرہ کی تیاری نے بالکل صاف کر دیا کہ دیوبندی مولویوں کے نزدیک حضور کی توہین کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ حضور کی توہین کرنے والا ان کے نزدیک خوش عقیدہ ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ مسلمان آگاہ ہوں اور بنظرِ انصاف غور کریں کہ دیوبندی اپنے ان عقیدوں کی بنا پر اسلامی نقطۂ نظر سے کون ہیں۔ اسی موقعہ پر جناب شیخ علیم اللہ صاحب ناظم مدرسہ اہلِ سنت مصباح العلوم نے ایک اشتہار بعنوان دیوبندی مولویوں کا عقیدہ شائع کیا تھا اس میں دیوبندیوں کے مذکورہ بالا عقیدہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا اور یہ خیرآبادی چیلنج اور حضرت محدث صاحب کا یہ جواب شائع کیا تھا اور بقلم جلی لکھا تھا کہ نقل چیلنج اور جواب چیلنج دونوں مطابق اصل ہیں غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام مگر پانچ سال گزرے کسی دیوبندی کو مجال دمزون نہ ہوئی۔ میں پھر اعلان کرتا ہوں اور پانچ سال کا وقت اور دیتا ہوں جو شخص نقل چیلنج اور جواب چیلنج کو خلاف اصل ثابت کرے پانچ سو روپیہ انعام۔ چیلنج کی اصل تحریر اہلسنت مصباح العلوم کے دفتر خاص میں محفوظ ہے۔

اس چیلنج کی حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل ہونا ثابت کرو۔ اس پر مناظرہ کرنے کے لیئے تو ہر وقت ہر مسلمان تیار رہے۔ چہ جائیکہ محدث صاحب قبلہ۔ حضرت قبلہ نے بلا تردد فوراً منظوری کی تحریر دے دی تھی۔ خیرآباد کا وہ مجمع اس پر شاہد ہے لہٰذا یہ کہنا کہ مولوی کچھ چھوئی صاحب نے پہلے تو لطائف حیل سے مناظرہ کی بلا کو اپنے سر سے ٹالنا چاہا۔ یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر گیارہ ہے۔

رہا یہ کہ اس پر مناظرہ کیوں نہ ہوا تو یہ خود چیلنج ہی بتا رہا ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج دنیائے اسلام میں وہ سنگین جرم ہے۔ کہ جب میدان مناظرہ میں اس کا اظہار ہوتا تو دیوبندی مذہب کی حقیقت کھل جاتی۔ بلا استثنا تمام مسلمان چیلنج دہندہ اور اس کے مناظرین اور معاونین پر بلا تامل لعنت کرتے اور معلوم نہیں کیا کرتے۔ دیوبندیوں کو یہی سوجھ گئی کہ اگر اس پر مناظرہ ہوا تو نیچے سے اوپر تک سبھی کا ارتداد ثابت ہو جائے گا اور پھر اسلامی دنیا میں منہ نہ دکھا سکیں گے اسی لیئے مناظرہ سے پہلوتہی کی۔

شرائط مناظرہ میں فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے ہرجہ خرچہ کے ذمہ دار مولوی نعمت اللہ صاحب مبارک پوری ہوئے اور اہل سنت کی طرف سے ہرجہ و خرچہ اور جلسہ مناظرہ کے حفظ امن کے ذمہ دار شیخ محمد امین صاحب رئیس مبارک پور قرار پائے اور یہ طے ہوا کہ مولوی محمد نذیر، شیخ محمد امین صاحب کے ہمراہ تھانہ مبارک جا کر پولیس کو مطمئن کر دیں کہ ہم امن پسندی کے ساتھ مذہبی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد نذیر ۲؍ فروری کو آئے تو داروغہ صاحب موجود نہ تھے لہٰذا یہ طے ہوا کہ کل ۳؍ فروری صبح سات بجے آکر مطمئن کر دیں۔ ۳؍ فروری کو مولوی نذیر کا پتہ ہی نہ چلا۔ اور مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ وغیرہ نے تھانہ میں جا کر مناظرہ کی تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر صاف انکار لکھ دیا اور مولوی نعمت اللہ نے لکھا کہ میں نے نذیر کے کہنے سے ان کے علمائ کے صرف خرچہ کی ذمہ داری لی ہے یعنی ذمہ داری کے انکار کے ساتھ ہرجہ کا بھی انکار کر دیا یہ ان کے بڑھاپے پر دیوبندی مولویت کے خضاب کی برکت ہے۔ ناظرین غور فرمائیں اس سارے دیوبندی کنبہ نے ادھر تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کیا اور ادھر مطمئن

کرنے والے مولوی محمد نذیر کو مفقود الخبر کر دیا اور پہلوتہی وگریز کسے کہتے ہیں شیخ محمد امین صاحب ۳ فروری کو ۱۲ بجے تک تھانہ میں مولوی محمد نذیر کا انتظار کر کے ان کی تلاش میں خیرآباد پہنچے۔ وہاں بھی پتہ نہ چلا تو ان کو خط لکھ کر وعدہ یاد دلایا اپنا انتظار کرنا اور خیرآباد جانا تحریر کیا۔ اور لکھا کہ آپ چار فروری کو صبح سات بجے تشریف لا کر حسب وعدہ قانونی فرائض منصبی کو انجام دیں۔ ورنہ بعد گزر جانے وقت کے مجبوراً آپ کے خلاف حاکم پرگنہ صاحب کے یہاں درخواست کرنی پڑے گی اس وقت تنہا تمام باتوں کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے اس خط کو آپ کی خدمت میں جناب عبدالرحمٰن و علی احمد صاحبان کے ذریعہ روانہ کرتا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمائے گا۔ محمد امین انصاری صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ۳، فروری ۱۹۳۵ء۔ اس خط کے بھیجنے پر بھی جب مولوی محمد نذیر دم بخود ہی رہے اور ۴، فروری کو بھی نہ آئے۔ رہے ان کے مبارک پوری دوست تو وہ ۳، فروری کو تھانہ میں جاکر کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کر ہی آئے تھے پھر یہ کہنا کہ مولوی محمد نذیر صاحب خیرآبادی اور آپ کے بعض مبارک پوری دوستوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ مناظرہ کی تیاری شروع کر دی۔ مقامع الحدید ص۱

یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۲ ہے۔

جب ۴، فروری گزر گئی اور محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آئے اور مناظرہ سے بھاگتے ہی پھرے تو جناب شیخ محمد امین صاحب نے اپنی ۳، فروری کی تحریر کے مطابق حاکم پرگنہ کو واقعات کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی کہ فریق ثانی کو طلب کر کے دریافت کیا جائے کہ وہ اس موضوع پر مناظرہ چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ مناظرہ پر

تیار ہوں تو ان سے ان کی جماعت کے متعلق حفظ امن کی ذمہ داری لی جائے اور حضور خود مجلس مناظرہ کی صدارت قبول فرمائیں اور مشترکہ درخواست فریقین سے کر پولیس کو حکم انتظام کا دیا جائے اور اگر مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد نذیر صاحبان مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں تو ان سے اس کے متعلق تحریر لے لی جائے اور ہدایت کی جائے کہ آئندہ حنفی جماعت کی مجالسِ وعظ میں آکر رخنہ اندازی نہ کریں۔

فدوی محمد امین ساکن مبارکپور ۵ فروری ۱۹۳۵ء

حاکم پرگنہ صاحب نے دیوبندی مولویوں کو طلب کر کے دریافت کیا۔ سب کے سب تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ گئے اور تحریری انکار لکھ دیا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کی درخواست، کا پہلا ہی نمبر ہے ہم سائل زبانی مناظرہ ہیں۔ نہ اس کے خواہش مند ہیں۔ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایماء محمد امین عمل میں آئی ہے۔ واقعاتِ مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ مولوی شکر اللہ کی یہ کذب بیانی ہے کہ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایماء محمد امین عمل میں آئی ہے کیا شیخ محمد امین صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ یا مولوی محمد نذیر سے کہا تھا کہ چیلنج دے دو پھر محمد امین صاحب کی تحریک و ایماء کہنا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ نے اپنی درخواست کے نمبر ۲ میں لکھا اور مناظرہ منعقدہ ۱۱ ؍ فروری ۱۹۳۵ء ملتوی فرما دیا جائے۔ جب دیوبندیوں اور ان کے سرغنہ مولوی شکر اللہ صاحب نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا اور چیلنج دینے والے نے خود التوائے مناظرہ کی درخواست دے دی تو اب کوئی کوشش ہی کارآمد نہیں ہو سکتی اور کسی قاعدہ سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا حاکم پرگنہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا اس کو شیخ محمد امین صاحب کے سر تھوپنا اور

یوں کہنا کہ حکام نے جب دیکھا کہ ذمہ داری لینے والا خود ہی خطرہ محسوس کر رہا ہے اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہے تو انہوں نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۳ ہے۔

جب دیوبندیوں نے التوا کی درخواست دے کر مناظرہ بند کرا دیا تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ اور نمائشی دانت دکھانے کے لیے مولوی منظور سنبھلی اور مولوی ابوالوفا اور مولوی محمد قاسم شاہجہانپوری کو بلا لیا اور یہ لوگ اہل سنت کے جلسے میں آ دھمکے۔ مناظرہ کا خوف تو پہلے ہی سے جاتا رہا تھا اطمینان تھا کہ مناظرہ نہ ہوگا۔ اس لیے مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ ادھر پولیس سے پہلے ہی سازباز کر چکے تھے کہ ہمیں ذرا سا موقعہ دے دینا اور فریق مقابل کو جواب سے روک دینا اور اگر ایسا نہ کرتے تو دیوبندی حسب الحکم حاکم پرگنہ صاحب اہل سنت کے جلسہ میں بول ہی نہ سکتے تھے یہ اسی اندرونی سازش کا کرشمہ تھا کہ جب حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب لکھنا شروع کیا اور ابھی پورا بھی نہ ہوا تھا کہ امجد علی ہیڈ کانسٹیبل نے (جن کو دیوبندی اکثر پان کھلا دیا کرتے تھے) کھڑا ہو کر کہا کہ ہرگز کوئی تحریر نہیں دی جا سکتی۔ حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب دیا کہ جو تحریر آئی ہے اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ اتنے میں نائب داروغہ لاجپت رائے جن سے دیوبندیوں کے خاصے تعلقات تھے آ پہنچے۔ ابتدا جلسہ سے داروغہ کے آنے تک جناب شیخ محمد امین صاحب جلسہ گاہ میں موجود تھے لہذا یہ کہنا کہ رضاخانیت کے صدر محمد امین صاحب نائب انسپکٹر کو پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ لے کر میدان مناظرہ میں آ پہنچے۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۴ ہے۔

داروغہ صاحب نے آتے ہی حکم نافذ کیا کہ جانبین سے کسی قسم کی

تحریری یا تقریری گفتگو نہیں ہوسکتی۔ اس پر حضرت محدث صاحب نے داروغہ سے فرمایا کہ آئی ہوئی تحریر کے جواب سے ہمیں روکنا ہم پر ظلم ہوگا اور جوابی تحریر دینے کے لیئے بہت زور دیا۔ مگر داروغہ نے نہایت نرم لہجہ میں حضرت کو وہی حکم سنایا اور تحریر دینے پر راضی نہ ہوا اس کو مسخ کرکے حضرت محدث صاحب کا یہ قول بتانا در اصل ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ جلسہ کرنا چاہتے ہیں یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۵ ہے۔

غرضیکہ دیوبندیوں کی مراد پوری ہوئی۔ پولیس نے نہ مناظرہ ہونے دیا نہ تحریر دینے دی۔ لیکن حضرت محدث صاحب قبلہ نے موضوع مناظرہ پر وہ مدلل تقریر فرمائی وہ نورانی بیان فرمایا اور دیوبندیوں کا ایسا رد کیا۔ کہ دیوبندیوں کے مایہ ناز مناظرین بھی مبہوت ہو گئے۔ دم کشیدہ بیٹھے ہی رہے۔ مجال دم زدن نہ ہوئی۔ بارہ بجے حضرت محدث صاحب قبلہ نے تقریر ختم کی اور دعا پر جلسہ ختم کر دیا۔ حاضرین جانے لگے حضرت قبلہ بھی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس کو یوں تعبیر کرنا کہ مولانا منظور صاحب کے یہ الفاظ ختم ہونے بھی نہ پائے تھے کہ مولوی سید محمد صاحب اپنے حالی موالیوں کو لے کر چلنے لگے۔ اور بس چلتے بنے کیسی حیا سوز حرکت ہے رہا یہ کہ حضرت محدث صاحب قبلہ کو دیوبندیوں نے اپنے جلسے میں بلایا حضرت نہ تشریف لے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ بددینوں دیوبندیوں کے جلسے میں شرکت ہی کب جائز ہے۔ حدیث میں لاتجالسوھم وارد ہے علماء اہل سنت کی یہی شان ہے کہ ایسے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں یہ کہنا کہ مولوی منظور کی تقریر سے بہت سے دام افتادہ رضاخانیت سے ہمیشہ کے لیئے تائب ہوکر راہ راست پر آ گئے۔ یہ رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۶ ہے۔ رہبر صاحب نے ان توبہ کرنے والوں کی فہرست نہیں لکھی ان رکیک

حرکتوں اور کذب بیانیوں سے اگر دیوبندی اپنی حقانیت بگھارنا چاہتے ہوں تو او اسی خیر آبادی چیلنج پر مناظرہ کے لیئے تیار ہو جائیں اور صرف اپنی جماعت کی ذمہ داری لے لیں پھر خواہ ان کا منظور ہو یا نامنظور سب کے حواس درست کر دیئے جائیں گے

یوں تو تمام علماء اہل سنت دیوبندیوں کے لیئے لاحول کا اثر رکھتے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت شیر بیشہ سنت قاطع شر نجدیت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی دامت برکاتہم تو ان کی موت ہیں جہاں یہ شیر پہنچا۔ دیوبندیوں کی روح پرواز ہوئی۔ مسلمانان مبارک پور میں جب جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی نے اور زیادہ ترقی کی تو ان کی تمنائیں اور آرزوئیں اپنے دینی پیشوا و مذہبی مقتداء حضرت ممدوح کی طرف متوجہ ہوئیں کہ حضرت شیر سنت مدظلہ کے نورانی عرفانی بیانات طیبات سے اپنے ایمانی انوار کو جگمگائیں اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے دیوبندیوں کا رد بلیغ سنیں لہذا حضرت مدظلہ کو تشریف آوری کی تکلیف دی چنانچہ ۲ ر ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ بوقت ۱۱ بجے دن کو حضرت موصوف مبارک پور رونق افروز ہوئے مسلمانان مبارک پور نے اپنے دینی پیشوا کا نہایت شاندار استقبال کیا تین روز حضرت ممدوح مدظلہ نے وہ نورانی عرفانی بیانات فرمائے کہ قلوب سامعین منور ہوتے اور دیوبندیوں کا وہ رد بلیغ کیا کہ گورستان دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔

آپ نے مسلمانوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سچی غلامی کی دعوت دی اور فرمایا کہ رسول کے بندے بنو۔ حضرت ممدوح نے اس لفظ بندہ کی تشریح بھی فرما دی کہ بندہ کے معنی غلام کے ہیں۔ مشترک لفظ کی مثالیں دیکر بھی واضح کر دیا۔ مطلب بھی خوب سمجھا دیا کہ رسول کے غلام بنو اور سامعین

کوکوئی شبہ باقی نہ رہا۔ حضرت شیرِ سنت مدظلہ کی ایمان افروز تقریروں نے مسلمانوں کے دلوں میں آقائے دو عالم محبوب رب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے انوار جگمگا دیئے اور مسلمانوں کو دیوبندیوں سے اور زیادہ متنفر کر دیا۔ لہٰذا دیوبندیوں نے اس تقریر منیر پر بہت سے بہتان باندھے۔ جن میں سے رہبر صاحب نے اپنے مقامع میں صرف پانچ ذکر کیے۔

۱۔ ہم خدا کی بندگی کے لیئے نہیں پیدا کیئے گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کے لیئے پیدا گئے ہیں۔ مقامع الحدید ص۱۴ یہ دیوبندی رہبر کا بہتان نمبر ۱۷ ہے۔

۲۔ جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔ اس کی تشریح حضرت موصوف نے خود فرما دی تھی کہ جو رسول کی غلامی سے انکار کرے وہ شیطان کا بندہ ہے لہٰذا صرف اس کو ذکر کرنا اور اس کی تشریح سے آنکھیں بند کر لینا فریب کاری اور دھوکہ بازی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی دیوبندی قرآن مجید کی آیت لا تقربوا الصلوٰۃ سے یہ نتیجہ نکالے کہ نماز پڑھنا منع ہے اور وانتم سکارٰی سے آنکھیں بند کرے۔

۳۔ اگر خدا کے بندے بنو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا کیونکہ اسکے پاس دوزخ اور جنت دونوں ہیں اور اگر صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے بنوگے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں کیونکہ ان کے پاس صرف جنت ہے۔ مقامع الحدید ص۱۴ یہ دیوبندی رہبر کا افترا نمبر ۱۸ ہے۔

۴۔ ابوجہل اور ابولہب خدا کے بندے بنے مگر دوزخ میں گئے اور ابوبکر و عمر رسول کے بندے بنے اس لیئے جنت میں گئے۔ مقامع الحدید ص۱۴۔ یہ رہبر کا افترا نمبر ۱۹ ہے۔

ے۔ از اول تا آخر نماز میں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا تصور ہو یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۰ ہے۔ دیوبندیوں نے ان افترا پردازیوں سے عوام کو بہت بہکانا چاہا اور حضرت ممدوح سے بدظن کرنے کی بے جا کوشش کی مگر کوئی بھی پھندے میں نہ آیا آنکھ دیکھے اور کان سننے کو کون بھلا سکتا ہے سارے قصبہ نے اپنے کانوں سے وہ تقریر منیر سنی تھی۔ سب کو یاد تھا کہ حضرت شیر بیشہ سنت نے یہ کہا کہ رسول کے غلام بنو۔ اور یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ اس سے انکار تو صرف بد دینو دیو بندیوں کو ہو سکتا ہے جب اس طرح دال نہ گلی اور دیکھا کہ حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب کے نورانی بیانات نے مسلمانوں کے قلوب کو ایسا مسخر کر لیا ہے کہ افترا و بہتان کا جادو کارگر ہی نہیں ہوتا تو فساد و فتنہ کی سازشیں شروع کر دیں۔ ایسی مسجدیں جن میں مصلی مخلوط اور امام سنی تھے۔ دیوبندی جھگڑا پیدا کرنے لگے۔ سنی امن پسند اپنی امن پسندی سے دفاع کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ رانی ہانسی بابا کی مسجد میں جناب حاجی ولی اللہ صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندی جماعت کی طرف سے جھگڑا شروع ہو کر رک گیا پھر ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ صوفی مسجد متصل پکھڑ جناب مولوی حکیم محمد عمر صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندیوں نے جھگڑا کیا اور ۲۱ مارچ کو سنی اپنی امن پسندی سے دب گئے اور وہ مسجد ہی چھوڑ دی بلکہ اسی محلہ میں اپنی دوسری مسجد تعمیر کی۔ سنیوں کی اس امن پسندی سے دیوبندی جماعت کا حوصلہ بڑھ گیا۔ سمجھ لیا کہ اب سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرنا کوئی بات ہی نہیں ہم جھگڑا کرتے جائیں گے اور سنی امن پسند مسجدیں چھوڑتے جائیں گے چنانچہ ۲۷ مارچ کو جامع مسجد راجہ صاحب جو بلا شرکت غیر اہل سنت کی مسجد ہے چڑھائی کر دی اور مغرب کے وقت جب کہ اہل سنت کی جماعت قائم ہو چکی تھی۔ چار پانچ دیوبندیوں

نے اپنی جماعت علیحدہ شروع کر دی دیوبندیوں کی اس حرکت سے سنیوں کو سخت ناگوار ہوا۔ بعد نماز ان کو ڈانٹا دیوبندی بھاگ گئے پھر ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء بروز پنجشنبہ بوقت مغرب محلہ پرانی مسجد بھوکھل کی مسجد جس میں پیش امام سنی اور مصلی مخلوط تھے۔ دیوبندیوں نے پیش امام صاحب پر اعتراض کیا اور حاجی محمد اکبر دیوبندی نے سنیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی حشمت علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول کی بندگی کرو۔ سنیوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا پر تمہارا بہتان ہے اس میں بات بڑھ گئی۔

ان تاریخی واقعات کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے کہ فساد کے بانی اور فتنہ کے موجد صرف دیوبندی ہیں۔ لہٰذا اس فساد کی نسبت حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب مدظلہ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب کی تقریر کا خود عوام متدعین پر یہ اثر پڑا۔ تو آپ نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اپنی خصوصی مجالس میں اپنے ہوا خواہ مفسدہ پردازوں کو فتنہ و فساد کی تلقین کی۔ مقامع الحدید ص۱۵ ... دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۱ ہے۔

دیوبندی تو آمادۂ فساد تھے ہی۔ سنی بھی آخر کب تک خاموش رہتے لہٰذا بعد نماز مغرب فساد شروع ہو گیا۔ دونوں جماعتوں کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح موقعہ پر پہنچے۔ اور سنیوں نے دیوبندیوں کے لٹھ بازوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی گھروں میں گھس گئے۔ سنی نوجوانوں نے بہت غیرت دلائی کہ باہر نکلیں مگر نہ نکل سکے۔ اور اندر سے اینٹیں چلانے لگے دو تین سنی اینٹوں سے زخمی بھی ہو گئے اور تھوڑی دیر انتظار کر کے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے اور مطمئن ہو گئے۔ مگر دیوبندیوں نے جو اپنے مدرسہ میں جمع تھے۔ اطراف لوہیا اور مختلف قرب و جوار کے دیوبندیوں کو جمع کر کے جوش دلایا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد تقریباً ڈھائی سو دیوبندی لاٹھی اور بلم سے مسلح ہو

کر محلہ پورہ خضر کی طرف روانہ ہوئے سنیوں کو جب معلوم ہوا تو پچاس نوجوان ان کے مقابلے کے لیئے گئے۔ اور بفضلہ تعالےٰ سات آٹھ دیوبندیوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی لٹھ باز اپنی جماعت کے گھروں میں چھپ گئے وہاں بھی بہت عزتیں دلائیں مگر بر آمد نہ ہوئے، اور دیوبندی جماعت کے اسرار طیب نے ہاتھ جوڑ کر مجمع کو ہٹایا۔ سنی اپنے اپنے مکان واپس آئے اور رات کو اطمینان کے ساتھ سوئے۔ یہ عجیب پر کیف ہنگامہ تھا جس وقت نوجوانانِ اہلِ سنت نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کر کے حملہ کرتے تھے سارا قصبہ گونج اُٹھتا تھا۔ دیوبندیوں کے دل دہل جاتے تھے رات کا وقت تھا۔ سنیوں کا امتیازی نعرہ "یا رسول اللہ" تھا۔ دیوبندی جب گرتے تو جان بچانے کے لیئے کہتے کہ میں دیوبندی نہیں ہوں، سنی ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ نوجوانانِ اہلِ سنت اس سے یا رسول اللہ کہلاتے۔ جب کہتا چھوڑ دیتے بہت سے دیوبندیوں نے اسی طرح یا رسول اللہ کہہ کر اس رات اپنی جان بچائی۔ صبح کو بظاہر قصبہ میں نہایت سکون معلوم ہوتا تھا۔ مگر دیوبندیوں کو اپنی رات کی شکست اور بالخصوص ان کے سر برآوردہ لوگوں میں محمد سعید گرہست کے گھر والوں کے پٹنے اور ان کے سردار طیب گرہست کی ذلت نے بہت بے چین کر دیا تھا اس لیئے انہوں نے رات بھر تیاری کی اور اینٹیں توڑ توڑ کر اپنے مدرسہ احیاء العلوم میں انبار لگا دیا۔ جمعہ کے وقت چونکہ بظاہر سکون تھا اس لیئے مسلمانانِ اہلِ سنت بلا کسی تیاری کے اپنی جامع مسجد راجہ صاحب پر نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ عالی جناب شیخ محمد امین صاحب رئیس قصبہ ۲۶ مارچ سے چونکہ سخت بیمار تھے اس لیئے جامع مسجد نہ جا سکے آپ کو قریب ایک بجے خبر ملی کہ چار پانچ سو آدمی دیوبندیوں کے مدرسہ میں جمع ہیں اور سنیوں کی بے خبری میں نمازِ جمعہ سے واپسی میں حملہ کرنا

چاہتے ہیں ۔ جناب شیخ محمد امین صاحب نے سنیوں کو جامع مسجد میں یہ اطلاع پہنچائی مگر مسلمان یہ سمجھے ہوئے تھے کہ دو مرتبہ کے بھاگے اور پٹے ہوئے کیا ہمت کریں گے اسی خیال سے اس خبر سے کچھ اثر نہ لیا اور خالی ہاتھ چلے آئے ۔ دیوبندیوں کو اپنے اس خفیہ سامان اور آدمیوں کی کثرت پر بڑا ناز تھا جب دیکھا کہ مسلمانانِ اہلِ سنت نماز جمعہ ادا کرکے خالی ہاتھ واپس ہو رہے ہیں تو اپنے مدرسہ سے لاٹھیوں اور بلّم اور بوروں کے اندر اینٹیں بھر کر باہر نکل پڑے اور عبدالخالق سنی رضوی جن کا مکان دیوبندیوں کے پڑوس ہے یہ سمجھ کر عبدالخالق تنہا مکان کے اندر ہے ۔ مکان گھیر لیا اور مکان پر اینٹیں پھینکنا شروع کیں یہی صورت عزیب اللہ سنی کے مکان پر ہوئی دو تین سنی نوجوان جو نماز جمعہ ادا کرکے واپس آرہے تھے جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے تنہا موقعہ پر پہنچنے کی کوشش کی ۔ مگر دیوبندی جماعت اینٹوں کی بارش کر رہے تھے ۔ جب یہ خبر قصبہ میں مشہور ہوئی اور سنی چلے تو باوجودیکہ اینٹوں کی بارش ہو رہی تھی مگر نوجوانانِ اہلسنت نعرہ یارسول اللہ بلند کرتے ہوئے بھیڑ میں کود پڑے ۔ حمایتِ الٰہی اور حفاظتِ محمدی کا وہ جلوہ کہ باوجود اینٹوں کی بارش اور برچھے اور بلم کی تیاریوں کے ان نوجوانانِ اہلِ سنت کے خراش بھی تو نہ آئی ۔ اسی محلہ میں ادھر خلیفہ محمد حسن بھی جن کا مکان مولوی شکراللہ صاحب دیوبندی جماعت کے سرغنہ کے پڑوس میں ہے نماز جمعہ ادا کرکے تنہا واپس آرہے تھے مولوی شکراللہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو خالی ہاتھ پاکر لاٹھیوں سے مضروب کیا ۔ برچھے بھالوں سے سر میں زخم لگائے ادھر جوانانِ اہلِ سنت بھی اسی موقعہ پر پہنچ گئے اور اپنی جماعت کے آدمی کو ایسا سخت مضروب دیکھ کر انتہائی جوش کی لہر دوڑ گئی اور یکایک ٹوٹ پڑے اور نعرہ رسالت یارسول اللہ

بلند کر کے جو حملہ کیا تو اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ کا جلوہ نظر آ گیا۔ دیوبندی جماعت کے مسلح آدمی سراسیمہ ہو کر اپنے گھروں میں اور اپنے مدرسہ کے اندر گھس گئے۔ نوجوانانِ اہلِ سنت نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا اور لاٹھیوں سے دروازوں کو دھکا دے کر کھولنا چاہا اور مولوی شکر اللہ صاحب کے تمام مکان کے نزیا کھپڑے کو پیٹ ڈالا مگر دیوبندی خوف کے مارے نہ نکل سکے۔ بھاگ کر مدرسہ کے اندر چھپنے والوں میں مولوی شکر اللہ صاحب بھی تھے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک سنی نوجوان مسمی بشیر خاں نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ان کو ایک لاٹھی ماری اور بقیہ جو لوگ مدرسہ کے اندر تھے چھپ گئے جب جوانانِ اہلسنت کا جوش بہت بڑھ گیا اور قریب تھا کہ مولوی شکر اللہ کے مکان کا دروازہ توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو جائیں تو ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا گیا اور واپس بلا لیا گیا۔ باوجودیکہ سنی واپس آ گئے اور لڑائی ختم ہو گئی مگر دیوبندیوں پر ایسی ہیبت چھائی کہ کئی روز تک گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ بازاروں میں دیوبندی نظر ہی نہ آتے تھے۔ دیوبندیوں کے اس فساد میں مسلمانانِ اہلِ سنت کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ اور دیوبندیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ زندگی بھر یاد رہے گی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

اہلِ سنت کا خیال اس کے متعلق کوئی عدالتی کارروائی کرنے کا نہ تھا مگر دیوبندی چونکہ بہت زیادہ مضروب و مجروح ہوتے تھے اس لیے انہوں نے المدد یا پولیس۔ الغیاث یا مجسٹریٹ کا وظیفہ شروع کر دیا چنانچہ ۲۹ مارچ کو دیوبندیوں کے سرغنہ نے ایک طرف تو مجسٹریٹ ضلع اور حاکم پرگنہ و سپرنٹنڈنٹ پولیس کو تار دیئے کہ محمد امین معہ اپنی جماعت کے

میرے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور مکان لوٹنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے دیوبندی مضروبوں کو اعظم گڑھ ڈاکٹری معائنہ اور استغاثہ کے لیئے بھیجا۔ مجبوراً اہل سنت کو بھی کاروائی کرنی پڑی اور ۳۰ مارچ کو دو دو استغاثہ فریقین کی طرف سے داخل ہوئے مگر ۳۰ مئی کی شام ہی سے محمد شفیع سردار دیوبندی اور عبدالرشید دیوبندی صلح کے لیئے دوڑنے لگے اور موضع سکٹی کے عبدالستار خاں نے سکٹی کے اندر قرب وجوار کے کچھ لوگ اور فریقین کے دس دس آدمی جمع کر کے صلح کرادی۔ اور استغاثہ اٹھا لیئے گئے۔ مگر چونکہ اس عظیم بلوہ سے پولیس کی بدنظمی بہت زیادہ ہوئی اس لیئے پولیس نے دفعہ ایک سوسات کی کاروائی کی رپورٹ کی اور ستاسی سنی اور چوالیس دیوبندیوں کے نام پانچ سو روپیہ ضمانت اور پانچ سو روپیہ کا مچلکہ کا سمن آیا اور ۱۱ اپریل کو مقدمہ پیش ہوا۔ ڈھائی ڈھائی سو روپیہ ذاتی مچلکہ ہوا۔ پھر کئی تاریخوں کے بعد ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء کو مقدمہ دفعہ ایک سوسات خارج ہو گیا۔ اس کامیابی کی خوشی میں اہل سنت نے اپنے صدر عالی جناب شیخ محمد امین صاحب کا شاندار جلوس نکالا کیونکہ مقدمہ میں فتح یابی موصوف کی کوشش کا نتیجہ تھی یہ مذہب اہل سنت کی حقانیت ہے کہ خداوند قدوس نے ہر موقعہ پر فتح مبین عطا فرمائی۔ بیچارے دیوبندی مع اپنے سرغنوں کے پٹے بھی خوب اور خود ہی اپنی خواہش سے صلح کر لی۔ دفعہ ایک سوسات کے مقدمہ میں بھی یہ بیچارے بدحواسی اور پریشانی میں عالیجناب شیخ محمد امین صاحب ہی کا منہ دیکھتے اور آپ ہی کے بازو ہمت کا سہارا تکتے تھے بفضلہ تعالیٰ موصوف کی ہمت وکوشش سے کامیابی ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم جس طرح مسلمانوں کے لیئے روح پرور ان کی دینی خدمات کا کفیل ہے اسی طرح باطل کش بھی ہے۔ بے دینوں کا رد کرنا ان کی مکاری وعیاری سے مسلمانان کو آگاہ کرنا بھی اس کے فرائض میں سے ہے اس لیئے دیوبندیوں کی نظر میں خار ہے ہمیشہ مدرسہ کی شاہراہ ترقی میں روڑے اٹکاتے رہے۔ مدرسہ کے خلاف وہ کون سی کاروائی ہے جو دیوبندیوں نے اٹھا رکھی ہو جہاں اپنی طاقت کام نہیں دیتی غیر اقوام سے مدد لے کر استعانت بغیر اللہ کے مجرم بنتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کے سرغنہ نے ہندوؤں کو ورغلا کر مدرسہ کے خلاف جو مقدمہ بازی کا سلسلہ چلایا ہے تو مدرسہ کی سنگ بنیاد سے لے کر دوسری منزل کے قریب ختم تک پانچ سال جاری رہا علمی میدان میں کود ے۔ مناظرہ کی چھیڑ چھاڑ کی علماکرام پر افتراد بہتان باندھ باندھ کر فسا د کرایا مگر اللہ کے فضل سے ہر موقعہ پر دیوبندیوں کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مدرسہ بفضلہ تعالےٰ وبعون حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دینی خدمات کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ علاوہ تدریس وتبلیغ کے مدرسہ افتا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک استفتا بھوجپور ضلع مراد آباد سے آیا جو تیس ۳۰ سوالات پر مشتمل تھا اس کا منشا دیوبندی مذہب کی حقیقت دریافت کرنا تھا استاد محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ مدظلہ نے اس کا جواب بالتفصیل نہایت سلیس عام فہم دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے لکھ دیا جناب حافظ عبد الرشید صاحب نے اس کے چھپوانے کی خواہش کی اس لیئے اس کا نام بھی مدرسہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے المصباح الجدید رکھ دیا اور تجربہ سے یہ خیال ہوا کہ دیوبندی ان حوالوں کو غلط بتا کر سنیوں کو

بھکائیں گے اور علماء دیوبند کے ان اقوال پر پردہ ڈالیں گے۔ لہٰذا ان کی دہن دوزی کے لئے سرورق پر لکھ دیا کہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام۔ اس لئے دیوبندیوں کا یہ دروازہ تو بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کہ چار برس ہوئے کسی نے زبان تک نہ ہلائی۔ مگر دیوبندیوں نے دوسری گلی اختیار کی وہ یہ کہ المصباح الجدید کے حوالے تو سب صحیح ہیں۔ مگر علماء دیوبند کی عبارتوں کے مطلب غلط بیان گئے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے المصباح الجدید کے جواب میں ایک کتاب مقامع الحدید لکھی اور ایک غیر معروف شخص مسمی محمد حنیف رہبر کے نام سے شائع کی۔ اگرچہ حقیقت شناس جانتے ہیں کہ ؎

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

یوں تو دیوبندیوں کی کتابیں کذب وافترا سے لبریز ہوتی ہی ہیں۔ مگر یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ اکاذیب کا دفتر اور افتراد بہتان کا طوفان ہے۔ ساری کتاب تبرا بازی وافترا پردازی سے بھری پڑی ہے المصباح الجدید کی متانت ولنیت کے مقابلہ میں دیوبندیوں کی مقامع الحدید ان کی مذبوحی حرکت ہے جو بوکھلاہٹ اور خواب پریشان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے جواب میں صرف لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن۔ کہنا کافی تھا اسی لئے اس کی طرف پہلے سے توجہ نہ کی مگر جب دیکھا کہ دیوبندی برادری اس کذب وافترا کی پوٹ پر ناز کر رہی ہے۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ء موضع سکٹی ضلع اعظم گڑھ کے طے شدہ مناظرہ میں اگرچہ دیوبندی مولوی میدان مناظرہ میں آنے کی تاب نہ لا سکے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی خجالت مٹانے کے لئے یہ کہا کہ

مقامع الحدید کا جواب نہیں ہوا لہٰذا مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوبندی اس دفتر اکاذیب کا جواب نہ لکھنے سے میرے سنی بھائیوں پر طعنہ زنی کریں اس لیے باوجود بے فرصتی کے اس کا رد لکھا۔ مولیٰ عزوجل قبول فرما کر ذریعہ ہدایت بنائے۔ صاحب مقامع الحدید کی تسکین چونکہ ایک باب سے نہ ہوئی بلکہ ایک مقدمہ اور دو باب بنائے لہٰذا اس کا رد بھی انہیں عنوانات سے مناسب سمجھا۔ کفر کی حمایت چونکہ کفر ہے اور کفر کی سزا عذاب شدید۔ اس لیے میں نے اس کتاب کا نام "العذاب الشدید لصاحب مقامع الحدید" رکھا۔ مسلمان بغور مطالعہ کریں ان شاء اللہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ علماء دیوبند کی عبارتوں کے وہی مطالب ہیں جو المصباح الحدید میں بیان کئے ہیں۔ ان پر دیوبندی رہبر نے مقامع الحدید میں جو پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ مکاری عیاری افتراپردازی بہتان طرازی، تبرا بازی کے سوا کچھ نہیں۔ دیوبندی بھی اگر بنظر انصاف دیکھیں تو عجب نہیں کہ توبہ نصیب ہو۔ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

فقیر محمد محبوب اشرفی مبارک پوری

بابُ اوّل

در ابطال جواب اعتراضات المصباح الجدید

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب مربّی خلائق ہیں

(۱) دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے مرثیہ میں اُپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے۔

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۱۲)

اس پر المصباح الجدید میں تنبیہہ فرمائی کہ اس شعر میں مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے جو ربّ العالمین کے ہم معنی ہے۔ مربی خلائق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور میں اس کو علمی روشنی میں لاکر بھی واضح کر دوں گا۔ مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کیلئے جواب دیتے ہیں جس کی حقیقت ابھی کھلی جاتی ہے۔ ہر عاقل بخوبی سمجھ لے گا کہ وہ اعتراض کا جواب ہرگز نہیں البتہ جواب سے ایک بات یہ ظاہر ہوگئی کہ جب مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو مربی خلائق لکھ دیا تو اب کسی دیوبندی کی مجال نہ رہی کہ ان کو مربی خلائق نہ مانے بلکہ ہر دیوبندی کا مذہبی فرض ہو گیا کہ وہ گنگوہی صاحب کو مربی خلائق ہی کہے۔ اس لیئے دیوبندی مجیب نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ مولوی محمد حسن

صاحب کی ذاتی رائے ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں یہ کوئی مذہبی عقیدہ نہیں کہ ہم گنگوہی صاحب کو مربی خلائق ہی مانیں۔ بلکہ جواب میں وہ صورت اختیار کی کہ گنگوہی صاحب دیوبندی عقیدہ کے مطابق مربی خلائق ہی بنے رہیں اور بڑے جل بھن کر پیچ و تاب کھا کر اپنی عادت کے مطابق تبرا بازی کرتے ہوئے مربی خلائق ہی کو ہلکا پھلکا بنانے کی بیجا کوشش کی اور کہا۔

اردو محاورات میں مربی بہت معنیٰ میں مستعمل ہے۔ نور اللغات میں ہے کہ مربی سرپرست کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور مربی بمعنی تربیت کنندہ والدین و استاد و پیر عام طور پر کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اس پر بڑے اچھل کر کہا۔ مفتی صاحب لگائیں قرآن عزیز پر بھی فتوے کیونکہ اس آیت میں والدین کو اولاد کا مربی کہا گیا ہے اور آپ کے نزدیک مربی بالکل رب العالمین کے ہم معنیٰ ہے۔ مقامع الحدید ملخصاً ص ۱۸۰۱۷۔

ناظرین کرام ذرا المصباح الجدید کے اعتراض اور دیوبندی رہبر کے جواب کو ملا کر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ رہبری ہے یا رہزنی۔ اعتراض تو مربی خلائق کہنے پر ہے مربی خلائق کو رب العالمین کے ہم معنی بتایا ہے۔ نہ کہ صرف مربی کو۔ رہبر صاحب خلائق کو بالکل ہی ہضم کر گئے آپ خلائق کو چھوتے بھی نہیں محض مربی کو لے رہے ہیں کیا مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو صرف مربی ہی لکھا ہے، مربی خلائق نہیں لکھا جب آپ کو مرثیہ بھی نہیں دکھائی دیتا المصباح الجدید کا اعتراض بھی نہیں سوجھتا تو تصنیف کے خواب کیوں دیکھنے لگے۔ اب پڑھو اپنے اوپر

گر یہی بے خبری حضرت والا ہو گی

تار و پود پدری سب تہ و بالا ہو گی

المصباح الجدید اور مرثیہ کی عبارت بھی جسے نظر نہ آئے وہ قرآن مجید کو کیا سمجھے۔ نور اللغات میں صرف مربی کا استعمال سرپرست کے معنی میں بتایا ہے یا مربی خلائق کا بھی۔ قرآن مجید میں والدین کے لیے صرف تربیت کا استعمال ہوا ہے یا مربی خلائق بھی کہا گیا ہے۔ اگر آیت رَبَّیَانِی صَغِیْرًا سے گنگوہی جی کے مربی خلائق ہونے پر استدلال تمہارے نزدیک صحیح ہے تو قرآن مجید کی ان دو آیتوں سے گنگوہی صاحب کا رب العالمین ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ پہلی آیتہ یَاصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا دوسری آیتہ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْہُ فرمایا یوسف علیہ السلام نے اپنے رب (بادشاہ) کی طرف پلٹ جا پھر اس سے پوچھ۔ ان دونوں آیتوں میں رب کا استعمال بادشاہ کے لیے ہوا اور آپ کے نزدیک جب مربی کا استعمال غیر خدا کے لیے گنگوہی کے مربی خلائق ہونے کی دلیل بن گیا۔ تو رب کا استعمال غیر خدا کے لیے وہ گنگوہی صاحب کو رب العالمین کیوں نہ بنائے گا۔

یہ تو دیوبندیوں کے جواب واستدلال کی حقیقت تھی جو ظاہر ہوئی۔
اب اس کو واضح کرتا ہوں کہ مربی خلائق یقیناً رب العالمین کے ہم معنی ہے۔

غور کیجئے رب العالمین میں دو لفظ ہیں رب اور عالمین۔ اسی طرح مربی خلائق میں دو لفظ ہیں۔ ایک مربی دوسرا خلائق۔ اگر مربی رب کے معنی میں اور خلائق عالمین کے معنی میں ہو تو مربی خلائق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اب سنیئے خلائق جمع خلق بمعنی

مخلوق کی ہے۔ عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز عالم ہے وہ خلق ہے جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ دیکھو عقائد نسفی العالم بجمیع اجزائہٖ محدث۔ اس کی شرح میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ العالم ای ماسوی اللہ تعالےٰ من الموجودات مما یعلم بہ الصانع۔ محدث ای مخرج من العدم الی الوجود بمعنی انہ کان معدوما فوجد۔ لہٰذا خلائق اور عالمین کے ایک معنی ہوئے۔

اب رہا مربی اور رب۔ مربی اور رب کا استعمال کسی خاص کی طرف اضافت کے ساتھ غیر خدا کے لیئے وارد ہے لیکن خلائق اور عالمین کی طرف مضاف کرکے یعنی رب العالمین ورب الخلائق مربی عالمین مربی خلائق غیر خدا کے لیئے وارد نہیں۔ اردو میں نہ فارسی عربی میں یہی توجہ ہے کہ دیوبندی رہبر کو ایک بھی ایسی مثال نہ مل سکی جس میں کسی مخلوق کو مربی خلائق کہا گیا ہو۔ اسی وجہ سے خلائق کو چھوڑ کر صرف مربی خلائق کو لے لیا۔ لہٰذا اس استعمال میں مربی اور رب برابر ہیں۔ معنی کے لحاظ سے سنیئے تو مربی کے حقیقی معنی ہیں تربیت کنندہ۔ اردو میں اگرچہ سرپرست کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس وقت جبکہ خلائق اور عالمین کی طرف مضاف نہ ہو اور یہاں خلائق کی طرف اضافت ہو رہی ہے۔ لہٰذا وہی حقیقی معنی تربیت کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوئے

رب کے معنی بھی تربیت کنندہ اور پرورش کنندہ ہیں۔ بیضاوی شریف میں ہے۔

الرب فی الاصل بمعنی التربیۃ و ھی تبلیغ الشئی الی کمالہ شیئا	ترجمہ۔ رب لغت میں معنی تربیت ہے اور وہ تدریجاً شے کو اس کے

فشيئاً شُرِوصف به للمبالغة كالصوم والعدل۔ | کمال تک پہنچاہے پھر مبالغۃً اس کے ساتھ موصوف کیاگیا جیسے صوم اور عدل۔

منتخب اللغات ذلطائف میں ہے الرب بالفتح بصلاح آرندہ یعنی پرورش کرنے والا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں مربی اور رب کے ایک معنی ہیں، اور خلائق دعالمین کا ہم معنی ہونا پہلے ہی ثابت ہو چکا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مربی خلائق رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ جس طرح رب العالمین کا اطلاق مخلوق پر جائز نہیں اسی طرح مربی خلائق کا اطلاق بھی مخلوق پر جائز نہیں۔ کیوں رہبر صاحب اب کھلی آنکھیں معلوم ہوا آپ کو کہ المصباح الجدید کا اعتراض حق ہے واقعی مربی خلائق رب العالمین کا ہم معنی ہے اور آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اب تو آپ کو شرمانہ چاہیئے اور گنگوہی جی کو مربی خلائق ماننے سے توبہ کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں گنگوہی صاحب کی مدح سرائی کا الٹا خطبہ پڑھا ہے کہ انہوں نے بدعتیوں کو سنی مشرکوں کو موحد بنایا ہے۔ یہ بالکل الٹی بات ہے اس کے برعکس نام نہند زنگی کافور۔ سب جانتے ہیں کہ گنگوہی صاحب وہابی گر تھے۔ ساری عمر سنی مسلمانوں کو مشرک و بدعتی ہی کہتے کہتے گزاری لہٰذا اگر یوں کہا جائے کہ گنگوہی صاحب نے سنیوں کو بدعتی اور موحدوں کو مشرک بنایا تو درست ہوگا اور بات بھی یہی ہے دیوبندی رہبر نے یہاں اردو دانی پر بھی تیرابازی کی ہے۔ لہٰذا میں ناظرین کی ظرافت طبع کے لیئے دیوبندی اردو سناؤں اور وہ بھی کسی معمولی شخص کی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب کی۔ موضع سانگیرا سے ایک گوجر کی لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا کہ میرے باپ کو پیچش کی شکایت ہے آپ نے اسی زبان میں اسی لہجہ سے یہ دوا بیان کی۔

جامن کی کپس بے کر دہی میں رگڑ کے بلے مان گیر کے پلا دے۔ یعنی جامن کی کوپل کو دہی میں رگڑ کے پیالہ میں ڈال کر پلا دے۔ حاشیہ تذکرۃ الرشید ص۶۵۔

واہ ری دیوبندی اردو تیرا کیا کہنا۔ ہر دوسرے حرف پر تشدید واجب ہے اردو زبان تو دیوبند والے ہی کچھ جانتے ہیں، دوسرے لوگ بھلا کیا جانیں۔ جب ہی تو آپ کے شیخ الہند صاحب فرماتے ہیں ؎

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اور فرماتے ہیں قبولیت اسے کہتے ہیں۔ کہیے "قبولیت" نے تو شیخ الہند صاحب کی عربیت کی قلعی کھول دی اور فرماتے ہیں۔ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ۔ کیا اعلیٰ فصاحت ہے جب ہی تو دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص۲۶ پر لکھا ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۲۶۔

دیوبندیو! ذرا کان کھول کر سن لو یہ ہے تمہارے پیشواؤں کی اردو جس میں کلام مؤنث ہے۔ اسی فصاحت پر حضور کو اردو سکھاتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شاگرد بنانے کے لیے خواب تصنیف کرتے ہیں۔ حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے۔

ص۱۔ براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

گنگوہی صاحب کی مسیحائی عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی ہے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں ص۳۳ پر لکھا ہے ۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

اسی پر المصباح الجدید میں تنبیہہ فرمائی اور آگاہ کیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ اگر بڑھا نہ جانتے تو یہ نہ کہتے کہ ۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لیۓ دیوبندی رہبر نے بڑا زور لگایا۔ بے چارے نے دو آیتیں بھی بے محل نقل کیں۔ محاورہ بھی بے محاورہ بتایا جس کا نتیجہ یہ نکالا کہ موت وحیات کا استعمال گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے اور شعر کا یہ مطلب بتایا کہ گنگوہی صاحب نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح ابنِ مریم گنگوہی صاحب کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۱۹ ۔

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا البتہ یہ دیوبندی رہبر کی خوش عقیدگی کے جوہر ہیں کہ بالکل ہی بے تکی اڑار ہے ہیں کیوں رہبر صاحب آپ کی دلیل کی حقیقت بس یہی ہے کہ موت وحیات کا استعمال مجازاً چونکہ ہدایت وگمراہی میں ہوگیا ہے۔ لہٰذا اب کون روکنے والا ہے اب تو ہر جگہ جہاں آپ کا جی چاہے گا بلا قرینہ ہی ہدایت وگمراہی مراد لیں

گے کیونکہ آپ تو رہبر ہیں آپ کے لیۓ کسی قرینہ کی کیا ضرورت ہے مگر یہ رہبری نہیں راہزنی ہے ۔

مجازی معنے مراد لینے کے لیۓ قرینہ شرط ہے اس شعر میں معنی مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مردے جلانا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے اس لیۓ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لیۓ جائیں گے لہٰذا شعر میں ہدایت و گمراہی مراد لینا گمراہی و دھوکہ بازی ہے ۔ بلکہ وہی مارنا جلانا مراد ہے ۔ اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑھے ہوۓ ہیں کیونکہ انہوں نے زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور اگر آپ قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی مراد لیں ۔ تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جاۓ گی ۔ جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کھلی توہین ہے ۔ کیونکہ دوسرا مصرعہ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا ۔

اس مسیحائی سے خوش ہوں ذری ابن مریم ،

بے دینو ! انبیاۓ علیہم السلام کی توہین کرتے ہو اور جب مواخذہ کیا جاتا ہے تو پردہ ڈالتے ہو ۔ تو یہ نہیں کرتے یہاں سب محاورے بھول گئے یہ نہیں سوجھتا کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے ۔ اردو میں بھی مستعمل ہے کہ تعریف کے موقعہ پر جب بولا جاتا ہے کہ ذرا اس کو دیکھیں تو تقابل علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جا رہا ہے

اس سے یہ بڑھا ہوا ہے جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شجاعت میں کہا ہے ؎

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا
اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں۔ ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے ور المصباح الجدید کا اعتراض بالکل حق و بجا ہے اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ مرثیہ کے اس کفری شعر کے مقابلہ میں مدائح اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پیش کیا ہے۔ ؎

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسےٰ
ہے زندہ کر رہا مردے خرام احمد رضا خاں کا

مرثیہ کے مقابلہ میں مدائح اعلیٰ حضرت کا پیش کرنا کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔ مدائح کے قائلین عوام الناس ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے ان کا قول معتبر نہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الہند کا ہے جن کے ہر قول پر دیوبندی ایمان لاچکے ہیں پھر مدائح سے مقابلہ کیسی شرمناک حرکت ہے۔ مگر بات یہ ہے علمأ اہل سنت میں سے کسی کا کوئی ایسا قول قیامت تک مل ہی نہیں سکتا۔ اس لیئے عوام کے ہی قول کو لاتے ہیں اور وہ بھی محض عوام کو دھوکہ دینے کے لیئے۔ کیا اس شعر میں بھی ہے۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم۔ کیا اس میں بھی تقابل ہے

کیا اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کو اعلیحضرت کی مسیحائی دکھائی گئی ہے۔ اس اپنے کفری شعر کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہوئے کچھ تو شرمائے ہوتے یاد رکھو سنی عوام اور بے علم کا کلام بھی توہین سے پاک ہوتا ہے۔ تم نے اس کا مقابل بنانے کے لیے شعر کا مطلب بگاڑا لفظ طفیل کو ایک ہی طرف لیا۔ طفیل حضرت عیسیٰ کا تعلق دونوں مصرعوں سے ہے اور مطلب صاف یہ ہے کہ بیماریوں کا شفا پانا اور مردے زندہ ہونا یہ دونوں کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل وصدقہ سے ہیں اور اس کا ظہور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سعی وکوشش سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ مدائح کے اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف ہے مگر دیوبندیوں کو کیا سوجھے۔ ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

گنگوہی صاحب کے عبید سود یوسف ثانی ہیں

۳   قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی   مرثیہ ص۱۱

مرثیہ کے اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس پر پردہ ڈالنے کے لیے بڑی حیرانی وپریشانی کے بعد توجیہہ کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں اور یوسف ثانی سے مراد حسین وجمیل ہے اور شعر کا مطلب ہے کہ گنگوہی صاحب کے خدام کالے بھی حسین وجمیل نظر آتے تھے

مقامع للخصاص ۲۶

جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آ کر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ مطلب تو اسبات پر موقوف ہے کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی دھرم میں عبد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں۔ غلام اور خادم کے نہیں ورنہ عبد النبی، عبد المصطفٰے نام رکھنا جائز ہو گا جو دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے۔

تقویۃ الایمان کے صـ ۹ پر ہے۔ جب اولاد ہو ان کی (اماموں شہیدوں کی) نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ بہشتی زیور کے صـ ۴۶ پر علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنے کو شرک و کفر میں گنایا ہے اب پوچھو دیوبندی رہبر سے جب کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تو عبد النبی نام رکھنا شرک کیسے ہوا۔ کیا تمہارے نزدیک نبی کا خادم اور غلام بننا شرک ہے۔ یہی تمہارا دین ہے۔ اسی پر مسلمانی کا دعویٰ ہے شرم نہیں آتی عبد الگنگوہی، عبد التھانوی بننا جائز مانو اور عبد النبی کو شرک کہو۔ یہ نبی کی عداوت اور تھانوی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔ جب تمہارے نزدیک عبد النبی شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہارا مذہب پکار رہا ہے کہ عبد کے معنی تمہارے مذہب میں بندۂ عابد کے ہیں لہٰذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کاسے کالے بندے یوسف ثانی ہیں یعنی دوسرے یوسف فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ یوسف علیہ السلام

تھے اور گنگوہی صاحب کے کالے ہی بندے یوسف ثانی ہیں ،
لہٰذا المصباح الجدید کا الزام ثابت رہا اور اس کا جواب دیوبندی مذہب پر قیامت تک ممکن نہیں ۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے کسی مرید کے یہ دو شعر پیش کیے ہیں ؂

بظاہر مرصع بباطن مجلےٰ
تو ہمرنگ حرف خدا بن کے آیا
خدا تجھ میں دیکھا نبی تجھ میں پایا
تو آئینہ ہر ضیا بن کے آیا

دیوبندی رہبر کو ذرا غیرت نہیں آتی ۔ کہاں تمہارے شیخ الہند جن پر تم ایمان لا چکے ہو اور کہاں یہ بے چارے عوام جن کا قول اہلِ سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے معتبر نہیں ۔ یہ حرکت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے تاہم دونوں شعروں کا مطلب ظاہر ہے ۔ یعنی آپ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہیں ۔ اس لیے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہیں اور آپ میں جلوہ خدا اور جلوہ رسول نظر آتا ہے کیونکہ شاعر نے پیر صاحب کو آئینہ بتایا ہے اور آئینہ میں ذات کا آنا عقلاً محال ہے لہٰذا جلوہ ہی مراد لیا جائے گا ۔

گنگوہی صاحب بانیٔ اسلام کا ثانی ہیں

۴؎ علمأ دیوبند کا عقیدہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بانیٔ اسلام (خدا) کے ثانی ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں فرمایا ہے ؂

زباں پر اہلِ اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

المصباح الجدید میں علمائے دیوبند کا یہی عقیدہ بیان فرمایا ہے مقامع الحدید

اگرچہ اس کے جواب میں لکھی گئی ہے مگر یہ عقیدہ چونکہ دیوبندیوں کا متفقہ ہے۔ اس لیئے رہبر صاحب نے مقامع الحدید میں اس سے انکار نہیں کیا بلکہ بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ واقعی گنگوہی صاحب بانیٔ اسلام کے ثانی ہیں لہٰذا المصباح الجدید کی تصدیق ہوگئی رہا یہ کہ المصباح الجدید میں بانیٔ اسلام کے بعد ہلالین میں (خدا) لکھا ہے تو یہ کوئی اپنی ذاتی رائے نہیں بلکہ دیوبندی مذہب پر بانیٔ اسلام کی تفسیر ہے اور قائل چونکہ دیوبندی ہے لہٰذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے۔ مگر رہبر صاحب اس پر بہت ہی بگڑے، بہت سی صلواتیں سنائیں لاحول بھی پڑھی اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے رضاخانی مذہب میں خدا بھی عالم سے اٹھ جاتا ہے۔ مقامع الحدید ص ۲۱

رہبر صاحب کو یہ تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہوگا مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ غصہ میں آپ کے حواس جاتے رہے۔ غور تو کیا ہوتا۔ ؎

اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

اس میں عالم سے اٹھنا بانیٔ اسلام کے لیئے ہے یا بانیٔ اسلام کے ثانی کے لیئے ہے۔ جب ثانی کے لیئے حکم ہے تو بانیٔ اسلام کے معنی خدا لینے سے خدا کا عالم سے اٹھنا کیوں لازم آیا۔ آپ کو آگے پیچھے کا کچھ خیال ہی نہ رہا۔ البتہ ثانی خدا (گنگوہی جی) عالم سے اٹھے اور اس سے خدا کا عالم سے اٹھنا لازم نہیں آتا۔ اس لیئے کہ تم خود کہتے ہو کہ ثانی اس شعر میں مماثل کے معنی میں نہیں صرف دوسرے کے معنی میں ہے لہٰذا اوصاف میں اشتراک ضروری نہ ہوا پھر خدا کا اٹھنا کیسے لازم آیا اور اگر مماثل کے معنی میں بھی ہو تو بھی تمہارے قول کی بنا پر جزئی مماثلت میں برابری لازم نہیں پھر بھی خدا کا عالم سے اٹھنا کسی طرح لازم نہیں آیا۔ تعجب ہے آپ کو یہ کیسے معلوم ہوگیا غالباً

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اپنا کہا یاد نہیں رہتا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔
پھر دیوبندی رہبر نے شعر کا مطلب بتاتے ہوئے کہا کہ، بانی اسلام سے
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی مماثل کے معنی میں نہیں بلکہ دوم
اور دوسرے کے معنی میں ہے اور گنگوہی کی موت پر اُعل ہبل کا نعرہ بلند کیا
گیا تھا لہٰذا شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اہل باطل کی طرف سے جس طرح اعل ہبل
کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام صلی اللہ
علیہ وسلم کے متعلق وہ ناپاک خبر اڑائی تھی اسی طرح آج ان ہبل پرستوں کی
ذریت قبر پرستوں تعزیہ پرستوں وغیرہ کی زبان پہ وہی ناپاک نعرہ ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کا کوئی اور واقعہ پیش آگیا اور کوئی حامی
سنت ماحی بدعت شاید اس عالم سے اٹھ گیا کہ یہ باطل پرست اسی کی
وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو اس خاص معاملہ میں پہلے تھے اور حضرت مولانا گنگوہی دوسرے ہوئے
بہر حال مولانا کے اس شعر کا مطلب یہی ہے۔ مقامع الحدید ص۲۲ دیوبندی
نے اس مطلب کی بنیاد تین باتوں پر رکھی ہے۔ اول یہ کہ بانی اسلام سے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ دوسرے ثانی کے معنی دوم کے ہیں۔
تیسرے گنگوہی جی کی موت پر اعل ہبل کا نعرہ لگایا گیا تھا لہٰذا میں تینوں باتوں
کے متعلق کچھ تفصیلی گذارش کروں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی
مذہب پر شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اول سنیئے۔
آپ کہتے ہیں کہ بانی اسلام کا اطلاق اصلی اور حقیقی معنی کے لحاظ سے
حق تعالےٰ پر ہونا چاہیئے مگر اردو محاورات میں بطور مجازیہ اطلاق
شائع و ذائع ہے۔ برابر اردو نظم و نثر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی
اسلام لکھا جاتا ہے۔ مقامع ص۲۱

جی ہاں لکھا جاتا ہے اردو نظم و نثر میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں حاضر و ناظر لکھا جاتا ہے اور یا رسول اللہ بھی لکھا جاتا ہے مگر اس سے آپ کو کیا واسطہ کیا فائدہ جو حضور کو باذنہ تعالےٰ دین میں مختار مانتے ہیں امت کی باگ حضور کے ہاتھ میں جانتے ہیں وہ حضور کو مجازاً بانیٔ اسلام کہتے ہیں آپ اپنے مذہب کو یاد کیجئے ذرا تھانوی صاحب سے پوچھیئے اپنے دین ایمان کو دیکھیئے تقویۃ الایمان پڑھیئے یا خود پیغمبرہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے صث ۴۷ ۔

اِس عبارت میں حضور کے بانیٔ اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے ۔ تھانوی صاحب نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کان پور کے صث ۲۲ پر لکھا ہے کہ بانیٔ اسلام خدائے تعالےٰ ہے ۔ پھر تم کس منہ سے حضور کو بانیٔ اسلام کہہ سکتے ہو ۔ کیا تقویۃ الایمان کے منکر ہو گئے ۔ تھانوی صاحب سے منحرف ہو گئے یا مجاز کی آڑ میں منکر بننا چاہتے ہو ۔ تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ حضور کو بانیٔ اسلام نہیں کہہ سکتے لہٰذا بانیٔ اسلام سے مراد خدا ہی ہوا اور مصباح الجدید میں جو بانیٔ اسلام کی تفسیر (خدا) کی ہے تمہارے مذہب پر صحیح درست ہوئی دوسرے لفظ ثانی کو یہاں دوم کے معنی میں بتایا یہ بھی محض غلط ہے یہ بھی نہ سمجھا کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں یہاں گنگوہی صاحب کی تعریف ہو رہی ہے ان کے مراتب کا اظہار ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ نظام شریعت کو قائم کئے ہوئے تھے عالم میں توحید انہیں کے دم سے تھی جبھی

تو ان کے مرنے پر بقول تمہارے شد کی نعرے بلند ہونے لگے اور ثانی بانیٔ اسلام کی کم ازکم یہ شان ہونا بھی چاہیئے اور اگر دوم کے معنی میں ہو تب بھی گنگوہی صاحب دوسرے بانیٔ اسلام ضرور ہوجائیں گے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ صرف گن کر چھوڑ دیا جائے کہ گنگوہی صاحب دوسرے کس بات میں دوسرے بانیٔ اسلام ہونے میں یعنی دوسرے بانیٔ اسلام اور بانیٔ اسلام تمہارے مذہب پر خدا کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا لہٰذا گنگوہی صاحب دوسرے خدا ہوئے اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑکر بانیٔ اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تو گنگوہی جی کم ازکم دوسرے رسول ہوئے تیسرے یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اعل ہبل اعل ہبل کے نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے۔ ایسی ہی افترا بازی اور بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔ ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے ذرا تو شرماؤ کچھ تو غیرت کرو۔ دنیا جانتی ہے کہ اب نہ ہبل ہے نہ اس کے پوجنے والے۔ مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں ہبل کی یاد ہو تو ہو اس کے علو کے نقشے کھینچیں تو کھینچیں۔ دنیا میں کوئی اس کا پکارنے والا نہیں اس تفصیل نے روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا کہ دیوبندی رہبر نے جن تین باتوں پر شعر کے معنی کی بنیا رکھی تھی وہ کذب و افترا غلط اور تھانوی وتقویۃ الایمانی حکم سے شرک ہیں اور یہ مطلب دیوبندی مذہب پر قیامت تک نہیں ہوسکتا لہٰذا شعر کا مطلب وہی ہوا جس کی طرف المصباح الجدید میں اشارہ فرمایا ہے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے۔ اس تفصیل کے بعد اس نمبر کے رد میں اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر بے دینوں کا طریقہ ہے کہ اپنے مدعا باطل کی تائید میں عوام

کو دھوکہ دینے کے لیے آیات واحادیث تراش کیا کرتے ہیں، چنانچہ اس موقعہ پر بھی دیوبندی رہبر نے گنگوہی جی کو ثانیٔ محمد بنانے کے لیے آیتیں وحدیثیں کچھ اقوال لکھے ہیں لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت کر دوں۔

دیوبندی رہبر نے گنگوہی صاحب کو ثانی رسول بنانے کے لیے یہ دعوے کیا ہے کہ کسی خاص معاملہ میں امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو امتی کا ثانی کہنا جائز ہے کیونکہ اس ثانویت میں مرتبہ کا لحاظ نہیں ہوتا صرف عددی نمبر کا لحاظ ہوتا ہے اسی پر آیت اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے دو شعر جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصف ثانی اثنین مذکور ہے۔ نقل کئے اس کے بعد تفسیر کبیر کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

دل ھذہ الاٰیۃ علیٰ فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ من وجوہ الرابع انہ تعالےٰ سماہ ثانی اثنین فجعل ثانی محمد علیہ السلام حال کونہ فی الغار والعلماء اثبتوا انہ رضی اللہ عنہ کان ثانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر المناصب الدینیۃ	ترجمہ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر چند وجوہ سے دال ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ثانی اثنین فرمایا پس بحالت رفاقت غار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا اور علمائے کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ثانی تھے۔

اس کے بعد کہا کہ اسی معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں حق تعالےٰ کو رابع اور سادس یعنی چوتھا اور چھٹا کہا گیا ہے اس پر یہ آیت لکھ دی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ ۔ مقامع الحدید ص۲۴	کیا نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ کو زمین و آسمان کی ساری کائنات کا علم ہے۔ جہاں بھی تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں چوتھا وہاں خدا ہوتا ہے جہاں پانچ آدمی مل کر کانا پھوسی کرتے ہیں۔ وہاں چھٹا خدا ہوتا ہے۔

کیوں دیوبندی رہبر صاحب اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ اور ثانی اثنین اِذْ ھُمَا فی الغار کے استعمال میں جب کوئی فرق نہیں دونوں صرف عددی نمبر میں مستعمل ہیں اور شعر میں بھی ثانی کے یہی معنی ہیں تو جس طرح اس شعر میں بانی اسلام سے حضور مراد لے کر گنگوہی صاحب کو ثانی محمد بناتے ہو ثانی خدا کیوں نہیں کہتے اس تقدیر پر تو ثانی خدا کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ بانی اسلام اس صورت میں اپنے حقیقی معنی (خدا) میں مستعمل ہوگا اور نہ تھانوی صاحب کی مخالفت ہوگی نہ تقویۃ الایمان کا انکار۔ لہٰذا اس تمہارے استدلال سے پھر شعر کے وہی معنی ہوئے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے اور پھر المصباح الجدید کی تصدیق ہوئی ؎

دیکھیں تو جائیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر
منہ ڈھانپ کر جو مجلسِ یاراں سے چل دیئے

بے دین نیش زنی سے کسی جگہ باز نہیں آتے۔ مقبولانِ بارگاہ کی فضیلت کو دیکھ نہیں سکتے۔ آیت واشعار و تفسیر کبیر کا حرف حرف حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کی فضیلت مخصوصہ پر روشن دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر نے یہ کہہ کر (کہ اس میں مرتبہ کا لحاظ نہیں صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس خاص فضیلت کو یک قلم اڑا دیا حالانکہ تفسیر کبیر کی اسی عبارت میں مصرح ہے۔ دل ھذہ الایۃ علےٰ فضل ابی بکر بوجوہ یعنی بہت سی وجہ سے یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے مگر جب محض گنتی و شمار ہے تو فضیلت کیسی اور جب فضیلت ہے اور وہ بغیر لحاظ مرتبہ ناممکن تو یہ کہنا کہ صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے کیونکر درست ہوسکتا ہے لہٰذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت دیو بندی رہبر کا رد ہے۔

اور اس سے بڑھ کر اس کے بعد کی عبارت تمہارے پرزے اڑا رہی ہے جس کو تم نے خیانت و خباثت سے چھپا لیا اور نقل نہ کیا وہ یہ ہے۔

المراد ھناک کونہ مع الکل بالعلم
والتدبیر وکونہ مطلعًا علیٰ ضمیر
کل واحد اما ھٰھنا فالمراد لقولہ
تعالےٰ ثانی اثنین تخصیصہ بھذہ
الصفۃ فی معرض التعظیم۔

تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۴۳۸

یعنی آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وغیرہ سے مراد یہ کہ باری تعالےٰ علم و تدبیر میں بندوں کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے دلی حال پر مطلع ہے اور یہاں ثانی اثنین سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تخصیص ہے اس صفت کے ساتھ محل تعظیم میں۔

ناظرین کرام تفسیر کبیر کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ دونوں آیتوں میں دو بین فرق بتا رہے ہیں اول یہ کہ آیت

کریمہ ثانی اثنین اذھما فی الغار مقام تعظیم میں ہے دوسرے یہ آیت کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک مخصوص فضیلت کا بیان ہے جس میں مرتبہ کا لحاظ لازم ہے اور دوسری آیت الم تر ان اللہ میں مراد باری تعالےٰ کا ہر ایک کے احوال پر مطلع ہونا ہے کسی کی خصوصیت اور فضیلت کا بیان مقصود نہیں کہ مرتبہ کا لحاظ ہو بلکہ صرف عددی نمبر کے لیئے ہے۔ اور دیوبندی رہبر کہتے ہیں کہ دونوں آیتوں میں ثانی کے ایک ہی معنی عددی نمبر کے ہیں لہٰذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت بھی اس کا صریح رد ہے چونکہ دونوں آیتوں میں فرق نہ کر کے اپنے پیر گنگوہی کو ثانی محمد بنانا چاہا ہے لہٰذا تفسیر کبیر کی اس عبارت نے اس کے مدعائے باطل کے پرزے اڑا دیئے یہاں تک تو گنگوہی جی کو مثل خدا اور مثل رسول بنانے میں کچھ ادل بدل اور پھیر پھار کیا تھا مگر اب کھلے اوصاف کہہ دیا کہ مماثلت مراد لینے پر بھی اعتراض نہیں پڑسکتا۔ کیونکہ ایک خاص حیثیت سے تشبیہ ہوگی اور اس قسم کی جزئی تشبیہ خود کلام الٰہی میں موجود ہے۔ مقامع الحدید ملخصاً ص ۲۴۔

یعنی گنگوہی جی ایک خاص حیثیت سے مثل محمد ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید میں موجود ہے اور اس مدعا باطل پر آیت قل انما انا بشر مثلکم اور حدیث انی انسی کما تنسون اور انی اوعک کما یوعک رجلان منکم نقل کی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہے اس کا مذہب ہی نبی کی ہمسری اور برابری ہے۔ بے دینو ذرا بھی حیا نہیں آیت میں تواضع کی تعلیم ہے۔ حدیث میں تواضعاً فرمایا ہے تفسیر ابوالسعود میں آیت ان نحن الا بشر مثلکم کی تفسیر ہے۔ قالوہ تواضعا وھضما لنفسہ یعنی انبیاء علیہم السلام کا یہ فرمانا کہ ہم تمہارے مثل بشر ہیں یہ بطور تواضع اور بطریق

کسرِ نفسی ہے اس سے مثلیت تراشتے ہو حضور کی بشریت بتاؤں۔ تو آنکھیں کھل جائیں آؤ کرو تو حضور کی بشریت یں مقابلہ۔ بشریت ہی یں مماثلت ثابت کرو۔ حضور کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا حضور کے جسمِ اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ حضور کے جسم پاک کی خوشبو سے راستے مہک جاتے تھے۔ حضور کے پسینہ اور بول و براز یں مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی یہ سارے وصف حضور کی بشریت ہی کے ہیں۔ جسم ہی سے متعلق ہیں ہے کچھ ان میں سے تم میں یا تمہارے گنگوہی یں ایک ہی وصف ہو تو آؤ۔ کرو برابری جب نہیں تو پھر کس منہ سے کہہ دیا کہ چونکہ یہ تشبیہ جزئی اور خاص حیثیت سے ہوگی۔ لہٰذا اس پر اعتراض نہیں کچھ تو غیرت کرو ذرا تو شرماؤ آیات واحادیث کو بے محل استعمال کرنے سے توبہ کرو۔ اس کے بعد دیوبندی نے مدائح کے دو شعر نقل کئے

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ تعالےٰ تیرا
نائبیت یہ چاہتی ہے کہوں؛
سید و سرا کی چادر ہے؛

نادان نے اس پر کیا اعتراض سمجھا ہے اس یں اعلیٰحضرت کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہاں کہا ہے۔ مثلیت کون سے لفظ سے نکلتی ہے اس سے مقابلہ کرنا اپنے عجز کا اقرار ہے۔ اعلیحضرت قدوس سرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی یں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفےٰ لکھا اور دنیا جانتی ہے کہ غلام کی تعظیم آقا کی تعظیم ہے اور علمار دین نائب رسول ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے۔

دیوبندی کعبے میں پہنچ کر بھی گنگوہ جانے کا راستہ پوچھتے ہیں

ف دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب کی مدح سرائی میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو ان کے لیے ثابت کر رہے ہیں خواہ وہ کمال ممکن کا ہو یا واجب کا خالق کا ہو یا مخلوق کا مولوی محمود حسن صاحب کی نظر جس وصف پر پڑتی ہے ۔ بے دریغ گنگوہی صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں گنگوہی صاحب کو مربی خلائق بنایا بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہا اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑگئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے یہ عظمت وفضیلت بھلا گنگوہی صاحب کے لیے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیا ہے اور جب وہ مربی خلائق و بانی اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ اور چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر مسلمان باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں ۔ ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہ کدھر ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ گنگوہ کی عظمت وبزرگی عارفان گنگوہی کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے اس مضمون کو مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ کے اس شعر میں ادا کیا ہے ۔ ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

اس پر المصباح الجدید میں تنبیہہ فرمائی کہ کعبہ معظمہ میں پہنچ کر بھی گنگوہی کی دھن لگی ہوئی ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا

خمار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

دیوبندی رہبر سے اس کا جواب نہ بن پڑا تو اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی اور ملفوظات کی یہ عبارت نقل کی۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔ ایک شخص کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی۔ یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا۔ اس کے بعد دیوبندی نے لکھا کہ خاں صاحب بریلوی اس واقعہ کو نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں، خاں صاحب کی اس تقریر کی روشنی میں شیخ الہند کے شعر کا یہ مطلب ظاہر ہو گیا کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا ہم وہاں گئے اور حق حاضری ادا کیا۔ اس کے بعد سینہ میں جو عرفانی ذوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس کے بجھانے کے لیے شیخ طریقت اور قبلہ ارواح کی ضرورت ہوئی اور ہم اس کی تلاش میں چل دیئے۔ مقامع الحدید صـ۲۶۔

اولیاء کرام سے استمداد اہل سنت کے نزدیک درست اور ان کا مدد فرمانا حق بجانب ہے اور دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں جس کی تفصیل نمبر ۶ میں آئے گی مگر اولیاء کرام باطل کی مدد نہیں فرماتے اسی لیے اعلیحضرت کا قول دیوبندی کو مفید نہ ہوا کیونکہ اعلیحضرت کے قول کا حاصل صرف یہ ہے کہ روح کی انجلاد ترقی کا باعث شیخ ہے اس لیے روح کی توجہ جسم سے جدا ہوتے وقت شیخ کی طرف ہوئی۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ کعبہ میں جا کر گنگوہ کا وظیفہ پڑھا کرو۔ گنگوہ کا شور مچایا کرو۔ شعر کا یہ مطلب بتانا کہ کعبہ میں جا کر حق حاضری ادا کیا اور شیخ کی تلاش میں

چل دیئے) مولوی محمود حسن صاحب پر اتہام ہے اور ان کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

یعنی منا و مزدلفہ و عرفات جہاں جہاں گئے گنگوہی کی دھن میں رہے اور یہی وظیفہ زبان پر رہا۔ ہائے گنگوہ بتاؤ گنگوہ۔ کدھر ہے گنگوہ جبھی تو کہا۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ۔ کعبہ کو ذکر کیا اور باقی مقامات کو لفظ بھی سے گھیر لیا اور سارے مقاماتِ مقدسہ پر گنگوہ کو فضیلت دی۔

ذرا انصاف سے کہنا کیا حق حاضری اسی طرح ادا ہوتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان مقامات پر حاضری میں توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں اور تمہارے عارفوں کا ہر مقام پر یہی شور ہے ہائے گنگوہ بتاؤ گنگوہ کدھر ہے گنگوہ۔ کیا واقعی حقِ حاضری یونہی ادا ہوتا ہے کیوں اپنے شیخ الہند کے کلام کو خراب کرتے ہو ان کے شعر کا مطلب بالکل کھلا ہوا ہے وہ باآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ اور تو اور عرفات و مزدلفہ و منا تو کیا چیز عارفوں کی نظر میں کعبہ معظمہ تو جچتا ہی نہیں۔ کعبہ میں بھی پہنچتے ہیں تو گنگوہ ہی کی دھن لگی رہتی ہے گنگوہ کا وہ مرتبہ ہے کہ کعبہ نظر میں نہیں آتا پھر کہاں کا حق حاضری حق حاضری ادا کرنا ہو تو گنگوہ جاؤ۔ گنگوہی جی کی قبر کو کوہِ طور بناؤ تم موسیٰ بنو اور گنگوہی جی کو رب ارنی کی صدائیں سناؤ دیکھو یہی طریقۂ حاضری تمہارے شیخ الہند ادا کرتے ہیں ؎

تمہاری تربتِ انوار کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ ۱۷

کچھ کھلی آنکھیں یہی تو ہے وہ دیوبندی معرفت کا نشہ جسے المصباح الجدید میں اشارۃً بتایا تھا اس پر تم پردہ ڈالنا چاہتے ہو مگر. نہاں کے ماندآں رازے کزو سازند محفلہا. اور رہبر صاحب کو جس اردو پر ناز ہے بار بار جسے ذکر کرتے ہیں وہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے. واہ واہ کیا فصاحت ہے "کہوں ہوں" بھلا اس بیچارے سے شاعری کرنے کو کس نے کہا تھا.

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب قبلہ حاجات ہیں

ﷺ۶ مولوی محمود حسن صاحب نے جب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق مانا اور بانی اسلام کا ثانی کہا سارے کمالات کا جامع بتایا اس کو یہ بات لازم ہے کہ اپنی تمام ظاہری و باطنی ضرورتیں انہی سے وابستہ ہیں اور دینی و دنیوی تمام نعمتیں اور حاجتیں مولوی رشید احمد صاحب سے ہی طلب کریں. اسی لیئے مولوی محمود حسن صاحب بلا استثنار بالتفصیل ساری حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں. قبلہ حاجات روحانی و جسمانی انہی کو بتا رہے ہیں چنانچہ مرثیہ میں فرماتے ہیں ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت روا اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں. حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی. دینی ہوں یا دنیوی کھلی ہوں یا چھپی. جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلۂ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے. سوا غیر اللہ سے مدد مانگنا نبی ہو یا ولی شرک ہے. مولوی محمود حسن صاحب کے شعر اور فتاویٰ رشیدیہ کے اس حکم کو ملا کر بنظرِ انصاف دیکھو تو

تو نتیجہ دو امر میں منحصر ہے یا تو مولوی محمود حسن صاحب مشرک یا مولوی رشید احمد صاحب خدا۔ کیونکہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے۔ تو ان سے مدد مانگ کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوتے ہیں اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو شرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ الصباح الجدید میں دیوبندیوں سے یہی دریافت فرمایا ہے کہ بولو اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو اس کا جواب تو دیوبندیوں سے قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ مگر رہبر صاحب اپنے مذہب و دیانت دونوں کو ہضم کر کے کچھ چالبازی کرنا چاہتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

بے شک اللہ کے سوا کسی دوسرے سے حاجتیں طلب کرنا منافی توحید ہے لیکن اس سے ایسی حاجتیں مراد ہیں جیسے رزق مانگنا مقدمہ میں کامیابی کی درخواست کرنا وغیرہ جو شخص ایسی حاجتیں غیر اللہ سے طلب کرے وہ مشرک ہے لیکن ایسی حاجتیں جیسے نوکر کا آقا سے تنخواہ مانگنا۔ آقا کا ملازم سے کھانا طلب کرنا وغیرہ یہ شرک نہیں مقامع الحدید ملخصاً ص ۲۶، ۲۷۔

اس کے بعد لکھا ہے۔ اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ جس مرشد سے ہم امور روحانیہ و جسمانیہ میں استفادہ کیا کرتے تھے افسوس وہ دنیا سے چلا گیا۔ حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتیں غیر اللہ سے مانگنا شرک اور دوسری قسم کو جائز قرار دینا دیوبندی مذہب پر ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ اول تو مولوی محمود حسن صاحب کے شعر میں ان چیزوں اور ان چیزوں کی تخصیص کہاں ہے اس میں تو انتہا درجہ کی تعمیم ہے حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتہی الجموع اس کی اضافت دین اور دنیا دونوں

جہاں کی طرف ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا دونوں جہان کی جمیع حاجتیں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی بھلی ہوں یا اچھی سب کے دینے والے پورا کرنے والے گنگوہی صاحب ہی ہیں کیونکہ معانی کا مسئلہ ہے کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔ رہبر صاحب تم اگر اس مسئلہ سے ناواقف ہو تو کیا تمہارے نزدیک تمہارے شیخ الہند بھی نہ جانتے ہوں گے۔ شیخ الہند کو ایسا نادان سمجھا ہے خلاف قاعدہ ان کے شعر میں کتر بونت کرتے ہو۔ اس قاعدہ کی رو سے شعر میں عموم ہے یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلۂ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں۔

دوسرے فتاوائے رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں کہاں تخصیص ہے اس میں مطلقاً غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک بتایا ہے۔ لہٰذا مرثیہ کے شعر میں جن حاجتوں کا قبلہ بھی مولوی رشید احمد کو کہا شرک ضرور ہوا۔ رہبر صاحب آپ نے جو حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتوں کو غیر اللہ سے مانگنا جائز بتا دیا اور حال میں آکر کہہ دیا کہ بہرحال اہل سنت جن حاجتوں کو غیر اللہ سے طلب کرتے ہیں وہ وہی ہیں جن کا تعلق النسانوں سے کر دیا ہے۔

بات تو ٹھیک ہے اہل سنت ایسا ہی کرتے ہیں مگر آپ کو اس سے کیا علاقہ آپ تو دیوبندی ہیں۔ آپ اہل سنت کی سنت پر کیوں منہ مارتے ہیں۔ آپ تو اپنے ایمان کو یاد کیجئے۔ دیوبندی مذہب میں تو ہر قسم کی حاجت غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے۔ آپ کے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور

پڑتی ہے۔ سو اللہ کے یہاں کا کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کرسکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی۔ تقویۃ الایمان ص ۲۵ تا ۲۶۔

دیکھا رہبر صاحب تمہارا ایمان کہہ رہا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینا خدا کے ساتھ مختص ہے لہٰذا کوئی چیز بھی ہو غیر اللہ سے مانگنا شرک ضرور ہو گا۔ اب تم شعر کا کچھ بھی مطلب بیان کرو۔ تمہارے ایمانی فتوے کی رو سے یا تمہارے شیخ الہند مشرک ہوئے یا گنگوہی جی کو خدا کہو۔ بولو کیا کہتے ہو یہی تو المصباح الجدید کا مطالبہ ہے۔ دو اس کا جواب اس کے بعد مدائح کے چند شعر نقل کرکے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا مصداق بنا۔ اشعار میں اعلیحضرت قدس سرہٗ سے استمداد ہے اور اہل سنت کے نزدیک مقبولانِ بارگاہ سے استمداد جائز ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔ اسکے جواز و ثبوت میں تصنیفات کثیرہ موجود ہیں۔ میں یہاں صرف علامہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتا ہوں جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ مقبولان بارگاہ باذنہ تعالےٰ دونوں جہاں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دین و دنیا کی تنگیں دور فرماتے ہیں بڑی سے بڑی مشکل میں مدد فرماتے ہیں۔

اذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والآخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب	جب کہ مشائخ صوفیہ اپنے متبعین و مریدین پر دنیا و آخرت کے تمام احوال اور سختیوں میں نظر فرماتے یعنی مدد کرتے ہیں تو ائمہ دین کا کیا

الذین ھم اوتاد الارض وارکان الدین و امناء الشارع علیٰ امتہ رضی اللہ عنھم اجمعین	کہنا وہ تو زمین کی میخیں اور دین کے ارکان اور شارع علیہ السلام کے امین ہیں امت پر۔

میزان شریعۃ الکبریٰ صہ ۵۰۔

اکابرین و آئمہ دین کی ان تصریحات کے باوجود مداحؒ کے ان اشعار پر اعتراض کرنا بے بصیرتی اور کوری نابینائی ہے۔

گنگوہی صاحب سارے جہان کے مخدوم ہیں

۷۔ دیوبندی مذہب میں بلا استثناء سارے جہاں کا مخدوم اور تمام عالم کا متاع گنگوہی صاحب ہیں۔ مرثیہ کے پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہے۔ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل متاع العالم جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی المصباح الجدید میں اسی کو بتایا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک سارے جہان کے مخدوم گنگوہی صاحب ہیں سارا عالم انہیں کی اطاعت کرتا ہے۔ دیوبندی مجیب اس پر بہت ہی بگڑے بنے خوب اچھلے کودے بہت طعن و تشنیع کی۔ مدرسہ مصباح العلوم کو چھوٹا سا بتا دیا۔ مصنف المصباح الجدید کی تنخواہ میں ساڑھے تین روپیہ اضافہ کی درخواست کر بیٹھے بات یہ ہے کہ المصباح الجدید وہ کتاب ہے جس نے دیوبندیوں کو بدحواس کر دیا ورنہ سب جانتے ہیں کہ مصباح العلوم وہ عالیشان دارالعلوم ہے کہ ضلع اعظم گڑھ کے تمام دیوبندی مولوی اس کے طلبہ سے بھی مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے اور یہ آپ کی عالی ہمتی اتنے بڑے اضافہ کی درخواست کر بیٹھے۔ ساڑھے تین روپیہ ماہوار پر تو دیوبند کے فارغ التحصیل جس قدر چاہیں ملازم رکھ سکتے ہیں پھر اتنا اضافہ تم کیوں کراتے ہو۔ خیر اس لغویت کے بعد یہ معارضہ پیش کیا۔

مدائحِ اعلیٰ حضرت فتاوائے رضویہ وغیرہ کے لوح کے صفحہ پر آپ کے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کو شیخ الاسلام والمسلمین لکھا گیا ہے اور آپ کی منطق کے لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے شیخ اور مسلمین میں صدیق اکبر فاروق اعظم سے لے کر قیامت تک کے مسلمان بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اب آپ کی منطق کے لحاظ سے مولوی احمد رضا خاں صاحب ان سب کے شیخ اور امام ہوں گے۔
مقامع الحدید لمخصامت[۲۹]۔

ناظرین کرام بنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی مجیب کا یہ معارضہ دو جہالتوں پر مبنی ہے اول تو شیخ الاسلام والمسلمین اور مخدوم الکل میں فرق نہ معلوم ہونا دوسرے مذہب اہلِ سنت و دیوبندیت میں امتیاز نہ کرنا تعجب ہے کہ دیوبندی مجیب اپنے کو رہبر کہلاتے ہیں اور ایسے عام اور کثیر الاستعمال الفاظ کا فرق نہیں جانتے اور لطف یہ کہ تصنیف کے خواب دیکھتے ہیں، دیوبندی مذہب سے ناآشنا اور طرہ یہ کہ دیوبندی ہونے پر فخر کرتے ہیں

سنیئے ہم آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین اور آپ کے مخدوم الکل کا فرق بتائیں۔ اول یہ کہ شیخ الاسلام سلطنت اسلامیہ میں علمائے اعلام و مفتیان عظام کے لیئے ایک ممتاز عہدہ رہا ہے اور ترکستان میں اب تک تھا اسی لحاظ سے ممتاز علماء کو اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور مخدوم الکل نہ کسی عہدہ کا نام ہے نہ کسی مخصوص شے کا اسم بلکہ وہ ہمیشہ عموم ہی کے لیئے استعمال ہوتا ہے پھر اس سے معارضہ کیوں کر صحیح ہوگا۔

دوسرے یہ کہ شیخ الاسلام والمسلمین میں مسلمین جمع ہے جمع معرف باللام اگرچہ الفاظ عموم سے ہے مگر کل اور جمع میں زمین و آسمان

کا تفاوت ہے۔ جمع عموم میں محکم نہیں اور کل عموم میں محکم ہے۔ قال فی التوضیح ومنھا (نے الفاظ العموم) کل وجمیع وھما محکمان فی عموم ما دخلا علیہ بخلاف سائر ادوات العموم اور انہیں سے یعنی الفاظ عموم سے کل اور جمع ہے اور وہ دونوں اپنے مدخول کے عموم میں محکم ہیں بخلاف تمام الفاظ عموم کے کہ وہ محکم نہیں۔ جمع معروف بال لام کی تو جمعیت ہی ساقط ہے اس کا اطلاق تو ایک فرد پر بھی ہوتا ہے قال فی نور الانوار حتی نیسقط اعتبار الجمیعۃ اذا دخلت علی الجمع یہاں تک کہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اعتبار جمعیت کا جب کہ داخل ہو۔ جمع پر الف لام۔ اصول کے اس مسئلہ کی تفریح کے باوجود معارضہ کیونکر صحیح ہوگا۔ اپنا مذہب بھی سنیئے اور یاد کر لیجئے۔

دیوبندی مذہب میں کسی کی تعریف میں الفاظ بڑھا کر بولنا مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں آپ کے ایمان میں لکھا ہے۔ اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی تعریف میں یا اور انبیاء و اولیا یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعرا اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا۔ چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے۔ تقویۃ الایمان ص ۱۹۔

دیکھا کتنی تصریح ہے کہ انبیاء اولیاء بزرگوں، استادوں کی تعریف میں حد سے گزرنا۔ مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تعریف میں مبالغہ کرنیوالے اور سننے والے دونوں کو نامعقول لکھا ہے۔ رہا یہ کہ تقویۃ الایمان کا یہ حکم صحیح ہے یا غلط اس کی تردید میں علماء اہل سنت کی تصنیفات کثیرہ ہیں مگر تمہارا تو وہ ایمان ہے۔ گنگوہی جی تو اس کو عین ایمان بتا گئے لہذا

لہٰذا تمہارے لیئے حجت قاطع ہے باوجود اس حکم کے پھر آپ کس منہ سے کہہ رہے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام نے اسی سے جواب بھی سمجھ لیا ہوگا واقعہ یہ کہ مدح کے موقعہ پر جو اس قسم کے عموم کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان سے عموم حقیقی مقصود نہیں ہوتا۔ مقامع الحدید صـ۲۹

عموم حقیقی کے صیغے استعمال کئے جائیں اور عموم حقیقی مراد نہ لیا جائے یہی تو مبالغہ ہے جو دیوبندی مذہب میں شان انبیاء و اولیاء تک میں جائز نہیں کیا گنگوہی صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں تو انبیاء علیہم السلام سے تمہارے نزدیک گنگوہی جی کا مرتبہ بالا ہوا۔ اور اگر مستثنیٰ نہیں تو پھر عموم حقیقی ہی مراد بھی ہے۔ لہٰذا گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک بلا استثناء سارے عالم کے مخدوم اور لغیر انقطاع کل ماسوی اللہ کے مخدوم و متاع ہوئے۔ اہلِ سنت کے نزدیک چونکہ تعریف میں مبالغہ جائز ہے۔ عموم کا صیغہ بول کر خصوص مراد لے سکتے ہیں۔ حالانکہ جمع عموم میں محکم نہیں لہٰذا شیخ الاسلام والمسلمین وغیرہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

دیوبندی مجیب معترض بن کر سوال کرتے ہیں سوال کیا کرتے ہیں بلکہ ؎ آنچہ انسان می کند بوزینہ ہم۔ آپ کہتے ہیں کہ اخیر میں ہم رضاخانی دوستوں سے ایک سوال اور کرتے ہیں۔ آپ کے اعلیٰحضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے نام کے ساتھ ان کی تصانیف وقعات السنان ادخال السنان وغیرہ کے پہلے صفحہ پر آل الرحمٰن لکھا ہوا ہے جس کے صاف معنی خدا کی اولاد کے ہیں تو کیا واقعی رضاخانی حضرات ان کے باپ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو خدا بھی سمجھتے ہیں۔ اور کیا ہم یہ سمجھیں کہ بریلی میں قادیان سے بھی بڑھ گئی۔ مقامع الحدید صـ۲۹، ۳۰

دیوبندیو ہوش سنبھالو مرزا قادیانی کو تمہیں نے بڑھایا ہے تم نے پہلے نبوت کا دروازہ کھولا ہے تمہارے پیشوا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں ختمِ نبوت یعنی ختم زمانی کا انکار کیا۔ بعد زمانہ حضور اقدس بلکہ حضور کے زمانہ میں بھی نبی ہونا ممکن بتایا تم نے ممکن بتایا۔ مرزا قادیانی نے اسے بالفعل کر دکھایا وہ تمہاری ہی کمائی کوے اڑا جبھی اس سے جلتے الجھتے ہو اور اس کو کیوں یاد کرتے ہو تمہارے تھانوی جی بھی تو اپنے کلمہ پڑھنے والے تھانوی جی پر درود بھیجنے والے کو تسلی دے دیکر لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھواتے ہیں جس کا مفصل واقعہ خود تمہارے تھانوی جی نے اپنے رسالہ الامداد[۱] ۱۳۳۶ھ میں شائع کیا ہے۔ تم تھانوی جی کا کلمہ پڑھو۔ گنگوہی جی کو مربی خلائق اور بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہو۔ اسی منہ سے توحید کا دعوے اور اہل سنت پر اعتراض کرتے ہو شرم نہیں آتی۔

آل الرحمٰن پر اعتراض تھانوی خبث باطنی کا نتیجہ ہے۔ آل کے معنی پیر و مطیع منتخب اللغات وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں اور آل کی اضافت رحمٰن کی طرف اسی معنی کو معین کر رہی ہے لہٰذا آل الرحمٰن کے حقیقی معنی مطیع الرحمٰن ہیں۔ مطیع الرحمٰن پر تمہارا اعتراض ہے اور کیوں نہ ہو تمہارے نزدیک تو واجب الاطاعت گنگوہی صاحب ہی ہیں۔ خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت تمہارے نزدیک سب بے کار ہے جب تک گنگوہی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ اسی لئے تو گنگوہی صاحب کو مطاع العالم مخدوم الکل پکارتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمبر ۸۔ علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق جانتے ہیں بانی اسلام کا ثانی مانتے ہیں جس کا ثبوت ۱ و ۲ میں گزرا لہٰذا

[۱] رسالہ الامداد مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

ان کی صفات کو بھی مثل صفات الٰہی مانتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر جاتے ہیں کیونکہ قضائے الٰہی کی دو قسمیں ہیں ایک قضائے مبرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مبرم وہ حکم الٰہی ہے جو کسی کے ٹالے نہ ٹلے کسی دعا والتجا وغیرہ سے رد نہ ہو۔ اور قضائے معلق وہ حکم الٰہی ہے کہ کسی امر پر اس کی تعلیق ہے وہ حکم الٰہی دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الٰہی دو قسم کا ہے ایک دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دوسرا نہیں رکتا مگر مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر حکم قضائے مبرم ہی ہے کوئی حکم بھی کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتا۔ کسی تدبیر سے بھی نہیں رک سکتا چنانچہ دیوبندیوں کے۔ شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے ص۳۱ پر لکھتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

یعنی گنگوہی صاحب کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا حکم حکم الٰہی سے بھی بڑھا ہوا ہے اسی کی طرف المصباح الجدید میں اجمالاً اشارہ فرمایا ہے اس کا جواب تو دیوبندیوں سے نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیا مگر صاحب مقامع الحدید نے سمجھ رکھا ہے کہ مجیب آں باشد کہ خاموش نہ شود۔ لہٰذا آپ یہ جواب دیتے ہیں آپ کے اعلیحضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے ملاحظہ ہو مدائح اعلیحضرت ؎

تو نے جو کچھ کہا شاہ احمد رضا
وہ ہوا پر ہوا شاہ احمد رضا

مقامع الحدید ص۳۰

یہ اعتراض کا جواب تو ہرگز نہیں البتہ علم وحیا کو جواب ہے اس

شعر میں تو یہ ہے کہ اسے مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب آپ کی تمام پیشین گوئیاں حق ہوئیں۔ آپ کا فرمانا صادق ہوا مثلاً گنگوہی صاحب کا نابینا ہونا۔ تھانوی صاحب کا تابِ مناظرہ نہ لانا کبھی مقابلہ میں نہ آنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نہ کہیں حکم کا ذکر ہے نہ قضائے مبرم کا تذکرہ چہ جائیکہ قضاء مبرم کی تلوار پھر یہ کہنا کہ آپ کے اعلیٰحضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے کیسی کوری نابینائی ہے جس کو سرمہ وغیرہ سے تو فائدہ ہو نہیں سکتا۔ اس کو گنگوہی مسیحائی کی ضرورت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھا دکھا کر فخر کیا کرتے ہیں جس کا مفصل ذکر ۲ میں گزرا۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی غلامی تمغۂ مسلمانی ہے۔

۹ علماء دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی غلامی کا داغ مسلمانی کا تمغہ ہے چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ ص۶ پر لکھتے ہیں ؎

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغۂ مسلمانی

اس پر المصباح الجدید میں یہ مواخذہ فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب کی غلامی کا داغ جب مسلمانی کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا لہٰذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و اولیاء کاملین کو مولوی رشید احمد کا غلام مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے خالی جانتے ہوں گے یہ مواخذہ دیوبندیوں کے مسلمہ اصول پر مبنی ہے جو تمام اکابر و اصاغر دیوبندیہ کو تسلیم ہے اور اس سے ہزار ہا امور خیر کا دروازہ بند کیا ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ کا وہ مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی لفظ سے عام

معنی سمجھے جاتے ہوں اور متکلم نے اسی جگہ صراحتہ تخصیص نہ ذکر کی ہو تو اس کی تخصیص ہرگز نہیں ہو سکتی نہ قرینے سے نہ عقل نہ اسی متکلم کے دوسرے کلام سے۔ اسی اصول سے اولیاء کرام کی طرف منسوب کردہ شے کو حرام و شرک بتایا ہے۔ زندہ جانوروں کو صرف کسی نبی یا ولی کی طرف منسوب کر دینے سے تقویۃ الایمان میں حرام و شرک لکھا ہے اور اسی اصول کو لے کر آیت اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے استدلال کیا ہے۔

قال اللہ تعالےٰ او فسقا اهل لغیر اللہ بہ۔ ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کسی کی کر کے ف یعنی جیسے سور اور لوہو اور مردار ناپاک و حرام ہے۔ ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرائے وہ جانور حرام ہے اور ناپاک۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرتے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا بکرا شیخ سدو کا ہے۔ سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی یا نبی کا باپ کا یا دادے کا۔ بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص۲۹

آیت کا ترجمہ صحیح یہ ہے یا بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام لیا ہو۔ قرینہ بھی اسی پر دال ہے کہ اس کو فسق فرمایا۔ عقل بھی اس معنی کی تخصیص کرتی ہے کیونکہ زندہ جانور پر تو ہزاروں مرتبہ غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اگر زندہ جانور پر غیر اللہ کا نام لینا اس کو حرام

کر دے تو کوئی جانور حلال نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید نے خود دوسری آیتوں میں اس معنی کی تائید فرمائی ارشاد فرمایا فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین یعنی جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا اسے کھاؤ اگر تم مومن ہو۔ اسی واسطے مفسرین کرام نے تخصیص کرکے آیت کے یہی معنی بیان فرماتے تفسیر احمدی میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے۔ او الفسق الذی ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل اللات والعزٰی یعنی فسق وہ جانور ہے جو ذبح کیا ہو غیر اللہ کا نام لے کر مثل لات وعزیٰ کے تفسیر جلالین میں ہے فسقا اھل لغیر اللہ بہ ای ذبح علیٰ اسم غیرہ یعنی وہ جانور حرام ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ تفسیر ابوالسعود میں ہے۔ ای ذبح علےٰ اسم الاصنام یعنی حرام وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ کفار کا طریقہ تھا کہ جانوروں کے ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے یوں کہتے باسم للات والعزیٰ آیت میں اس کو حرام فرمایا۔ مفسرین ذبح ہی کے ساتھ خاص کر رہے ہیں مفسرین کی ان تصریحات کو اسمٰعیل دہلوی نے صرف اسی مذکورہ اصول سے رد کیا ہے چنانچہ کہا کہ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ تقویۃ الایمان صہ ۲۹

غور کیجئے کہ آیت میں وقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنے کی تخصیص پر قرینہ موجود۔ عقلی تخصیص موجود۔ دوسری آیتوں میں تائید مفسرین کرام کی تصریحات موجود مگر چونکہ تخصیص اسی آیت میں

مذکور نہیں اس لیے مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک یہ سب باتیں غیر معتبر ہیں اور ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی۔

رہبر صاحب تقویۃ الایمان پر تو سارے دیوبندی کنبہ کا ایمان ہے پھر جس اصول سے استدلال کیا ہے اس کا انکار دیوبندی کیسے کر سکتے ہیں لہٰذا یہ اصول بھی دیوبندیوں کو مسلم ہوا کہ جب تک اسی جگہ تخصیص صراحۃً مذکور نہ ہو ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی اگرچہ قرینہ موجود ہو عقلی تخصیص پائی جائے متکلم کا دوسرا کلام تخصیص پر دلالت کرے۔ اب اس اصول کے تحت میں مرثیہ کا وہ شعر لائیے اور پھر دیکھیے کہ المصباح الجدید کے اعتراض کا ایک ایک حرف تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے جو باعتبار عموم لفظ کے ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کو شامل ہے اور یہ مذکور نہیں کہ وہ انہیں کے زمانہ کے لیے خاص ہے یا ان کے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ مختص ہے لہٰذا تمہارے اصول پر لازم و ضروری ہے کہ مسلمانی کا تمغہ اسے ہی ملے جو تمہارے گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ سے داغا گیا ہو ورنہ مسلمانی کے تمغہ سے محروم رہے اب تمہیں بتانا پڑے گا کہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو گنگوہی جی کا غلام مانتے ہو یا تمغہ مسلمانی سے خالی جانتے ہو دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے یہ تمہارا ہی وہ ایمانی اصول جاری کیا ہے جس سے تم نے تمام مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا ہے۔

تعجب ہے کہ آپ رہبر بنتے ہیں اور آپ کو المصباح الجدید بھی

نظر نہیں آتی۔ المصباح الجدید میں ہے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے خالی جانتے ہیں مگر آپ نے اعتراض نقل کیا تو یہ لکھ دیا۔ پس جن مسلمانوں کو ان کی غلامی حاصل نہیں ہوئی جیسے صحابہ و تابعین وغیرہ وہ سب دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہیں مقامع الحدید صت ۳۰ ۔ شکایت کس سے کریں۔ دیوبندی رہبر ایسے ہی ہوتے ہیں کذب وافترا ان کی غذائے روحانی ہے۔

دیوبندیو اس اپنے ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے المصباح الجدید کے الزام کو قیامت تک نہیں اٹھا سکتے البتہ اگر اس سے توبہ کرلو اور تقویتہ الایمان کے منکر ہو جاؤ تو ہو سکتا ہے مگر یہ تو تمہارا ایمان ہے۔ ایمان سے کہیں توبہ ہوتی ہے۔ رہبر صاحب اپنے اس ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے اس شعر کا یہ مطلب آپ کیسے بیان کر رہے ہیں کہ گنگوہی جی چونکہ وسیع المناقب تھے۔ اس لیے آپ کے خدام و متوسلین میں جو لوگ داخل ہوئے وہ پکے سچے مسلمان تھے اس لحاظ سے آپ سے روحانی تعلق رکھنا گویا مسلمان ہونے کی ایک علامت تھی۔ (وہی تمغائے مسلمانی) مقامع الحدید ملخصاً صت ۳۰ کیا وہ ایمانی اصول یہاں جاری نہیں ہوگا کیا نہیں کہا جائے گا کہ اس شعر میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ گنگوہی جی کی غلامی کے داغ کا تمغائے مسلمانی ہونا صرف ان کے خدام و متوسلین ہی کے ساتھ مختص ہے بلکہ ان کی غلامی کے داغ کو تمغائے مسلمانی کہا گیا ہے جو بالعموم سب کو شامل ہے پھر جب شعر میں تخصیص مذکور نہیں تو تم اپنے ایمانی اصول کو چھوڑ کر تخصیص کیسے کر رہے ہو۔ اگر وہ اصول یہاں جاری نہیں تو وہاں آیت سے استدلال میں تقویتہ الایمان میں کیوں۔ اور اگر وہاں ہے تو یہاں کیوں

نہیں کچھ تو بولو. اگر ذرا بھی حیا ہے تو اپنے گرُو مولوی اسمٰعیل دہلوی کو سناؤ وہ گالیاں جو مصنف المصباح الجدید کو دیتے ہو اپنے اس گرُو کو جس نے یہ اصول قائم کیا ہے اس کو علت دماغی بلکہ علت مشائخی میں مبتلا بتاؤ. المصباح الجدید نے تو تمہارے ہی اصول پر یہ الزام قائم کیا ہے جو قیامت تک تم سے نہیں اٹھ سکتا.

آپ کی عادت نقالی کی ہے. ہر جگہ نقل کیا کرتے ہیں یہاں بھی نقل کرتے ہیں کہتے ہیں.

اچھا سنیئے آپ کے ایک مذہبی برادر خاں صاحب بریلوی کی شان میں فرماتے ہیں

بات ہے ایمان کی حق کی قسم آپ سے ایمان ملا احمد رضا
دل ملا آنکھیں ملیں ایماں ملا جو ملا تجھ سے ملا احمد رضا

اب فرمائیے کہ جب ایمان اور نہ صرف ایمان بلکہ دل آنکھیں سب کچھ مولوی احمد رضا خان صاحب سے ملتی ہیں تو تمام وہ مسلمان جو خاں صاحب سے پہلے گزرے یا تمام صحابہ کرام تابعین عظام آئمہ مجتہدین اولیار کاملین سب کے سب آپ کے نزدیک معاذ اللہ بے ایمان. دلوں اور آنکھوں سے محروم ہو گئے فرمائیے آپ کی منطق صحیح ہے اور اس سے جو نتیجہ نکلا گیا وہ بھی نعوذ باللہ صحیح ہے ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مقامع الحدید صـ ۳۱.

بے شک تقویۃ الایمانی اصول پر یہی نتیجہ نکلا مگر ہم اہل سنت تو اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ہم پر کیا الزام. ہمارے نزدیک بغیر ذکر صریح کے قرینہ اور عقل وغیرہ سے

تخصیص ہوتی ہے لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ قائل اپنے متعلق کہہ رہا ہے کہ مجھے حق دیکھنے والی نظر اور حق قبول کرنے والا دل اور ایمان جو کچھ ملا مولانا احمد رضا خاں صاحب کے واسطے سے ملا لو لو کیا تم بھی تقویۃ الایمان کے اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کر کے سنی ہوتے ہو یار باؤں تو تمہارا ہی الجھا ہوا ہے اور ایسا الجھا ہے کہ سلجھنے کی کوئی صورت ہی نہیں لہٰذا رہبر صاحب آنجہانی وہ الجھا ہوا شعر تین مرتبہ پڑھ کر اپنے سینہ پہ دم کریں۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب صدیق و فاروق ہیں۔

نمبر۔ صدیق اور فاروق سیدالاصحاب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے وہ آسمانی القاب ہیں جو حق تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو عطا فرمائے ہیں۔ علمائے دیوبند نے یہ دونوں لقب اپنے گرو مولوی رشید احمد صاحب کو دیئے ہیں چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے صہ ۱۶ پر لکھتے ہیں سے

وہ تھی صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

المصباح الجدید میں مرثیہ کے حوالہ سے اسی کو بتایا ہے کہ گنگوہی صاحب صدیق اور فاروق دونوں تھے۔ دیوبندی رہبر سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو لعنت کی آڑ لی اور بڑے زور میں آکر کہا۔

جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے صدیق اور فاروق کے معنی کیا ہیں کچھ دسے کر پڑھا ہوتا تو خبر ہوتی دیکھو نور اللغات جس میں بقلم جلی لکھا ہوا ہے کہ صدیق کے معنی نہایت سچا۔ فاروق کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے

والا۔ بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے
مقامع الحدید ص ۳۱، ۳۲۔

دیوبندی رہبروں کی یہ حالت ہے کہ دائرہ تہذیب کے اندر قدم رکھنا جانتے ہی نہیں۔ پھر اس کی ان سے شکایت ہی کیا ہے۔ مگر رہبر صاحب آپ نے تو رٹ کر پڑھا ہے اور آپ بہت زیادہ دینے والے ہیں۔ اس میں آپ کو بہت مشاقی ہے ذرا بتائیے تو کیا صدیق اور فاروق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے القاب نہیں ہیں۔ دیکھیئے غیاث اللغات صدیق بسیار راست گو د بغایت راست پندارندہ سخن کسے را و لقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق فرق کنندہ میان حق و باطل و لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ دیکھا صدیق و فاروق القاب ہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے۔ اجلہ صحابہ کے مخصوص القاب اپنے گنگوہی کو دو اور مواخذہ پر لغوی معنی کی آڑ پکڑو۔ اگر لغوی معنی کے لحاظ سے تمہارے نزدیک الفاظ کا استعمال صحیح ہے تو پھر گنگوہی جی کو نبی اور رسول بھی کہو جب کوئی مواخذہ کرے تو کو دکر کہہ دینا۔ جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے نبی اور رسول کے معنی کیا ہیں۔ نبی کے معنی خبر دینے والا اور رسول کے معنی بھیجا ہوا۔ دیکھو غیاث اللغات نبی بمعنی خبر دہندہ رسول بمعنی فرستادہ شدہ۔ پھر کہہ دو بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے۔ یہ ہے آپ کے جواب کی حقیقت اور آپ کے علم کی اصلیت جس پر ناز کرتے ہوئے رہبر بنتے ہو۔

اس کے بعد حسب عادت نقل کرنی شروع کر دی ہے کہتے ہیں کہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب کو صدیق و فاروق ہی نہیں بلکہ عثمان و

علی حسن و حسین رضوان اللہ تعالے علیہم کے پہلو بہ پہلو بٹھایا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو مدائح اعلیٰحضرت ؎

عیاں ہے شان صدیقی تمہارے صدق و تقویٰ سے
کہوں کیوں کر نہ اتقیٰ جبکہ خیر الاتقیا تم ہو

تین شعر اس کے بعد کے یہ ہیں ؎

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربہ تیغ خدا تم ہو
تمہیں نے جمع فرمائے نکات رمز قرآنی
یہ ورثا پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو
خلوص مرتضےٰ خلق حسن عزم حسینی ہیں
عدیم المثل یکتائے زمن اے با خدا تم ہو

اس پر کچھ اپنی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ اس میں قرآن مجید سے جنگ ہے۔ مقامع الحدید ملخصًا ص ۳۲۔ اول تو تو مرثیہ کے شعر کے مقابلہ میں یہ اشعار پیش کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے اس لیے کہ یہ عوام کے اشعار ہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الہند کا ہے جن کو تم اپنا دینی پیشوا مانتے ہو۔ دوسرے یہ کہ اس میں اعلیٰ حضرت کو صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا بلکہ یہ ہے آپ کے صدق و تقوے سے شان صدیقی معلوم ہوتی ہے۔ آپ اس صفت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پرتو ہیں اور جب پہلے مصرعہ میں یہ ظاہر کر دیا تو ثانی مصرعہ کو قرآن مجید کے خلاف بتانا کھلی عداوت یا سخت جہالت ہے پہلے مصرعہ کو لیتے ہوئے ثانی مصرعہ کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں صدق و تقوے میں ممتاز تھے اس وجہ سے اپنے ہم عصروں میں زیادہ متقی ہیں اور خلوص و خلق و عزم ان اوصاف میں بھی آپ صحابہ کے

پرتو ہیں اور ان صفات میں اپنے ہم زمانہ لوگوں میں ممتاز ہوتے چنانچہ یہ مصرع ع

عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

اس پر روشن دلیل ہے پھر صحابہ کے پہلو بہ پہلو اور برابر سمجھنا یہ نری عداوت یا کوری نابینائی ہے ع

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

دیوبندی حضرات اپنے علماء کو بھی رحمۃ اللعالمین میں شریک بتاتے ہیں

۱۱۔ مقربان بارگاہ الٰہی کی شان میں گستاخی وہمسری کرنا وہابیہ دیوبندیہ کا شیوہ ہے

انبیاء علیہم السلام سے برابری کرتے ہیں اور ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی چنانچہ تقویۃ الایمان مطبع نولکشور صـ۶ پر ہے

اولیاء وانبیاء امام وامام زادے پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے

ہمسری وبرابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصًا سید انبیا محبوب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں حصہ بانٹنے سا جا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مخصوص صفت رحمۃ اللعالمین ہے اس کی خصوصیت کا انکار کرکے اس میں بھی شرکت کی اور حصہ بانٹ لیا اور کہہ دیا کہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں (یہ بڑے چھوٹے بھائی کا فرق ہے۔ چنانچہ فتاوائے رشیدیہ حصہ دوم صـ۱۲ پر ہے۔

لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں، اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ اس صفت کی خصوصیت کا انکار ہے مگر صاحب مقامع الحدید اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور دن میں آفتاب کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔

اس میں دیگر اولیاء و انبیاء و علماء ربانیین کے متعلق صرف یہ لکھا گیا ہے کہ وہ بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اور ان پر رحمۃ اللعالمین کے اطلاق کو مطلقاً نہیں جائز قرار دیا بلکہ بتاویل کی قید کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ اس سے معمولی فہم کا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو خاص صفت رحمۃ اللعالمین ہے۔ فی الحقیقت اس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں جیسا کہ مولانا گنگوہی قدس سرہٗ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ مقامع الحدید ص ۳۳

واللہ حد ہوگئی خوش فہمی کی۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔ واقعی جس شخص کو دعوے و دلیل میں امتیاز نہ ہو دلیل اشتراک کو دلیل اختصاص سمجھے وہی دیوبندیوں کا رہبر ہو سکتا ہے۔ مگر جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاوٰے رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعوٰے۔ دلیل۔ تفریع۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں یہ دعوے ہے بلکہ دیگر اولیاء

وانبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہٰذا اگر
دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے یہ تفریع ہے یہ
کلام صراحتہً پکار رہا ہے کہ رحمۃ اللعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں۔
بلکہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ اللعالمین کہنا جائز ہے رہی
بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے تم جیسے بیوقوفوں کے پھانسنے کے لئے
ٹٹی کی آڑ بنائی ہے ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو
صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔ ورنہ بتائیے کہ جب حضور کے رحمۃ اللعالمین
ہونے کی جو وجہ دوسرے میں بھی موجود ہے تو اب تاویل کی کیا حاجت
رہی اور اگر تاویل کی حاجت ہے تو معلوم ہوا کہ اگر دوسرے پر اطلاق ہو
گا تو اس معنی کا ارادہ نہ ہوگا پھر صفت خاصہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہوا اور
ممکن ہے کہ گنگوہی صاحب کا یہ مقصد ہو کہ رحمۃ اللعالمین چونکہ حضور کے
صفاتی ناموں میں سے حضور کا ایک نام ہے اس لفظ سے حضور کی طرف
ذہن منتقل ہوتا ہے لہٰذا دوسرے پر بولے تو تاویل کے ساتھ یعنی رحمۃ للعلمین
بول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے۔ بلکہ کوئی تاویل کر لینا۔ ورنہ جب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیئے جائیں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا پھر یہ
تو کہئے کہ اس تقریر سے اشتراک فی الصفت کی نفی کہاں ہوئی۔ اختصاص
کہاں سے ثابت ہو گیا کلام تو اس میں ہے کہ گنگوہی صاحب نے رحمۃ للعلمین
کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا اپنے اور اپنے چیلی چانٹوں کے
رحمۃ للعلمین ہونے کا التزاماً دعوے کیا اس کا جواب اس سے کیسے ہوا
کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ کسی صفت
میں اعلیٰ ہونا تو دلیل ہے اس بات کی کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں

اگرچہ وہ ادنےٰ ہیں۔ یہ تو دلیل اشتراک ہے اس کو دلیل اختصاص سمجھنا
جہالت ہے البتہ سب میں اعلےٰ ہونے سے بڑے رحمۃ اللعالمین ہوئے مگر
گنگوہی بھی تو مع اپنے دیانبہ کے رحمۃ اللعالمین ہو گئے اگرچہ چھوٹے رحمۃ اللعلمین
سہی اور اگر کسی صفت میں اعلےٰ ہونے کا مطلب تمہارے نزدیک یہی ہے
کہ وہ صفت اس موصوف کے ساتھ خاص ہے تو تم بتاؤ تھانوی صاحب کو
تو سارے دیوبندی صفت علم میں اعلےٰ مانتے ہیں اگر اعلیٰ ہونے سے
صفت علم تھانوی صاحب کے ساتھ مخصوص ہو تو سارے دیوبندی
مولوی جاہل ہوئے۔ تمہارے مربی مولوی شکر اللہ سے لیکر مولوی حسین احمد
صاحب تک سب بے علم جاہل ٹھہرے پھر ان کو مولوی مولانا شیخ الہند
کس منہ سے کہو گے اس کو تو شاید برداشت نہ کرو بلکہ یہی کہو گے۔
تھانوی صاحب بڑے عالم اور دوسرے دیوبندی مولوی چھوٹے عالم
لہٰذا یہاں بھی یہی مطلب ہوا کہ علمائے ربانیین (علمائے دیوبند) چھوٹے
رحمۃ اللعالمین اور حضور بڑے رحمۃ اللعالمین ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے بھائی کا
فرق ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کا یہ فرمان کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان
قائم نہیں رہ سکتے۔ حق و بجا ہے۔ مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ اس سے غوث
رحمۃ اللعالمین کب ہو گیا۔ عالمین صرف زمین و آسمان میں کہاں منحصر ہیں۔
بے دینو! آنکھیں کھولو۔ اٹھارہ ہزار عالم میں سے زمین و آسمان بھی
دو چیز ہیں۔ غوث اگر زمین و آسمان کے لیئے رحمت ہو گیا تو تم رحمۃ اللعلمین
بن گئے۔

دوسروں کو رحمۃ اللعالمین کہنے کی رہبر صاحب ایک دلیل یہ بیان
کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں حق تعالےٰ پر بھی رحیم کا اطلاق کیا گیا ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ لہٰذا اطلاق ہے مساوات ثابت

نہیں لہٰذا دیوبندی مولوی بھی رحمۃ اللعالمین ہیں اس کہنے سے مساوات تو نہیں مگر کچھ سمجھ ہوتی یا ایمان ہوتا تو جانتے کہ رحیم اللہ تعالےٰ کی صفت ذاتی ہے اور حضور کی عطائی۔ ذاتی اور عطائی میں صرف اشتراک اسمی ہے حقیقۃً یہاں اشتراک محال ہے لیکن مخلوق کی تمام صفات عطائی ہیں جب تم بھی رحمۃ اللعالمین ہوتے تو حضور کی اس صفت میں ضرور شریک ہوتے اگرچہ حضور کی صفت زیادہ اور بڑی مانو اس سے صرف یہ ہوگا کہ تم چھوٹے رحمۃ اللعالمین ہوئے مگر رحمۃ اللعالمین تو ضرور ہوئے صفت رحمۃ اللعالمین کا اختصاص کہاں رہا۔

یہاں تک تو رہبر صاحب نے علمائے دیو بند کو چھوٹا رحمۃ اللعلمین بنایا اب آگے ترقی کرتے ہیں اور ایک چال چلتے ہیں جس سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمام عالم کیلئے رحمت نہیں صرف جن وانس کے لیئے رحمت ہیں کہتے ہیں کہ عالمین سے قرآن مجید میں بہت جگہ کسی خاص دور کے اہل قلم بھی مراد لیئے گئے ہیں اور تفسیر جلالین میں وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً للعالمین میں بھی لفظ عالمین سے صرف ثقلین جن وانس مراد لیئے ہیں پس اگر کوئی شخص لفظ عالمین سے کسی خاص دور کے ثقلین جن وانس مراد لے کر کسی غوث یا ولی کو عالمین کے لیئے باعث رحمت کہہ دے تو اس تاویل کے بعد اس میں کیا محذور ہے مقامع الحدید صـ۳۴۔

اب دل کی بات بالکل ظاہر ہوگئی جب کہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین میں حضور کے لیئے بھی تخصیص ہوئی صرف جن وانس کے لیئے رحمت ہوئے اور کسی ولی یا غوث (گنگوہی وتھانوی) کو بھی کسی خاص دور کے ثقلین جن وانس کے لیئے رحمت قرار دے کر رحمۃ اللعالمین کہا تو اب

وزن برابر ہوگیا اور بڑائی چھوٹائی کا فرق بھی رخصت مگر حقیقت یہ ہے کہ تفسیر جلالین تو وہ سمجھے جو کلام الٰہی سمجھنے کے لیئے تفسیر پڑھے جو تلاش توہین کی نظر سے دیکھے وہ جلالین شریف کو کیا سمجھے. جلالین میں عالمین سے جن وانس مراد لے لیا بس وہابیہ دیوبندیہ کو تنقیص وتوہین کا موقعہ مل گیا کہ بس حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا مطلب صرف اتنا ہی ہے. کہ آپ صرف جن وانس کے لیئے رحمت ہیں اور یہ ہر ولی وغوث (گنگوہی وتھانوی) کے لیئے ہوسکتا ہے لیکن جو کلام پاک سمجھنے کے لیئے جلالین شریف پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آیت کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین میں حضور کی رسالت تبلیغی کا بیان ہے اور جلالین شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب اگرچہ آپ کی رحمت ہر ماسوی اللہ کو شامل ہے دنیا وآخرت کا ایک ذرہ بھی اس سے خارج نہیں خارج کیسے ہوسکتا ہے. معراج میں خداوند قدوس نے فرمایا یا محمد انا وانت وما سوی ذٰلک خلقت لاجلک (تفسیر احمدی) اے محبوب میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے تیرے صدقہ میں پیدا کیا اور آپ کی رسالت تشریفی بھی عام ہے. ہر شے کو شامل ہے. حدیث میں خود ارشاد فرمایا. ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بناکر بھیجا گیا مگر رسالت تکلیفی امرونہی الٰہی کی تبلیغ احکام خداوندی حرام وحلال کا پہنچانا اور مکلف بنانا یہ جن وانس کے لیئے ہے یہاں رسالت تکلیفی کے اعتبار سے آپ کو جن وانس کے لیئے رحمت کہا اگر رحمۃ اللعالمین کے اسی معنی رسالت تبلیغی کے اعتبار سے کسی خاص دور کے جن وانس مراد لے کر کسی ولی وغوث (تھانوی وگنگوہی) پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق جائز قرار دیتے ہو تو اس ولی وغوث کو نبی ورسول بھی ضرور ماننا پڑے گا اور

تم سے بھی کیا بعید ہے ۔ تھانوی صاحب تو اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کو اور اپنے اوپر درود خوان کو تسلی و تسکین دیا ہی کرتے ہیں ع بیا باش و ہر چہ خواہی کن ۔

اس کے بعد رہبر صاحب فرماتے ہیں ۔ خلاصۂ کلام یہ کہ فتاوٰے رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان رحمۃ اللعالمینی کی خصوصیت سے انکار نہیں کیا گیا ۔ واہ ری خوش فہمی گنگوہی جی کی روح سینکڑوں کوسنے دیتی ہوگی ۔ کہتی ہوگی کمبخت تو تو بڑا کپوت ہی نکلا ۔ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا ۔ ارے بے تمیز میں نے تو چاہا تھا کہ اس خصوصیت ہی کو اڑا دوں اور ہم سب رحمۃ اللعالمین بن جائیں مگر تو نے یہ کیا کہہ دیا کہ خصوصیت سے انکار نہیں ، ارے بیوقوف میں تو صاف لکھ چکا تھا کہ یہ صفت خاصہ نہیں اور یہ تاویل کی قید تو ڈھکوسلے بازی تھی کہ کہیں عوام بھڑک نہ جائیں ۔

رہبر صاحب کی ابھی تسکین نہیں ہوئی ابھی اور بھی حجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

اخیر میں اتمام حجت کے لئے ہم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب بوستان سے ایک ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کو رحمۃ اللعالمین کہا ہے ۔ ؎

تو ئی سایۂ لطف حق بر زمین
پیمبر صفت رحمۃ اللعالمین

رہبر صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہاں گفتگو کس بات پر ہے گفتگو یہ ہے کہ یہ حضور کی صفت خاصہ ہے یا نہیں اور اس اصلی معنی کے لحاظ سے غیر پر اطلاق جائز ہے یا نہیں مگر اپنی بے تمیزی سے اس شعر کو اپنی

آخری حجت قرار دیتے ہیں بھلا اس شعر کو مبحث سے کیا تعلق پھر یہ کہ دیوبندی ملعون کو رحمۃ اللعالمین بنانے کے نشہ میں رہبر صاحب پر وہ بے خودی طاری ہوئی کہ استدلال کے اصول اور قواعد تو درکنار لفظ تک یاد نہ رہا۔ دعوے تو لفظ رحمۃ اللعالمین کے جواز کا ہے اور بوستان کے شعر میں وہ لفظ ہی نہیں بلکہ رحمۃ اللعالمین ہے اسی کو دلیل بنا لیا حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے لفظ بدلنے سے اطلاق جائز ہوجاتا ہے مثلاً عالم الغیب خدا کے سوا دوسرے کو کہنا جائز نہیں اور عالم غیب عیب داں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہنا جائز ہے۔ اسی طرح جب شعر میں لفظ بدلا گیا تو اطلاق جائز ہوا اس سے رحمۃ اللعالمین کا جواز کدھر سے کود آیا اور اگر لفظ کے اس بین فرق سے آنکھیں بند بھی کرلو تب بھی اس شعر سے استدلال صحیح نہیں۔ اس لیئے کہ شعر میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ تو ئی کی جس طرح پیمبر صفت خبر ہے رحمۃ اللعالمین بھی اسی کی خبر ہو اس تقدیر پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق بادشاہ پر ہوگا۔ دوسرا احتمال جو قریب وظاہر ہے کہ رحمۃ اللعالمین پیمبر کی صفت ہو اس تقدیر پر بادشاہ پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق ہی نہیں ہے بلکہ پیمبر پر ہے اور شعر کے معنی یہ ہیں کہ اے بادشاہ تو زمین پر عنایت الہٰی کا سایہ ہے اور تو پر تو ہے اس نبی کا ———— ! اور تجھ میں صفت ہے اس نبی کی جس کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے شعر میں جو ایک احتمال بعید تھا۔ اس احتمال سے یہ استدلال کرنا یہ اصولی غلطی ہے احتمال سے استدلال ہوتا ہے یا احتمال استدلال کو باطل کر دیتا ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ مگر رہبر صاحب کو اصول وقواعد سے کیا علاقہ وہ تو دیوبندی رہبر ہیں

آپ نے حسبِ عادت یہاں بھی مداحؔ کا یہ شعر پیش کیا ہے۔ ؎

آیتِ فضلِ خدا دیکھا تجھے۔

رحمتِ ربِّ وریٰ دیکھا تجھے۔

حیرت ہے اس شعر کو اس موقعہ پر پیش کرنا انتہائی جہالت وحماقت نہیں تو غایت تعصب وحق پوشی وباطل کوشی کے سوا اور کیا ہے۔ رحمت ربِ وریٰ کا معنیٰ اللہ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت کا اطلاق ہر فضل وکمال پر ہر نعمت پر ہوتا ہے۔ علم وعقل کو اللہ کی رحمت کہا جاتا ہے حسن وجمال کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں۔ علمائے دین کے وجود کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں کیا اس سے دیوبندی ملّے رحمۃ اللعالمین ہو جائیں گے۔ رحمت رب العلمین و رحمۃ اللعالمین کو ایک سمجھنا یہ رہبر صاحب کے کچھ دے کر پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ اس فاضل اجل کو تو گنگوہی صاحب کا جانشین بنانا چاہیئے تھا ورنہ کم سے کم دیوبند کا صدر مدرس تو ضرور ہی کر دیا جاتا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلانا یا دفن کرنا چاہیئے

۱۲۔ علمائے دیوبند کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی کے پاس ہوں وہ دور کرنا چاہیئے تو ان کا جلا دینا مناسب [illegible]

الجواب۔ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے فقط [illegible]

رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۳۔

اس پر المصباح الجدید میں مواخذہ فرمایا کہ جب شہیدانِ کربلا

کا مرثیہ جلا دینا اور زمین میں دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

رہبر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور یہ مرثیہ عام طور پر روایات کاذبہ اور احکایات واہیہ سے پُر ہوتے ہیں چنانچہ آپ کے بانی مذہب مولوی احمد رضا خاں صاحب رسالہ فتاوٰی تعزیہ داری میں فرماتے ہیں کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ نہیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی بہر حال گنگوہی صاحب نے جس مرثیہ کو جلا دینے یا دفن کر دینے کا حکم دیا وہ یہی مرثیہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اور آپ کے اعلیحضرت نے گناہ اور حرام لکھا ہے۔ مقامع الحدید ص ۳۵

خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا سوال ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور وہ جھوٹی روایتوں سے پُر ہوتے ہیں اسی لیئے انہیں مرثیوں کے جلانے کا حکم دیا ہے۔

ناظرین کرام ذرا سوال کو بغور ملاحظہ فرمایا کر دیوبندی دیانت کی داد دیں، سوال میں ہے مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھے جاتے ہیں مگر رہبر صاحب وغیرہ کو ہضم کر کے دن میں اندھے بن رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوال میں خاص ان مرثیوں کا ذکر ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں سفید جھوٹ اسی کا نام ہے۔ سوال میں لفظ وغیرہ بتا رہا ہے کہ سوال شہیدان کربلا کے ہر مرثیہ کے متعلق ہے خواہ کہیں پڑھا جاتے اور عام ازیں کہ وہ صحیح ہو یا غلط اور گنگوہی صاحب کا جواب

جلا دینا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ ہر مرثیہ کے لیئے ہے، کیونکہ جواب میں کوئی تفصیل وتخصیص نہیں اور سوال میں تعمیم ہے لہٰذا گنگوہی صاحب کے جواب کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ شہیدانِ کربلا کا ہر مرثیہ خواہ وہ صحیح ہو یا غلط تعزیہ میں پڑھا جائے یا کہیں اور ہر مرثیہ کا جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے اس کو اعلیٰحضرت کے رسالہ کی عبارت جو دیوبندی عادت کے مطابق قطع برید کرکے نقل کی ہے کیا مفید ہو سکتی ہے۔ اس عبارت میں تو صرف جھوٹی اور باطل روایتوں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح روایتوں کا پڑھنا جائز ہے خواہ وہ مرثیہ ہی ہوں، چنانچہ اسی رسالہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر اور مرثیہ کا پڑھنا جو صحیح ہو حسن و محمود لکھا ہے جس کو خود دیوبندی رہبر نے ۱۳ میں درج کیا ہے لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے کلام کو سند بنانا دیوبندی کی بدحواسی ہے۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک گنگوہی صاحب کا مرثیہ مشتہر کرنا ضروری ہے۔

۱۳ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے لیئے تو علمائے دیوبند کا یہ فتوے کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا چھپوایا، شائع کیا، سارے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلانا اور زمین میں دفن کرنا تو درکنار کسی نے اس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا آخر یہ گنگوہی عقیدت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی ماخذ ہے۔ دیوبندی رہبر اس کا جواب دیتے ہیں۔

کہ جو مرثیہ جھوٹی روایتوں سے پاک ہو اور اس سے ماتم وغیرہ مقصود نہ ہو وہ جائز ہے اس پر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ نقل کیا۔
جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو۔ یہ بنفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ مشہور ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی واللہ تعالےٰ اعلم مقامع الحدید ص ۳۶ ۔

اعلیحضرت قدس سرہٗ نے بالکل حق فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر کی مجلس کو آپ کے مرثیہ کو جو صحیح روایت کے ساتھ ہو حسن و محمود باعثِ ثواب فرمایا امور مذمومہ نا مشروعہ کے ساتھ ممنوع بتایا۔
یہی صراطِ مستقیم ہے مگر گنگوہی صاحب نے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کو مطلقاً بلا تخصیص و تفریق جلانا و زمین میں دفن کرنا ضروری کر دیا جس کی تفصیل ص ۱۲ میں گزری۔ پھر گنگوہی صاحب کے مرثیہ کے جائز کرنے کے لیے یہ تفصیل کیونکر مفید ہو سکتی ہے اگر یہ کہو کہ شہیدانِ کربلا کے سب مرثیوں میں جھوٹی روایتیں درج ہیں تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے شہدا کربلا کے بہت سے مرثیے ایسے ہیں جو بالکل صحیح اور قطعاً واقعہ کے مطابق ہیں۔
نیز صحیح و غلط کا فرق تو اس وقت بحث میں لایا جا سکتا تھا گنگوہی جی کا مرثیہ بالکل صحیح ہی ہوتا مرثیہ گنگوہی تو خود اکاذیب کا دفتر اور جھوٹ کا طومار ہے۔ اسی مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو مربی اسلام کہا

باقیٔ اسلام کا ثانی بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا گنگوہی صاحب کو مردے جلانے والا اور زندوں کو موت سے بچانے والا بتایا ان کی آواز کو لحن داؤد کہا ان کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ وغیر ذالك من الخرافات۔

باوجود اس جھوٹ و لغویت کے مرثیہ گنگوہی کا لکھنا پڑھنا، پڑھوانا چھپوانا چھپنا اشاعت کرنا سب جائز اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا جلا دینا و زمین میں دفن کرنا ضروری۔

سوائے اس کے کہ گنگوہی عقیدت کا نشہ اور حضرت امام عالی مقام کی عداوت کا خمار ہو کیا کہا جا سکتا ہے۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ با کہ باختی عشق در شب دیجور

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک محرم میں سبیل وغیرہ لگانا حرام ہے

۱۴ ماہ محرم میں ذکر شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما صحیح روایات کے ساتھ بھی بیان کرنا سبیل لگانا، چندہ سبیل میں دینا، شربت پلانا، بچوں کو دودھ پلانا علمائے دیوبند کے نزدیک حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۱۱ پر ہے

محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو سبیل لگانا شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط

صاحب مقامع الحدید نے اس پر یہ ملمع سازی کی۔ چونکہ ماہِ محرم

ہیں ان کے کرنے سے روافض کے ساتھ ایک گونہ تشبہ ہوتا ہے اس لیے ناجائز ہے اور اس کی تصریح بعض علمائے سلف نے بھی کی ہے، چنانچہ اصول صفار میں ہے۔ سئل عن ذکر مقتل الحسین فی یوم عاشوراء یجوز ام لا قال لا لان ذالك من شعائر الروافض ان سے سوال کیا گیا کہ عاشورہ کے دن ذکر شہادت حسین جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا ناجائز ہے، کیونکہ یہ روافض کے شعائر میں سے ہے اب فرمایئے کیا امام صفارؒ آپکے نزدیک وہابی دیوبندی ہیں تعجب ہے کہ آپ ایک مدرسہ کے صدر مدرس ہیں اور اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ ایک مباح چیز بھی اہل ضلال کے تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے۔ مقامع الحدید ص ۳۷۔

رہبر صاحب ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں ہمیں معلوم ہے کہ بے دین امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے کے لیے بہانے بناتے ہیں تشبہ کی تہمتیں تراشتے ہیں۔ ہم آپ کے امام صفار کو بھی خوب جانتے ہیں وہ یقیناً آپ کے اور تمام دیوبندیوں کے پیشوا ہیں اس لیے کہ وہ خارجی ہے جس کی موت ۲۶۵ھ میں ہوئی۔ قاموس میں ہے۔ والصفار لقب لیعقوب ابو یوسف الصفار خارجی المشہور توفی فی ۲۶۵ھ اس کے ہر قول پر تمہارا ایمان ہونا ہی چاہیئے مگر کسی خارجی بے دین کے کہنے سے یہ امور خیر رافضیوں کا شعار نہیں ہو جائیں گے۔ صرف اس لیئے کہ رافضی ان کاموں کو کرتے ہیں لہٰذا ان کا شعار ہو گیا اگر ایسا ہے تو رافضی اور بھی تو بہت سے کار خیر کرتے ہیں اگر محض ان کے کرنے سے وہ شعائر ہو جاتے تو دیوبندی بہت سے حرام کے مرتکب ہوئے۔

نادانو! شعار کا کوئی معیار بھی ہے کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو ان کی مذہبی علامت ہو۔ جب شعار ہوگا۔ ماہ محرم میں یہ امور خیر رافضیوں

کے ساتھ کہاں مختص ہیں سوائے بے دین وہابیوں خارجیوں کے بکثرت مسلمان ان افعال حسنہ کو بجالاتے ہیں۔ اکابر اہل سنت کا یہ طریقہ رہا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عشرہ محرم میں مجلس ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کیا کرتے تھے خود ان کے فضائل و ذکر شہادت بیان فرماتے۔ سینکڑوں ہزاروں کا مجمع ہوتا جائز مرثیہ بھی پڑھا جاتا تھا۔ شاہ صاحب پر رقت طاری ہوتی سامعین بھی روتے تھے دیکھو حضرت شاہ صاحب خود اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شوند مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسنین اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنجصد بلکہ ہزار فراہم می آیند و درود می خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بد آمالی قاتلان ایشاں وارد شدہ نیز مذکور می شود بایں تقریب بعضے شدائد کہ در جناب ایشاں گزشتہ از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ

سال بھر میں دو مجلسیں فقیر کے یہاں ہوتی ہیں ایک مجلس وفات شریف دوسری مجلس شہادت رضی اللہ عنہما۔ اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک دو روز پہلے قریب چار سو آدمی کے یا پانسو کے بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں اس کے بعد فقیر آکر بیٹھتا ہے اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے بیان میں آتے ہیں اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں جو احادیث میں وارد ہوئیں اور بعضے حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی جناب میں گزریں

می شود دریں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از
مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ
و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می
شود ۔

خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن
عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت
بر فرط حزن و اندوہ روح مبارک
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
می کنند مذکور می گردد ۔

بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج
آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ
می آید۔ و دریں بین اگر شخصے خوش
الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع ایں
اتفاق می شود ظاہر است کہ دریں بین
اکثر حضار مجلس را و این فقیر را ہم رقت
و بکا لاحق می شود ۔

ایں ست قدرے کہ بعمل می
آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر بہمیں
وضع کہ مذکور شدہ جائز نمی بود اقدام
براں اصلا نمی کرد۔ فتاوی عزیزیہ ۔

احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی
ہیں۔ اس درمیان میں بعضے مرثیے
جو حضرت ام سلمہ اور دوسرے صحابہ
نے جن و پری سے سنے ہیں مذکور
ہوتے ہیں۔

اور وہ پریشان خواب جو
حضرت ابن عباس اور دوسرے
صحابہ نے دیکھے ہیں اور حضور رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روح
مبارک کے رنج و اندوہ پر دلالت
کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بعد اس کے ختم قران مجید اور
پنج آیت پڑھ کر ماحضر پر فاتحہ کی
جاتی ہے اور اس درمیان میں اگر کوئی
شخص خوش الحان سلام پڑھے یا مرثیہ
جائز اسکا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ
اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو
اور اس فقیر کو رقت اور رونا بھی لاحق
ہوتا ہے

یہ وہ قدر ہے جو عمل میں آتی
ہے اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور
کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ

ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔
فتاویٰ عزیزیہ

حضرت شاہ صاحب کی اس تصریح نے آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا کہ عشرہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر رافضیوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اکابر اہل سنت کا معمول ہے لہٰذا اس کو رافضیوں کا شعار کہنا باطل محض اور ان امور خیر کو حرام کرنے کا حیلہ ہے ایسے ہی حیلہ بازی بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا بھی وہی فتوےٰ ہے جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی عشرہ محرم میں ذکرِ شہادت حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما بروایت صحیحہ خواہ مرثیہ ہی ہو جب کہ امور مذمومہ ممنوعہ سے خالی ہو حسن و محمود ہے جس کی مفصل عبارت ص۱۳ میں درج ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس جگہ خیانت سے اعلیحضرت کے فتویٰ کی صرف آدھی عبارت نقل کی جس میں عوام مجلس خواں کے بہ تصنع رونے اور بہ تکلف رلانے کی شناعت کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی عبارت جس میں ذکرِ شہادت عشرہ محرم میں جب کہ ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو جائز لکھا ہے اس عبارت کو ازراہِ خیانت چھوڑ دیا تاہم جس قدر عبارت نقل کی ہے اس میں بھی عشرہ محرم میں ذکرِ شہادت کی ممانعت ہرگز نہیں نہ یہ کہ ماہِ محرم میں ذکر شہادت حسنین رضؓ و دیگر امور خیر رافضیوں کا شعار ہے پھر اس سے گنگوہی فتوے کو کیا تقویت پہنچی گنگوہی صاحب تو ذکر شہادت حسنین رضؓ بروایت صحیحہ اور سبیل و شربت و دودھ وغیرہ سب کو تشبہ روافض کے حیلہ سے یک قلم حرام کر رہے ہیں لہٰذا اعلیحضرت کے فتوے کی عبارت اس جگہ پیش کرنا سخت نادانی و فریب کاری ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی کا کھانا جائز ہے

نمبر ۱۵ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک محرم کا تو شربت اور دودھ تک بھی حرام (جس کا ثبوت ۱۴ میں گزرا) مگر ہولی دیوالی کا ہر کھانا بطور تحفہ جائز اور درست جیساکہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰۷ پر ہے۔

مسئلہ ہندو تیوہار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان دوست ہے یا نہیں۔ الجواب درست ہے فقط انتہی۔

ہولی دیوالی کے ہر کھانے کو جو شخص بلاتخصیص جائز و درست اور تحفہ بتائے وہ محرم کے شربت و دودھ تک کو بھی حرام کہے تعجب ہے اس دودھ و شربت میں کوئی ناجائز چیز نہیں ملی سوائے اس کے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت ہوگئی اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے البتہ فرق یہ ہے کہ اس کو ہولی دیوالی کی طرف نسبت ہے اس کو حضرت امام حسین کی طرف۔ اب اس کو درست اور اس کو حرام کہنے کا سبب سوائے ہولی دیوالی کی عقیدت اور امام عالی مقام کی عداوت کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے۔ صاحب مقامع نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجہ فرق نسبت نہیں بلکہ محرم کے شربت اور دودھ میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے اور ہولی دیوالی میں ہندوؤں کا تحفہ لینے میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، اور کہا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی غیر مسلموں کے اس تحفہ کا لینا تیوہار کے دوسرے دن جائز لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ اول ص۱۰۳۔

عرض ۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں ۔

ارشاد ۔ اس روز نہ لے ہاں دوسرے دن دے تو لے لے ۔

مقامع الحدید ص ۳۸

ص ۱۴ میں ثابت ہو چکا کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین وغیرہ امورِ خیر اکابر اہلِ سنت کا طریقہ ہے اس کو رافضیوں کا شعار کہنا خارجیوں کا قول ہے اور تشبہ کی تہمت تراشنا وہابیہ دیوبندیہ کا فریب ہے لہٰذا اصل وہی نسبت ہی رہی ، سوال میں مذکور نہ ہونے سے واقعہ میں نسبت کی نفی نہیں ہو سکتی ، اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے پھر اس کو جائز و درست اور تحفہ بتانا ہولی دیوالی کی عقیدت نہیں تو اور کیا ہے ۔

دیوبندی رہبر نے فریب دہی کے لیئے اعلیٰحضرت کے ارشاد کی صرف آدھی عبارت نقل کی اور بعد کی عبارت جس کا ماقبل سے نفی اور اثبات کا تعلق ہے ۔ چھوڑ دی نقل عبارت میں خیانت اسی کا نام ہے جس کو دیوبندیوں نے اپنی عادت بنا لیا ہے ۔ اگرچہ نقل کردہ عبارت بھی گنگوہی صاحب کو مفید نہیں مگر پوری عبارت تو گنگوہی فتوے کا صریح رد ہے وہ یہ ہے

ارشاد ۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثار کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موزی نصیب غازی سمجھے ۔ ملفوظات شریف حصہ اول ص ۹۲

دیوبندیو ! آنکھیں کھولو یہ ہے عالم ربانی کا جواب تیوہار کے دن تو لینے ہی کو منع فرمایا اور دوسرے دنوں میں اجازت بھی دی تو مال موذی نصیب غازی سمجھ کر نہ تیوہاری جان کر ۔

گنگوہی صاحب کی طرح نہیں کہ تیوہار ہولی دیوالی میں لینا پھر بطور تحفہ لینا اور کھانا سب کو آنکھ بند کر کے درست کہہ دینا نیز اعلیحضرت قدس سرہٗ نے محرم کے شربت و دودھ کو کہاں حرام لکھا ہے جس کو گنگوہی صاحب تشبہ کی تہمت لگا کر حیلہ تراش کر حرام کہتے ہیں لہٰذا اعلیحضرت کا ارشاد گنگوہی فتوے کا رد ہے اس کو تائید میں پیش کرنا حماقت ہے۔ رہبر صاحب کا المصباح الجدید پر ایک بڑا بھاری اعتراض یہ ہے کہ پہلا فتوے فتاوے رشیدیہ حصہ سوم کا ہے اور دوسرا حصہ دوم کا ہے دونوں کو جوڑ کر نتیجہ نکالا ہے یہ شیطنت اور افتراپردازی ہے یعنی اگر یہ دونوں فتوے ایک ہی میں ہوتے تو اعتراض ہو سکتا تھا جب دین جاتا رہتا ہے تو عقل بھی جاتی رہتی ہے۔ خود المصباح الجدید میں دونوں فتوے کی دو حصوں کی طرف نسبت موجود ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ تشبہ بہ روافض اس کو کہنا صریح جہالت ہے پھر مابہ الامتیاز سوا اس نسبت کے کیا ہے اس کو افترا کہنا دیوبندی شیطنت ہے۔

رہبر صاحب نے حسبِ عادت اس نمبر کے اعتراض کی بھی نقل تو کی جس کی عبارت (ہاں اگر ہمارے نزدیک) سے شروع کی مگر چونکہ اس کا کذب وافترا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے اس لئے خود ہی اسکو بدزبانی وتہمت تراشی بتانا پڑا لہٰذا ہمیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنت سے خارج نہیں

نمبر ۱۶۔ علمائے دیوبند کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو کافر کہنے والا اہل سنت جماعت سے خارج نہیں۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر ہے جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے

وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

رہبر صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس کو کاتب کی غلطی بتا دیا، رہبری تو اچھی کی۔ کاش دیوبندیوں کو پچاس برس پہلے ایسا رہبر ہاتھ آگیا ہوتا تو سارے کفریات کا وبال زوال سے بدل جاتا۔ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے تمام کفریات کو کاتب کے سر تھوپ دیا جاتا بس قصہ تمام تھا۔

دیوبندی رہبر نے اس دعوے پر (کہ گنگوہی فتوے میں کاتب کی غلطی سے بجائے ہوگا کے نہ ہوگا لکھا گیا ہے) چار قرینے قائم کئے ہیں۔

اول این کہ اصل عبارت میں اگر نہ ہوگا ہوتا تو آخری فقرہ کے شروع میں استدراک کا کوئی لفظ ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی لیکن وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب اہل سنت سے خارج نہ ہوگا۔

دوم این کہ اسی فتوے میں اس کو ملعون کہا ہے۔ سوم این کہ اسکے امام مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ چہارم علاوہ ازیں اسی حصہ میں صفحہ ۱۴۰ پر یہ فتوے ہے۔ مسئلہ رافضی تبرائی کے جنازہ کی جو نماز اصحاب ثلاثہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ الجواب ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیئے۔

بہرحال زیر بحث فتوے میں مطبع کی غلطی سے خارج ہوگا کے بجائے خارج نہ ہوگا چھپ گیا۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۴۱

ناظرین کرام دیوبندی قرینوں کی حقیقت نمبر وار ملاحظہ فرمائیں۔

اول۔ اگر یہ کہا جائے کہ نہ ہوگا کے ساتھ لیکن عبارت کی شستگی اور سلاست کے لیئے ضروری تھا تو دیوبندیوں کی عبارت میں اور کون

سی جگہ سلاست ہوتی ہے کہاں یہ رعایتیں ملحوظ ہوتی ہیں دیوبندیوں کو عبارت لکھنے کا سلیقہ ہی کب ہے وہ تو جناتی بولا ہی کرتے ہیں آپ کی یہی شمار کی عبارت اول این کہ دوم این کہ سوم اینکہ بتائیے تو یہ این کیسی ہے خود گنگوہی صاحب کے اسی فتوے کے چوتھے سوال کے جواب کو پڑھیئے (۴) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کا دعاگو ہے۔

رہبر صاحب یہ باقی کون سی ہے جو گنگوہی صاحب نے یہاں نکالی ہے۔ دیکھا یہ تو اسی عبارت میں نمونۃً بتایا گیا۔ اگر صرف فتاویٰ رشیدیہ ہی کی اردو غلطیوں کی فہرست گناؤں تو ایک کتاب ہو جائے اور اگر گنگوہی صاحب کو بڑھانا ہی چاہتے ہو اور عبارت کو قاعدہ کے مطابق ہی کرنا ہے تب بھی یہی عبارت ہونا چاہیئے کیونکہ سائل دیوبندی ہے اس نے جو سوال میں لفظ اور کی رٹ لگائی تو تلک عشرہ کاملۃ سوال میں دس جگہ لفظ اور بولا گنگوہی صاحب نے جواب دیا تو بڑوں کی بڑی بات صرف چودہ جگہ لفظ اور بولا۔ سوال میں تھا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں۔ گنگوہی صاحب کو علم معانی کا مسئلہ صنعت مشاکلہ یاد آگیا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے کہا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ لفظ لیکن ذکر کرنے میں یہ رعایت ہرگز نہیں ہو سکتی لہٰذا کاتب کی غلطی ہرگز نہیں۔

دوم۔ ملعون کہنا ہرگز قرینہ نہیں ہوسکتا کیونکہ گنگوہی صاحب وصف عام پر لعنت کا حکم دے رہے ہیں (جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے) اور وصف عام کے ساتھ فاسق پر بھی لعنت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

ہے کیا جھوٹا اہلسنت وجماعت سے خارج ہے جو قرینہ بن گیا۔

سوم۔ امام مسجد بنانا حرام ہے یہ حکم تو ہر فاسق کا ہے شراب خور جوتے باز داڑھی منڈے کو بھی شامل ہے کیا داڑھی منڈا وغیرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہیں جو حرمت امامت کو سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ بنا دیا۔

چہارم۔ ص۴۰ کے فتوے میں رافضی تبرائی کو گنگوہی صاحب نے خود تو کافر کہا نہیں بلکہ اکثر علماء کا قول بتایا ہے اپنی ذاتی رائے یہ بیان کی ہے (لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیئے) یہ تو بعض لوگوں نے بے نماز سود خوار وغیرہ کے لیئے بھی لکھا ہے۔ اگرچہ صحیح نہیں پھر خارج ہونے پر قرینہ کیسے ہوا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ گنگوہی صاحب اکثر علماء کے خلاف نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رافضی تبرائی گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور کافر اہل سنت سے خارج ہے تو یہ خود گنگوہی صاحب ہی کے نزدیک غلط ہے اس لیئے کہ یہ جب صحیح ہو سکتا ہے کہ کفر و اسلام میں تباین مانا جائے اور کفر سنت جماعت کے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور تقویۃ الایمان میں (جس کو گنگوہی صاحب عین اسلام فرماتے ہیں) کفر تو کفر، شرک اسلام کے ساتھ جمع ہے بلکہ تقوے کو بھی ضرر نہیں پہنچاتا دیکھو تقویۃ الایمان مطبع نولکشور ص۲۰ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے دیکھا، دیوبندیوں کے ایمان میں شرک تقوے کے ساتھ جمع ہے غور کرو شرک خاص ہے کفر سے اور تقوے خاص ہے سنت و جماعت سے اور صدق خاص کو صدق عام لازم ہے لہٰذا جب شخص واحد پر تقوے اور شرک کا صدق ہوا تو کفر اور سنت جماعت کا صدق بھی

ضروری ہوا لہٰذا کفر اور سنت جماعت میں تباین نہ ہوا بلکہ تصادق ہوا تو اگر گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو کافر کہیں بھی تب بھی اہلِ سنت سے خارج ماننے پر قرینہ نہ ہوا۔ اور اگر اس گنگوہی اسلام، اور دیوبندی ایمان سے قطع نظر کر دا اور تباین مان بھی لو تو زیادہ سے زیادہ اس فتوے کا صفحہ ۴۰ سے تعارض ہوگا اور تعارض اور تناقص گنگوہی فتووں کی سنت قدیمی ہے۔ بطور نمونہ صرف ایک فتوے کے تعارض ملاحظہ ہوں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر سوال ہے۔

پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ۔

یَارَسُوْلَ اللہِ انْظُرْ حَالَنَا   یَانَبِیَّ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ہَمٍّ مُغْرَقٌ   خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے۔ مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں اور کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ملخصاً۔

سوال میں غیر خدا سے مدد مانگنا۔ غیر خدا کو دور سے پکارنا۔ غیر خدا سے مشکلیں آسان کرانا۔ ایسے اشعار کا مجمعوں میں پڑھنا مذکور ہے گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم ہونے کے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور حد ذاتہ ابہام بھی ہے لہٰذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے بجز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو

معصیت بھی نہیں کہہ سکتا. دیکھیئے یہاں سب کچھ جائز معصیت بھی نہیں ہے اب گنگوہی تعارض ملاحظہ ہوں، انہیں امور کو حرام ناجائز معصیت وغیرہ فرماتے ہیں. تناقص ۱ حصہ اول ص۲۹ مشابہ شرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا. تناقص ۲ حصہ اول ص۳۰ موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے. تناقص ۳ حصہ اول ص۳۰. اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے. تناقص ۴ ص۳ جو لفظ موہم معنی شرک ہو اسکا بولنا بھی ناروا ہے. تناقص ۵ حصہ سوم ص۶ اور مدد مانگنا اولیا سے حرام ہے تناقص ۶ حصہ سوم ص۶ سوء غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے. تناقص ۷ ص۸ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں یارسول کہنا بھی ناجائز ہوگا. تناقص ۸ ص۱۶ اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے. تناقص ۹ ص صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے تناقص ۱۱ ص۱۱۲ اس طور دعا کرنا اے صاحب قبر میرا کام کر دے تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے.

دیکھا یہ ہیں گنگوہی فتاوے جو حصہ سوم کے ص۱۴ پر نہ شرک تھا نہ معصیت وہی دوسری جگہ شرک بھی ہے حرام بھی فساد عقیدہ بھی ہے ناجائز بھی ہے فسق بھی ہے شرک کی تہمت بھی ہے. ؎

ایک بات اور سینکڑوں اسکے جواب
ہم سے کچھ غیروں سے کچھ درباں سے کچھ

بخوف طوالت تلک عشرہ کاملہ پر نظر کرتے ہوئے صرف دس تعارض پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ گنگوہی فتووں کا یہ عالم ہے ؎

تناقص کے پیچھے تعارض کا شور
تعارض کی دم میں تناقص کی ڈور

اتنا ہی اس امر کے لیے کافی سے زیادہ ہے کہ صنہ۴ کے فتوے میں گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو اگر کافر مان بھی لیں اور کافرد اہل سنت میں تباین بھی تسلیم کرلیں تب بھی فتوے زیر بحث میں کاتب کی غلطی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اصل میں خارج نہ ہوگا ہی مانا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس فتوے اور صنہ۴ میں تعارض ہوگا تو گنگوہی فتووں میں فی فتوے دس دس تعارض ہوتے ہی ہیں لہٰذا اس تقدیر پر بھی کاتب کی غلطی کہنا غلط ہے۔ بفضلہ تعالےٰ دیوبندی رہبر کے چاروں قرینے جو کاتب کی غلطی پر قائم کئے تھے باطل اور ھباءً منثورا ہوگئے اب خارج نہ ہوگا پر قرینہ سنیئے

۱۔ اسی عبارت میں ہے وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہلسنت سے خارج نہیں ہوتا۔

۲۔ اگر گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر تھا تو کافر کہتے ہوئے کیا مصیبت آئی تھی اور لفظ تو بہت سے بولے مگر کافر کہنے سے زبان دبا گئے۔ السکوت فی معرض البیان بیان۔ معلوم ہوا کہ خارج کرنا نہیں چاہتے لہٰذا کاتب کی غلطی نہیں۔

۳۔ اسی فتوے میں ہے جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ فقط اور فاسق جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے فاسق فی العمل ہی مراد ہوتا ہے اور فاسق فی العمل اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں لہٰذا کاتب کی غلطی نہیں۔

ہے ۔ خارج نہ ہوگا پچاسوں برس سے مختلف مطبعوں میں چھپا ۔ سارے دیوبندی کنبہ نے دیکھا پڑھا گنگوہی صاحب یا کسی دیوبندی نے نہ اس کی تصحیح کی نہ تنبیہہ ۔ زبان کھولی نہ قلم اٹھایا جب مواخذہ کیا تو کاتب کے سر تھوپ دیا ۔ سبحان اللہ کاتب کی غلطی ایسی ہوتی ہے قرآن مجید کی طبع میں کتابت کی غلطیوں کو دیوبندی اگر ایسے ہی چھپواتے اور خاموشی سے پڑھتے رہیں تو ضرور کہا جائے گا کہ دیوبندیوں کا قرآن اسی طرح ہے

ہے ۔ کاتب کی غلطی نہ ہونے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اس موقع پر جب مواخذہ کیا گیا تو اصل فتوے یا گنگوہی کے مسودہ کا حوالہ دینا چاہیئے تھا کہ اس میں ہوگا لکھا ہوا موجود ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور ادھر ادھر کی لایعنی باتوں سے تاویل کرنا پتا دیتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے وہی لکھا ہے جو چھپا ہے کاتب کی غلطی نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے سنت جماعت سے خارج نہیں اور المصباح الجدید کے الزام کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر میں بھی نقالی کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ میں اسمٰعیل دہلوی کے کفریات شمار کرائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا گالیاں دینے والا بتایا اور اس کو کافر نہیں کہا بلکہ تمہید الایمان میں لکھ دیا اور میں اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا مقامع الحدید[۲۱] چونکہ دیوبندی نے اس کی تفصیل آخر میں لکھنے کا وعدہ کیا ہے اس لیئے ہم بھی یہاں اجمالی رد پر اکتفا کرتے ہیں ۔

اعلیحضرت پر یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت ہے کفر فقہی اور

کفر کلامی میں فرق نہ جاننے پر مبنی ہے اس جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکوکبتہ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے الکوکبتہ الشہابیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اسماعیل دہلوی پر فقہی کفریات عائد ہیں۔ تمہید الایمان کفر کلامی کے بیان میں ہے۔ کفر فقہی سے بھی کافر کہنا جائز ہے ضروری نہیں متکلمین محتاطین کف لسان کرتے ہیں۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کی کمال احتیاط ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کے سینکڑوں فقہی کفریات موجود ہوتے ہوئے کف لسان فرماتے ہیں۔ تمہید الایمان میں صرف کف لسان ہے اسمٰعیل کو مسلمان کہاں لکھا ہے یہ دیوبندیوں کا افترا ہے جب تفصیل آئے گی افترا پردازیوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک علماء کی توہین کرنے والا کافر ہے

نمبر ۱۷۔ علماء دیوبند کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تحقیر ہی نہیں بلکہ تکفیر کرنیوالا بھی کافر تو کجا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں جیسا کہ نمبر ۱۶ میں گزرا مگر علماء کی توہین و تحقیر کرنے والا کافر ہے۔ فتاوے رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۶ پر ہے۔ علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد حق کو ناحق کہا تو اہانت اس عالم کی کی امر دین و علم میں لہٰذا کفر ہوا۔

جو شخص علماء کی توہین و تحقیر کے کفر ہونے کا قائل ہو وہ صحابہ کرام کی تکفیر پر بھی حکم کفر نہ دے۔ سنت جماعت سے خارج نہ کرے سخت تعجب ہے۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے۔

اس کا جواب تو دیوبندی مجیب سے نہ ہو سکا غصہ میں آکر پہلے خوب تبرا بازی کی پھر کہا کہ اس میں گنگوہی صاحب نے اپنی ذاتی رائے

نہیں لکھی بلکہ سائل کے استفسار پر فتاوٰے عالمگیری کے ایک مسئلہ کی توجیہ کی ہے یہ معترض کی خیانت ہے اس نے سوال کو نقل نہیں کیا وہ سوال و جواب یہ ہے۔

سوال نواب قطب الدین خاں صاحب نے نقل عالمگیری سے کیا ہے ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابوحنیفہ کا حق نہیں کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمایا۔

جواب علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر سکیم کے اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد حق کو ناحق کہا تو اہانت اس علم کی کی۔ امر دین و علم میں لہٰذا کفر ہوا۔ مقامع الحدید ص ۴۳۔

رہبر صاحب تبرا بازیاں تو آپ ہی کو مبارک ہوں۔ گالی گلوچ دیوبندیوں ہی کا شیوہ ہے مگر آپ کو اول یہ ضرور بتانا پڑے گا کہ سوال نقل نہ کرنے میں خیانت کیسے ہوئی۔ کیا سوال نقل کرنے سے جواب بدل گیا اور علماء کی توہین و تحقیر جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو ایمان ہو گئی اگر نہیں تو خیانت کیسے ہوئی۔ ع

بے حیا باش و ہرچہ خواہی گو

دوسرے آپ کا یہ کہنا کہ یہ جواب گنگوہی صاحب کی ذاتی رائے نہیں اس سے فائدہ کیا۔ کیا ذاتی رائے اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک علماء کی توہین کفر ہوئی۔ اسی لیئے جواب میں کہا لہٰذا کفر ہوا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جو گنگوہی تعریف کا لمبا چوڑا خطبہ پڑھا کہ فتاوٰے عالمگیری کے جزئیہ کی توجیہ کی ہے اس سے کیا فائدہ ہوا

کیا اس سے اعتراض دفع ہوگیا کیا محض جزئیہ کی توجیہ کردی ہے۔ عقیدہ اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب بوجہ امر علم اور دین کے توہین و تحقیر کو ایمان سمجھتے ہیں۔

چوتھے کیا فقہا کرام نے صرف علماء کی توہین و تحقیر کو کفر لکھا ہے۔ صحابہ کی توہین و تحقیر و تکفیر کو کفر نہیں لکھا۔ پھر گنگوہی صاحب نے صحابہ کی تکفیر کرنے والے کو کافر کیوں نہیں لکھا کافر تو کافر اہلِ سنت سے بھی خارج نہ کیا۔

دیوبندیو! کان کھول کر سنو نہ فتاوئے عالمگیری کے مسئلہ پر اعتراض ہے نہ بوجہ امر علم و دین کے توہین و تحقیر پر حکم کفر دینے پر اعتراض۔ المصباح الجدید کا اعتراض اس فرق پر ہے کہ صحابہ کرام کی تو تکفیر کرنیوالے کو بھی تمہارے گرد کافر نہیں کہتے حتیٰ کہ اہل سنت و جماعت سے بھی خارج نہیں کرتے اور علماء کی توہین و تحقیر کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اس فرق میں سوائے اس کے کہ اپنا بچاؤ اپنی عزت مقصود ہے اپنی توہین کا دروازہ بند کیا ہے اور صحابہ سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں اور کیا کہا جائے گا۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں سے کوئی جواب نہ ہو سکا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کسی صورت میں جائز نہیں۔

۱۸۔ علمائے دیوبند کے نزدیک میلاد شریف کی مجلس منعقد کرنا مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس میں قیام بھی نہ ہو۔ روائتیں بھی صحیح پڑھی جائیں اور کوئی امر بھی خلاف شرع نہ ہو پھر بھی ہر حال ناجائز ہے فتاوئے رشیدیہ حصہ دوم صـ۳۰ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط۔

المصباح الجدید کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ جب گنگوہی صاحب مجلس میلاد کو مطلقاً حرام بتاتے ہیں تو دیوبندی مولوی قیام کا بہانہ کیوں بناتے ہیں غلط روائتوں کی تہمت کیوں تراشتے ہیں۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ سنیوں میں جا جا کر میلاد شریف کیوں پڑھتے ہیں نذرانہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پروری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو پھانسنے کی ترکیب۔

صاحب مقامع نے اسکا جواب دیا کہ نفس ذکر ولادت گنگوہی صاحب کے نزدیک مستحب ہے فتاوئے رشیدیہ میں ہے نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا۔ نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آتی ہے اس کی ممانعت تداعی (مجمع کرنا) و دیگر اہتمامات وقیودات کی وجہ سے ہے۔ مقامع الحدید ص ۴۵

نفس ذکر ولادت سے مجلسِ میلاد شریف تو مراد ہو نہیں سکتی اس کو تو گنگوہی صاحب ہر حال ناجائز بتا رہے ہیں۔ حرمت کی علت تداعی (مجمع کرنا) قرار دے رہے ہیں۔ اب نفس ذکر ولادت کی صورت یہی رہ گئی ہے کہ چلتے پھرتے احیاناً کسی کی زبان سے نکل گیا کہ حضور پیدا ہوئے یا کسی نے گوشہ تنہائی میں دبک چھپک کر کہہ دیا کہ حضور دنیا میں تشریف لائے کیا خوب یہ گنگوہی فتوے ہے یا میلاد شریف کے لیے قانون مارشل لا کہ جہاں کہیں مسلمانوں نے جمع ہو کر مجلسِ میلاد منعقد کی۔ گنگوہی صاحب نے ارتکاب حرام کا جرم لگا کر توپ دم کیا۔

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے کہ جب دیو بندی مذہب میں انعقاد مجلس میلاد کسی صورت سے جائز ہی نہیں تو میلاد شریف کی مجلسوں میں دیوبندی مُلّے کیوں جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں کیوں کہتے ہیں کہ صرف قیام ناجائز ہے مجلس میلاد جائز ہے یہ دیو بندیوں کی دھوکہ دہی اور تقیہ بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس گنگوہی فتوے پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ یہی تداعی اہتمامات قیودات مجلس میلاد شریف سے بہت زیادہ دیو بندیوں کے جلسوں میں ہوتے ہیں وہاں حرمت تو حرمت کراہت بھی پاس نہیں آتی دیوبند اور دیوبندی مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں تاریخ ومقررہ وقت پر مجلسیں منعقد ہوتی ہیں تداعی کا یہ عالم کہ اشتہار دیئے جائیں۔ ڈھول پٹوائے جائیں خطوط بھیج بھیج کر دور دور سے دیو بندی مولویوں کو بلا بلا کر جمع کیا جائے کئی کئی ہنڈے جلائے جائیں فرش بچھائے جائیں پنڈال سجائے جائیں تخت بچھائے جائیں یہ تداعی و اہتمامات وقیودات کس زور شور کے ہیں مگر یہاں گنگوہی صاحب سب ہتھیار ڈال دیں۔ کراہت کا بھی فتوے نہ دیں۔ اور میلاد شریف کے لیئے حکم مارشل لا جاری کر دیں۔ یہ دین ہے یہ مذہب ہے سوائے اس کے اور کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کو دیوبندی دیکھ نہیں سکتے۔

گنگوہی صاحب کی طرفداری میں صاحب مقامع نے علماء ومتقدمین خصوصًا علامہ ابن الحدید پر افترا کیا اور کہا کہ یہ تنہا گنگوہی صاحب ہی کی رائے نہیں بلکہ بہت سے علمار متقدمین اسی طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن الحاج کی کتاب مدخل میں ہے۔

وھذہ المفاسدۃ مترتبۃ علی فعل ا یہ مفاسد وقبائح مرتب ہیں مولود

المولود اذا عمل بالسماع فان خلا منه وعمل طعاما ونوی به المولد ودعی الیه الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکره فهو بدعة بنفس نیة فقط لان ذالک زیادة فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف اولی ولم ینقل عن احد منهم انہ نوی المولد

کے کرنے پر جب اس کو راگ کے ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہوتے صرف کھانا کیا جائے اور بھائیوں کو دعوت دی جائے اور کوئی خرابی جن کا ذکر پہلے ہوا نہ ہو تب بھی وہ بدعت ہے اس لیئے کہ یہ زیادتی فی الدین ہے حالانکہ ہمارے لیے سلف کے نقش قدم کی پیروی بہتر ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے بہ نیت مولود ایسا کیا ہو ۔

مقامع الحدید ص ۴۵

عبارت مدخل کو گنگوہی فتوے کی سند بنانا دیوبندیوں کے جہل کی دلیل ہے گنگوہی فتوے تو یہ ہے انعقاد مجلس میلاد بہر حال ناجائز ہے یعنی مطلقاً حرام ہے کوئی صورت اس کے جواز کی نہیں ۔ مدخل میں صرف اس مجلس میلاد پر مفاسد بتائے ہیں جو باجے راگ وغیرہ محرمات کے ساتھ ہو یہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن مجید میں فرمایا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکٰری ۔ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس سے کوئی دیوبندی یہ نتیجہ نکالے کہ نماز ہر حال ناجائز ہے اگر یہ نتیجہ صحیح ہو تو واقعی عبارت مدخل سند بن جائے گی اور جس مجلس میں راگ باجے وغیرہ محرمات نہ ہوں ۔ اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا کیا جائے زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کے لیئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادت کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے وہ لفظ فرمائے ایک بدعت اور دوسرا لیس من عمل السلف الماضیین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولی

اس میں ممنوعۃ محرمۃ سیئۃ مکروھۃ کچھ نہیں فرمایا پھر ممانعت کس کے گھر سے آئے گی۔ اور گنگوہی صاحب کا یہ حکم کہ ہر حال ناجائز ہے۔ کون سے لفظ سے ثابت ہوگا پھر یہ کہنا کہ ابن الحاج کی بھی وہی رائے ہے جو گنگوہی صاحب کی ہے یہ علامہ پر یقیناً کھلا افترا ہے۔ علامہ کا بدعت فرمانا یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نماز چاشت کو بدعت فرما دینا تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بدعت فرما دینے سے نماز چاشت کی فضیلت و استحباب میں کچھ کمی نہ آئی اسی طرح علامہ ابن الحاج کے بدعت فرما دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک مستحب ہی رہے گی بلکہ اس مجلس میلاد شریف کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت فرمایا۔ احادیث سے ثابت بتایا کہ فتاوٰے حدیثیہ صفحہ ۱۰۹ پر فرماتے ہیں القسم الثانی تشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة لہٰذا علامہ ابن الحاج کا بدعت کہنا بھی محتاج تاویل ہوگا۔

رہا علامہ ابن الحاج کا یہ فرمانا واتباع السلف اولیٰ اس عبارت سے مجلس میلاد شریف کے اہتمامات وقیودات خلاف اولیٰ ہوتے اس سے حرمت کدھر سے کود آئی ہر حال ناجائز کیسے ہوا کیا خلاف اولیٰ ہر حال ناجائز ہوتا ہے خلاف اولیٰ تو مکروہ بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ہر حال ناجائز لہٰذا اس سے مجلس میلاد کے ہر حال ناجائز ہونے پر استناد سند جہل ہے یہ واتباع السلف اولیٰ بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا رعایت آداب خلا و استنجا بر وجہ سنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ یعنی پاخانہ و استنجا میں سنت کی رعایت و لحاظ رکھنا مدرسہ و مسافر خانہ بنانے سے بہتر ہے۔

لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک اگر مدخل کے لفظ اولیٰ سے مجلس میلاد کے

ہر حال ناجائز ہونے پر استدلال صحیح ہے تو اشعۃ اللمعات کی مذکورہ بالا عبارت سے مدرسہ بنانا بھی ہر حال ناجائز ہوا لہٰذا تعمیرات مدارس کی حرمت کا فتوے بھی دیوبند سے شائع کراؤ. پھر دیکھو تماشہ. یہ ہے تمہارے استدلال کی حقیقت. علمار کرام پر افترا کرتے ہو. ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہو. خدا سے نہیں ڈرتے ہو. شرم باید از خدا و از رسول. مدخل کی عبارت سے استناد کر کے اور اسی کو گنگوہی صاحب کی رائے بتا کر رہبر دیوبندی کا افتومنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض لکھنا کمال جہالت اور بینائی کی دلیل ہے۔

مسئلہ علم غیب میں فریقین کا مؤقف

۱۹ ۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا. آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر دیوبندی جس طرح حضور کے اور کمالات کے منکر ہیں علم غیب کا بھی انکار کرتے ہیں. یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ علمائے اہل سنت حضور کے لیئے اللہ کا دیا ہوا علم غیب متناہی ثابت کرتے ہیں اور دیوبندی اسی کا انکار کرتے ہیں. اسی پر پچاس برس سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں شور ہے. علمائے اہل سنت کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور کا علم نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی. بلکہ ذاتی اور غیر متناہی اللہ عزوجل کے ساتھ مختص ہے دوسرے کے لیئے محال ہے. باوجود ان تصریحات کے مسئلہ علم غیب میں دیوبندیوں کا خلاف جبھی ہو سکتا ہے کہ عطائی متناہی کا انکار کریں لہٰذا ثابت ہوا کہ جب کوئی سُنّی عالم حضور کے علم غیب کا اثبات کرے گا. وہی عطائی متناہی ہی مراد لے گا اور اس کے مقابلہ میں جو دیوبندی انکار کریگا تو وہ انکار بھی علم غیب عطائی متناہی کا ہوگا. اب فتاوٰے رشیدیہ کا یہ

سوال وجواب ملاحظہ فرمایئے۔ فتاوٰے رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰ پر سوال میں ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ حافظ عالم صوفی وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب تھا یہ عقیدہ کیسا ہے گنگوہی صاحب نے اس کے جواب میں کہہ دیا۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔

ناظرین غور فرمائیں ایک سنی عالم کے متعلق سوال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرما دیا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔

اول تو گنگوہی صاحب نے حضور کے لیئے بلا تخصیص مطلق علم غیب کو شرک کہا جو بالعموم ذاتی وعطائی متناہی وغیر متناہی سب کو شامل ہے اس سے حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی ماننا بھی شرک ہوا۔

دوسرے یہ کہ سوال چونکہ سنی عالم کے متعلق ہے اور علمائے اہل سنت حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی ہی ثابت کرتے ہیں لہٰذا اس سوال کے جواب میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا۔ صریح شرک ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب حضور کیلئے علم غیب عطائی متناہی کو شرک بتاتے ہیں لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضور کے لیئے علم غیب عطائی متناہی بھی ماننا شرک ہے۔

اور تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیئے بھی حاصل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً علم غیب اور

بقرینہ سوالِ عطائی متناہی حضور کے لیئے شرک بتایا اور تھانوی سخاوت کا یہ عالم کہ حضور تو حضور بچوں پاگلوں جانوروں سب کے لیئے حاصل مانا

المصباح الجدید کا اس پر یہ مواخذہ ہے کہ جس کو گنگوہی صاحب شرک فرماتے ہیں تھانوی صاحب بچوں پاگلوں جانوروں کے لیئے ثابت مانتے ہیں۔ تو گنگوہی فتوے سے تھانوی مشرک ہوئے۔

اس کے جواب کے لیئے رہبر صاحب نے بہت ہاتھ پیر مارے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے بھی استعانت کی مگر حقیقت یہ ہے کہ ولا ناصر لھم ان کا کوئی مددگار ہی نہیں۔ دیوبندی رہبر صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گنگوہی فتوے میں علم غیب ذاتی وغیر متناہی کو شرک کہا ہے اور تھانوی صاحب نے عطائی متناہی مانا۔ اس پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ قول (کہ علم ذاتی وغیر متناہی خاصہ خداوندی ہے اور عطائی امتناہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ثابت ہے) سند میں لانا فریب کاری ہے۔ بھلا اس سے گنگوہی صاحب کو کیا فائدہ۔ گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً اور مدعی عطائی متناہی کے جواب میں شرک کہا ہے جس سے یقیناً عطائی متناہی ہی مراد ہے۔

پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ثابت ہو سکتا ہے کہ فتاوی رشیدیہ کی عبارت میں بھی لفظ علم غیب سے ہی ذاتی اور محیط کلی تفصیلی مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم آپ کے اعلیٰ حضرت کی کہاوت پیش کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی خالص الاعتقاد ص۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ آیات واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیئے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (ذاتی ومحیط تفصیلی) مراد ہیں۔ مقامع الحدید ص۴۷۔

اپنے منہ میاں مٹھو بننا اسی کو کہتے ہیں کیا گنگوہی صاحب بھی انہیں علماء میں ہیں جن کے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر آپ

خالص الاعتقاد کی عبارت سے دوڑے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں.
گنگوہی تو منکرین میں ہیں. جن علماؑ کے اقوال سے یہ منکرین استدلال کرتے
ہیں ان کے متعلق خالص الاعتقاد کی عبارت ہے پھر یہ کہ گنگوہی صاحب کا
عالم ہونا ہی ان کے کلام میں تاویل کرنے کے لیئے کافی ہے تو جس کے مشرک
ہونے کا گنگوہی صاحب نے فتوٰے دیا اس کی نسبت تو سوال ہی میں مذکور
تھا کہ وہ عالم ہیں آخر وہاں کیوں نہ سوجھا کہ وہ علم عطائی کا قائل ہے. ہاں
آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ گنگوہی صاحب فتوٰے دیتے وقت اندھے تھے انہیں
سوجھا کیوں کر مگر کہنے والا جواب میں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہے (کی بھی پھوٹ
گئی تھیں. رہبر صاحب یہ آپ کی ابلیسی تلبیس ہے کہ عوام کو دھوکہ دے کر
حقیقت پر پردہ ڈالتے ہو. اگر تمہارے گنگوہی اس پر ایمان لاتے اور صرف
ان دو قسموں کا انکار کرکے علم غیب عطائی متناہی حضور کے لیئے ثابت
مانتے تو اس مسئلہ علم غیب میں خلاف کیوں کرتے. اعلیٰحضرت کی ان تصریحات
کے باوجود خلاف کرنا اور علمائے اہل سنت کے مقابلہ میں انکار کرنا اور شرک
بتانا دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو شرک کہتے ہیں کیونکہ
دیوبندی ایمان و گنگوہی قرآن یعنی تقویتہ الایمان میں لکھا ہے.

اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم
میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے
مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب مشرک ہیں اس کو اشتراک فی العلم
کہتے ہیں.

یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ
مشرک ہو جاتا ہے. خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید
سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے. پھر خواہ یوں

سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے بغرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص۱۱ مطبع صدیقی۔

دیکھا رہبر صاحب تمہارے ایمان میں لکھا ہے کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے اور دنیا تو متناہی کے ساتھ ہی مختص ہے لہٰذا علم غیب عطائی متناہی کو ہی شرک کہا آپ کتنا ہی پردہ ڈالیں اور دھوکہ دیں مگر حقیقت ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متناہی کو شرک کہتے ہیں۔ اب بتلایئے کہ تھانوی صاحب بچوں، پاگلوں، جانوروں تک کے لیئے علم غیب مان کر گنگوہی فتوے سے کون ہوئے کہو مشرک ہی ہوئے اور یہ صادق آیا ہے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں پھرنے والا کوا حلال ہے

نمبر۲۰ یہ مشہور کوا جو آبادی میں پھرتا ہے جس کو مسلمان حرام جانتے ہیں علماء دیوبند کے نزدیک یہ کوا کھانا جائز ہے بلکہ اس کے کھانے پر ثواب ملتا ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲۵ میں ہے۔

سوال۔ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔

المصباح الجدید میں دیوبندیوں کو اس حصول ثواب کی ترغیب دلائی کہ دیوبندیو تم کو بالاعلان کوا کھانا چاہیئے۔ ثواب حاصل کرنے میں شرمانا اچھی بات نہیں اور علماء دیوبند کی ضیافت میں یہی سیاہ مرغ پیش کرنا چاہیئے کہ ہم خرما و ہم ثواب پر عمل ہو۔

دیوبندی مجیب نے تو اس کا کچھ جواب نہ دیا البتہ اس مشہور حرام کوے کو حلال کرنے کے لیے فقہائے کرام کی عبارتیں نقل کیں ہمیں اس سے کیا غرض کہ دیوبندی کوا کھائیں اور سمجھ کر کھائیں ان کا مذہب ہے مگر افسوس یہ ہے کہ فقہائے کرام پر افترا کرتے ہیں ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشہور کوے کو جائز فرمایا ہے جس سے مسلمان طبعًا و فطرتًا نفرت کرتے ہیں اور حرام جانتے ہیں جس کو حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فاسق فرمایا۔ حل و حرم میں اس کے قتل کا حکم دیا لہٰذا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو دیوبندیوں کے اس بہتان عظیم سے پاک کرنے کے لیے اس مسئلہ کی قدرے وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول دیوبندی رہبر کا استدلال جو اس دیسی کوے کی حلت پر ہے ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

ذیل میں ہم فقہائے حنفیہ کی چند عبارات درج کرتے ہیں جن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ غراب یہی ہے جو ہمارے دیار میں پایا جاتا ہے

چنانچہ تکملہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے الغراب ثلثة انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانه لا یوکل ونوع یاکل الحب فحسب فانه یوکل ولنوع یخلط بینهما وهو ایضًا یوکل عند امام وهو العقعق لا کالدجاج وعن ابی یوسف انه یکره اکله لانه غالب اکله الجیف والاول اصح یعنی شرح کنز میں ہے

الغراب ثلثة انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانه لا یوکل و	غراب کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو صرف مردار کھاتا ہے تو وہ حرام ہے

ونوع یاکل الحب فقط فانه یوکل	دوسری قسم وہ ہے جو صرف دانے
ونوع یخلط بینهما وهو ایضا یوکل	کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم
عند ابی حنیفة وهو العقعق لانه	وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا
کالدجاج وعن ابی یوسف	ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو
رحمة الله تعالیٰ نعانه یکره لان	دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے اور
غالب ماکوله الجیف والاول	اس کو عقعق کہا جاتا ہے وہ بھی امام اعظم
اصح	ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔
	اس لیئے کہ وہ مثل مرغ کے ہے
	اور امام ابویوسف کے نزدیک یہ
	تیسری قسم مکروہ ہے اس لیئے کہ وہ
	اکثر مردار کھاتا ہے لیکن امام اعظم
	رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اصح ہے۔

صاحب جامع "الرموز الذی یاکل جیف" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وفیه اشعار بانه لو اکل کل من الثلثة	اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غراب
الجیف والحب جمیعا حل ولم یکره	کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک نے
وقالا یکره والاول اصح کما	دانے اور مردار کھانا شروع کردیا تو
فی الخزانة وغیره	سب کے سب حلال ہوں گے البتہ
	صاحبین کے نزدیک مکروہ ہوں گے
	لیکن اصح وہی پہلا مذہب ہے۔ کما
	فی الخزانہ وغیرہ

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ کوے کی حلت وحرمت کا مدار صرف اختلاف غذا پر ہے نہ کہ اختلاف اشکال والوں پر پس جو غراب کہ

صرف دانے کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نجاست اور مردار خور ہے وہ بالاتفاق حرام ہے اور جو دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بلا کراہت حلال اور جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک با کراہت لیکن صحیح تر قول امام صاحب کا ہے اور یہ مرغی کی طرح ہے کہ وہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتی ہے مگر حلال ہے۔

مقامع الحدید صہ میں فقہ حنفی کے جزئیہ اور قرآن وحدیث کے قاہر دلائل سے اس دیسی کوے کی حرمت ثابت کروں گا جس سے بفضلہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ یہ کوا حرام ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں یہ امام پر دیوبندیوں کا افترا ہے کہ اس کوے کی حلت کی نسبت امام کی طرف کرتے ہیں مگر پہلے دیوبندی استدلال کی خبروں اور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو کوا خوروں کے اس بہتان سے پاک کردں۔

دیوبندی رہبر نے اس دیسی کوے کے جواز پر تین عبارتیں نقل کی ہیں جن میں سے بحرالرائق اور زیلعی دونوں کی عبارتوں میں غراب مختلف فیہ کی تعین مذکور ہے وہوالعقعق وہ غراب جو امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک حلال ہے وہ عقعق ہے امام کا یہ ارشاد حق وبجا ہے بسرو چشم منظور اہل سنت کا اسی پر عمل ہے بلاشبہ عقعق جائز ہے لیکن اس دیسی کوے کو عقعق سے یہ نسبت زاغ زابا عالم پاک عقعق اس کوے سے چھوٹا جانور ہے اس کے مشابہ ہوتا ہے جنگل میں رہتا ہے منتخب اللغات وغیرہ میں اس کو زاغ دشتی یعنی جنگلی کوا لکھا ہے۔ طب کی کتابوں میں اس سے بھی صاف عقعق کو مہو کا لکھا ہے۔ نجاست کو دانہ وغیرہ سے خلط کرکے کھاتا ہے اس کوے کی طرح خالص نجاست بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے ہرگز

نہیں کھاتا یہ دیسی کوا جیفہ خور ابقع ہے یہ حرام ہے حدیث میں اس کو فاسق فرمایا اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہدایہ نے تصریح فرمائی کہ عقعق کا یہ حکم نہیں وہ قتل نہ کیا جائے گا۔ شاہ اہل اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں کنز کے فارسی ترجمہ میں اسی مشہور کوے کو ابقع فرماتے ہیں۔ مراد از ابقع زاغ متعارف است کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازویش سفیدی باشد دوسری دلیل میں اس کی تفصیل آئے گی۔ غرضیکہ ابقع و عقعق میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہے مگر دیوبندیوں کو یہی دیسی کوا کھانا مقصود ہے۔ اس لیئے تعیین و تصریح کو چھوڑ کر جامع رموز کے اشارہ ہی پر ناچنے لگے اشارہ ہی سے استدلال کیا جو ڈوبتے کے لیئے تنکے کا سہارا ہو اس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ امام کے نزدیک جس کا کھانا جائز ہے جب وہو العقعق سے وہ معین ہوگیا کہ وہ عقعق ہی تو اب اس ابقع حرام کو حلال کرنے کے لیئے اس کی تعمیم چہ معنی دارد پھر جامع رموز کے اشارہ سے بھی اس کوے کی حلت نہیں ثابت ہوسکتی کیونکہ جامع رموز کی مذکورہ عبارت اگر دیوبندی قطع و برید سے پاک ہے تو اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اگر غراب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک اگر مردار و دانہ دونوں کھاتے تو امام کے نزدیک سب حلال ہوتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ صفت حلت دو ہی میں منحصر رہی ایک وہ جو صرف دانہ کھاتا ہے دوسرے عقعق جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھاتا ہے نہ یہ دیسی کوا جو بغیر کسی شے کے ملائے خالص نجاست کھاتا ہے پھر یہ کیسے حلال ہوسکتا ہے اور اگر دیوبندی کوا خوری کے شوق میں کہیں کہ یہ ملانے کا جھگڑا کہاں سے نکالا تو آنکھ کھول کر عبارت مذکورہ کو دیکھیں دونوں عبارتوں میں ونوع یخلط بینہما ہے یعنی ایک قسم وہ ہے جو دانہ و نجاست وغیرہ دونوں کو ملاتا ہے وہ عقعق ہے اور اگر

کوا خوری کے ذوق میں اور زیادتی ہو اور اس مراد کوے کو حلال کرنے کے لیے دیوبندی تخلط کے یہ معنی گڑھیں کہ کبھی نجاست کھاتے اور کبھی دانہ اور کہیں کہ یہ دونوں باتیں اس دیسی کوے میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ حلال ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ ذوق کوا خوری تمہیں مبارک ہو کھاؤ مگر اس کی نسبت ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف نہ کرو اس لیے کہ امام کے نزدیک خلط کے یہ معنی ہرگز نہیں امام کے نزدیک خلط کے معنی کھانے کے قبل ملانا ہے امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہا اللہ تعالےٰ عنہما کے درمیان جو کوا مختلف فیہ ہے وہ وہی ہے جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھاتا ہے۔ امامین کا مباحثہ اس پر دلیل قاطع ہے ملاحظہ ہو۔ عن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ قال سئلت اباحنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ عن العقعق فقال لا باس فقلت انہ یاکل النجاسات فقال انہ یخلط النجاسۃ بشئ اخرثم یاکل۔ فتاویٰ عالمگیری صنہ ۲۹۰

ابو یوسف سے مروی ہے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے سوال کیا کہ عقعق کھانا جائز ہے یا نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں پس میں نے کہا کہ وہ نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے اس عبارت سے بصراحت تین ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ شیخین کا اختلاف صرف عقعق میں ہے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس کو جائز کہتے ہیں امام ابو یوسف حرام۔ دوسرے یہ کہ عقعق خالص نجاست نہیں کھاتا بلکہ دانہ وغیرہ دوسری چیز سے ملا کر کھاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ امام اعظم کے نزدیک عقعق کے جواز کی وجہ صرف یہی ہے کہ خالص نجاست نہیں کھاتا۔ جبھی تو امام ابو یوسف کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ نجاست کھاتا ہے۔ امام اعظم صاحب نے یہ فرمایا کہ وہ نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے اور اگر عقعق اس کوے کی طرح کبھی خالص نجاست کھاتا اور کبھی دانہ تو امام کا یہ قول کہ وہ

نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
لہٰذا اسی عبارت سے تین وجہ سے ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوا ہرگز مراد نہیں ہو
سکتا کیونکہ اول تو کوا ابقع ہے عقعق نہیں اور امام صاحب نے عقعق کو جائز
کہا ہے دوسرے عقعق پر اس کا قیاس ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ بغیر دوسری چیز
ملائے نجاست کھاتا ہے اور عق عق جب تک نجاست کو دوسری شے سے
نہ ملائے نہیں کھاتا. تیسرے عق عق کے جواز کی وجہ تو امام کے نزدیک صرف
یہی تھی کہ وہ خالص نجاست نہیں کھاتا اور یہ کوا خالص نجاست کھاتا ہے لہٰذا
یہ کوا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی حرام ہوا اور ثابت ہو گیا کہ
دیوبندیوں کے اس بہتان سے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دامن
پاک ہے یہ امام پر افترا ہے کہ یہ دیسی کوا امام کے نزدیک جائز ہے.
چونکہ دیوبندی کوا خوری کے ذوق وشوق میں فنا فی الغراب کا مرتبہ
رکھتے ہیں اس لیئے ممکن ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اس فرمان کو نہ مانیں کیونکہ ؎

جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان سے کیا تعجب ہے
کہیں کہ ہم نہیں تقلید کرتے بو حنیفہ کی.

اور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ہی اعتراض کر بیٹھیں کہ نجاست
کو بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے کھانا اور ملا کر کھانے میں کوئی فرق نہیں.
دونوں صورتوں میں نجاست کھانا پایا جاتا ہے لہٰذا عق عق کی طرح یہ دیسی
کوا ابقع بھی حلال ہے. اوّل تو یہ اعتراض کرتے ہی دیوبندیوں کی
حقیقت کا پتہ چل جائے گا کہ امام اعظم کی تقلید صرف کوا خوری کے لیئے تھی
جب امام صاحب نے کوے کو حرام بتایا تو تقلید رخصت. دوسرے اگر
تقلید چھوڑ کر اور امام سے رشتہ جوڑ کر کوا خوری کے لیئے دونوں صورتوں

کو ایک کریں تب بھی بنظر خیر خواہی ہم وجہ فرق بتائے دیتے ہیں کہ بغیر کسی چیز کے ملائے خالص نجاست کی طرف اسی کی رغبت و میلان ہوسکتا ہے جس کی طبیعت میں خباثت اور جبلت میں فسق ہو لہٰذا وہ خبائث و فواسق میں داخل ہوگا اور بحکم قرآن و حدیث حرام ہوگا اور جو پرند خالص نجاست سے نفرت کرے اگرچہ مٹی وغیرہ میں ملا کر کھائے ظاہر ہے کہ اس کی طبیعت میں خباثت و فسق نہیں لہٰذا وہ خبائث و فواسق میں داخل نہیں اس لیے حلال ہے بفضلہ تعالےٰ دیوبندی استدلال کا تو خاتمہ ہوگیا اس کی عیاری و مکاری ظاہر ہوگئی اب میں اس دیسی کوّے کی حرمت پر فقہ حنفی کے جزیہ اور قرآن و حدیث کے کلیات سے دلائل قائم کرتا ہوں وھو المعین مگر ذرا کوا خوروں سے ایک بات پوچھ لوں وہ یہ کہ نیچے سے اوپر تک دیوبندی رہبر کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب سے لے کر گنگوہی صاحب تک سارا دیوبندی کنبہ پہلے یہ بتائے کہ جب فقہ متون تک میں اس دیسی کوّے کی حرمت مذکور یہ جزیہ موجود تو جزیہ چھوڑ کر کلیات استدلال کیوں کیا۔ کیا مقلدوں کا یہی شیوہ ہے حنفی ایسے ہی ہوتے ہیں کنز میں ہے۔ لا الابقع الذی یاکل الجیف یعنی ابقع جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے اس کی شرح فتح المعین میں ہے وھو الذی فیہ سواد و بیاض ابقع وہ ہے جس میں کچھ سیاہی و سفیدی ہو جب صاحب کنز نے غراب ابقع کو حرام فرمایا اور شارح نے ابقع کی تفسیر کر کے تعین کر دی کہ ابقع وہ ہے جس میں سیاہی و سفیدی ہو تو اب اس دیسی کوّے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا اسی عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ اہل اللہ صاحب نے کیا ہے جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں اس میں مذکور ہے۔ و مراد از ابقع زاغ متعارف ست کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازویش سفید می باشد۔ یعنی ابقع سے

مراد یہ مشہور کوّا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے اسی عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندیوں کے پیر مغاں مولوی محمد احسن صاحب نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو کوّا ابلق کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوّا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ جب فقہ میں بصراحت جزیہ موجود رنگ تک کی تعیین موجود عربی فارسی اردو عبارات میں اس دیسی کوّے کی حرمت مصرح ہے۔ تو اس جزیہ سے آنکھ بند کر کے ان تصریحات سے منہ پھیر کے کوّا خوری کے شوق میں وہ بلند پر دازی کہ کلیات سے استدلال آخر کیا وجہ ہے صرف عوام کالانعام کو دھوکہ ہی تو دینا ہے کوّا کھانا اور کھلانا ہی تو ہے اور وہ بھی حنفی بن کر سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال حنفیت اور دیوبندیت کا منہ۔ کوّا خوری سے حنفیت کو بدنام کرتے ہیں حنفیت کے پردہ میں وہابیت کی اشاعت کرتے ہیں۔

ناظرین کرام فقہ کا جزیہ تو آپ نے دیکھا۔ جس میں اس دیسی کوّے کی حرمت مصرح موجود ذرا کلیات کا بھی جلوہ دیکھیے کوّا خوروں کی نظر خیرہ نہ ہو جائے تو میرا ذمہ۔

اس دیسی کوّے کی حرمت پر قرآن وحدیث سے دلائل

پہلی دلیل۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے ویحرم علیهم الخبائث اور وہ نبی جو اپنی امت پر خبیث چیزیں حرام کرے گا لہٰذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت اور یہ کوّا خبیث ہے لہٰذا شکل اوّل سے نتیجہ نکلا کہ یہ کوّا حرام ہے کبرے کا ثبوت تو آیت سے قطعی ہے اس کا تو انکار کرتے ہی فوراً دیوبندی ہو جائے گا لہٰذا وہ تو مسلم محقق ہے البتہ صغریٰ کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے

وہوا ہذا۔ اس کوّے کو چونکہ طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے ہر بھلا آدمی اگرچہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ علانیہ کھاتے) اور یہ نفرت شرعاً خبث ہے اور موجب حرمت ہے۔

اشعت اللمعات شریف میں ص۲۵۳ پر ہے و مراد بخبث آنچہ پلید داند طبع سلیم ضد طیب و مختار یں ہے۔ والخبیث ما تستخبثہ الطبائع السلیمۃ خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت وگھن کریں اس مشہور کوّے کی طرف زمانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آج تک کسی سلیم الطبع شخص نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کوّا خبیث ہے اور آیت کریمہ ویحرم علیہم الخبائث میں داخل ہے لہٰذا آیت کریمہ سے اس کوّے کی حرمت ثابت ہے اسی لیئے ایمان والوں نے اس کی طرف کبھی رغبت نہ کی۔ اس کی طرف رغبت ہوئی تو جناب گنگوہی صاحب اور ان کی ذریت غرابیہ کی اور کیوں نہ ہو۔ الخبیثات للخبیثین کا تقاضا ہی یہ ہے۔ ؎

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث

یہی ہے وجہ جو کوّا پسند فرمایا۔

دوسری دلیل۔ یہ کوّا چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی ہے اس لیئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لیئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لیئے شکار حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جانور ہیں یہ کوّا بھی موذی ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت انی لاعجب من یاکل الغراب وقد اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتلہ للمحرم وسماہ فاسقاً وواللہ ماھو من الطیبات	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے بڑا عجب ہے اس شخص پر جو کوّا کھاتا ہے حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے محرم کے لیئے اس کے قتل کی اجازت دی اور اس کا نام فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں۔

ام المومنین کی دوسری حدیث جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے

عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع والفارۃ والکلب العقور والحدیۃ متفق علیہ مشکوٰۃ ص۲۳۶	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور فاسق ہیں حل اور حرم ہر جگہ قتل کیئے جائیں۔ سانپ اور غراب ابقع (دیسی کوّا) اور چوہا اور کٹکھنا کتا اور چیل۔

تیسری حدیث عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال خمس لاجناح علی من قتلھن فی الحرم والاحرام الفارۃ والغراب والحداۃ والعقرب والکلب العقور متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص۲۳۶	ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے پانچ جانور ہیں کوئی حرج نہیں اس شخص پر جو ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرے چوہا اور کوّا اور چیل اور بچھو اور کٹکھنا کتا۔

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کوّا موذی اور فاسق جانور ہے اس کا وہی حکم ہے جو سانپ بچھو چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا سانپ بچھو

وغیرہ کھانا حرام کوا کھانا بھی حرام مسلمان تو حدیث کے اس حکم کو بسروچشم قبول کریں گے مگر دیوبندی کوا خور بڑے اچھل کر کہیں گے کہ واہ حدیث میں یہ دیسی کوا مراد نہیں۔ یہ دانہ بھی کھاتا ہے بلکہ وہ کوا مراد ہے جو صرف نجاست کھاتا ہے لہٰذا ان کی دہن دوزی کے لیئے اس پردہ بربان قائم کر دوں کہ کوا خوروں کی کائیں کائیں بھی بند ہو جائے۔ اچھلنا تو کجا۔ ہدایہ میں اسی معنی کی حدیث ذکر کر کے غراب کی تعیین فرمائی۔ کہ صرف نجاست خور مردار نہیں بلکہ وہی کوا مردار ہے جو کبھی نجاست کھاتا اور کبھی دانہ وغیرہ کھاتا ہے فرمایا والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف ویخلط لانه یبدی بالاذیٰ واما العقعق غیر مستثنیٰ لانه لایسمیٰ غرابا۔ ہدایہ اولین ص۲۶۲

یعنی حدیث خمس من الفواسق میں غراب سے مراد وہ کوا ہے جو مردار کھاتا ہے اور خلط کرتا ہے یعنی دانہ وغیرہ بھی کھاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایذارسانی کی ابتدا کرتا ہے لیکن عق عق کا استثنا نہیں وہ قتل نہ کیا جائیگا کیونکہ اس کو مطلقاً غراب نہیں کہا جاتا ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے قوله و یخلط ای یخلط الحب بالنجس معناه یاکل النجس تارة والحب اخریٰ یعنی صاحب ہدایہ کے قول ویخلط کے معنی یہ ہیں کہ کبھی دانہ کھاتا ہے لہٰذا حسب تصریح صاحب ہدایہ و صاحب بنایہ حدیث میں یہی دیسی کوا مراد ہوا یہی فاسق اور موذی ہوا اسی کے قتل کے لیئے حرم اور حالتِ احرام میں حکم دیا اس کا وہی حکم ہوا جو سانپ بچھو چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح وہ حرام یہ کوا بھی حرام اس کو نہیں کھائے گا مگر فاسق موذی دیوبندی اٹکل پچو شکاری شوربہ کا عادی۔ ؎

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربا ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

اور وہ بھی معروفہ بحمدہ تعالےٰ آیات و احادیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ سے اس کوّے کی حرمت ثابت ہوئی فقہ کا جزیہ اس کی حرمت پر پہلے گزرا باوجود اس کے پھر بھی دیوبندی کوّا خوری سے باز نہ آئیں تو انہیں اختیار ہے مگر ہاں اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ یا تو کوّا کھانا چھوڑ دیں یا اپنے کو حنفی کہنا چھوڑ دیں کوّا خوری کی حنفیت سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام نہ کریں اس خبیث فاسق موذی کوّے کی حلت کی نسبت اس پاک طینت نیک سیرت صاحب بصیرت امام برحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف کرنا جو بدشکل مچھلی بھی نہ پسند کریں کتنی بڑی کوڑ باطنی و بدطینتی ہے۔

دیوبندیو! اس نجس حرام گندی گھناؤنی چیز سے امام اعظم کے دامن پاک کو آلودہ کرتے ہو خبردار اس امام برحق کا دامن ایسی خباثتوں سے پاک ہے جس کی طہارت پر کیسے دلائل قائم کر دیئے تمہارے استدلال کوّا خوری کی دھجیاں اڑا دیں ثابت کر دیا کہ تم فقہا کی عبارتیں نقل کر کے امام کو بدنام کرتے ہو عوام کو دھوکہ دیتے ہو لہٰذا توبہ کرو اس مکاری کیادی سے باز آؤ۔ اخیر میں دیوبندی رہبر نے کچھ اور چالبازی کی ہے کہتے ہیں

علاوہ ازیں معترض صاحب آپ کی یہ کتنی بڑی شرمناک خیانت ہے کہ آپ نے غراب کی حلت کو صرف علماً دیو بند کی جانب منسوب کر دیا حالانکہ علماء کان پور مولانا احمد حسن صاحب علماء رامپور مفتی سعداللہ صاحب وغیرہ صدہا علماء حنفیہ نے اس کی حلت کا فتوےٰ دیا ہے ملاحظہ ہو۔ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب۔ مقامع الحدید ملخصاً ص ۵۰۔

جی ہاں ہم نے دیوبندیوں کا فصل الخطاب خوب دیکھا ہے اس میں بڑی بڑی چالبازیاں کی گئی ہیں فتووں اور مفتیوں کے خوب جوڑ توڑ

کیئے ہیں کسی کا فتوٰے کسی کے ساتھ ملایا ہے عبارتیں بدلی ہیں. فتوٰے میں کچھ ہیں کتاب میں کچھ نقل کی ہیں اپنا مطلب الٹا سیدھا بنالیا ہے. اسی زمانہ میں علمائے اہلِ سنت نے ان بددیانتوں کو ظاہر کرکے رد کر دیا ہے جس کے جواب کی آج تک دیوبندیوں کو ہمت نہ ہوئی اگر اب بھی ہمت ہو تو جن علمآ اہل سنت کے نام فتوے میں درج کئے ہیں ان کی مہری دستخطی تحریر سے ثابت کرو کہ انہوں نے اس دیسی کوّے کی حلت کا فتوٰے دیا ہے ورنہ یاد رکھو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا.

دیوبندیوں کے نزدیک تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے.

۔۱۲۔ علمآ دیوبند کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور باعثِ ثواب ہے.

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں اس کا (تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے. فتاوٰے رشیدیہ حصہ سوم صنہ۵۰.

اس پر المصباح الجدید کا پہلا مواخذہ یہ ہے کہ جب تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہوا تو جس نے نہ رکھی نہ پڑھی. وہ اسلام سے خارج ہوا تو لازم آیا کہ تقویۃ الایمان سے پہلے مع اسکے مصنف مولوی اسمٰعیل کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کے بعد بھی جس کے پاس تقویۃ الایمان نہ ہو یا نہ پڑھے وہ مسلمان نہ ہوا اس معیار سے دورِ حاضرہ ہی میں باوجودیکہ وہابی دیوبندی لاکھوں تقویۃ الایمان مفت تقسیم کرا رہے ہیں مگر کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان

اسلام سے خارج ہو گئے۔

دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ اس گنگوہی فتوے کی رو سے لازم آیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ہے اس لیئے کہ قرآن مجید پر ایمان لانا بے شک مسلمانوں کے لیئے ضروری ہے مگر قرآن مجید کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں اور تقویت الایمان رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔

ان مواخذوں کا جواب تو دیوبندی رہبر سے نہ ہوسکا جو کچھ کہا اس کا خلاصہ تقویت الایمان کی تعریف، گنگوہی جی کی منقبت اور دیوبندی تہذیب کے مطابق علمائے اہلِ سنت کو گالیاں دینا ہے۔ رہبر صاحب فرماتے ہیں۔

کیونکہ تقویت الایمان کے تمام استدلالات قرآن وحدیث سے ہیں اس لیئے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ معترض نے ازراہِ خیانت صرف خط کشیدہ عبارت نقل کی ہے پوری عبارت نقل نہیں کی ورنہ ناظرین اسی سے جواب سمجھ لیتے پوری عبارت یہ ہے کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا۔
مقامع الحدید ملخصاً ص۵۱

دیوبندیو! دیانت کے نادارو، ذرا ہوش سنبھال کر بتاؤ تو اس خط کشیدہ عبارت کو ماقبل سے وہ کون سا تعلق ہے کہ صرف اس کو ذکر کرنے سے وہ حکم بدل گیا جو گنگوہی جی نے تقویت الایمان کے لیئے دیا ہے اور پوری عبارت نقل کر دینے سے المصباح الجدید کے

مواخذوں کا جواب کیسے ہوگیا واقعی الحیاء شعبة من الایمان حق ہے
کیا پوری عبارت ذکر کر دینے سے تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل
کرنا عین اسلام نہ رہا. پوری عبارت میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے یہ
ثابت ہوا. جب نہیں تو صرف خط کشیدہ عبارت کا ذکر خیانت کیسے ہوا اور
اعتراض کا جواب کس طرح ہوگیا. اعتراض کو وضاحت سے سمجھنے کے لیئے
یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی مجموعہ کا وجود جبھی ہوتا ہے کہ جب اس کے
تمام اجزا موجود ہوں اگر ایک جز بھی نہ پایا گیا تو مجموعہ کا وجود محال ہے
عین شئے کا جو حکم ہے وہی شئے کا حکم ہے عین شئے سے شئے کا وجود اور
اس کے عدم سے شئے کا عدم ہوتا ہے.

اب ذرا غور سے سنو اعتراض یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا
رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں کو عین اسلام بتایا. تو دو ہی صورتیں ہیں یا
تو تینوں کا مجموعہ عین اسلام ہے یا ہر ایک مستقل عین اسلام ہے پہلی صورت
میں رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں جمع ہو کر متحقق ہوئے تو اسلام پایا گیا.
یعنی جس نے تقویت الایمان کو رکھا بھی پڑھا بھی عمل بھی کیا وہ مسلمان ہوا اور
اگر تینوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا گیا تو اسلام نہ پایا گیا مثلاً کسی نے
تقویت الایمان پر عمل تو کیا مگر رکھا اور پڑھا نہیں تو مسلمان نہ ہوا یا عمل کیا اور
رکھا بھی مگر پڑھا نہیں تب بھی مسلمان نہ ہوا. یا رکھا اور پڑھا لیکن عمل نہ کیا.
تب بھی مسلمان نہ ہوا.

دوسری صورت یعنی رکھنا بھی عین اسلام پڑھنا بھی عین اسلام اور
عمل کرنا بھی عین اسلام. اولاً یہ کہ رکھنا پڑھنا عمل کرنا یہ تین چیزیں ہیں اور
ایک چیز تین چیزوں کی عین کیوں کر ہو سکتی ہے ثانیاً یہ صورت پہلے سے
بھی زیادہ قبیح ہے کیونکہ اس صورت میں جس نے تقویت الایمان کو نہ

رکھا نہ پڑھا نہ عمل کیا وہ مسلمان نہیں اور جس نے رکھا اور پڑھا اور عمل کیا وہ مسلمان اور جس نے صرف عمل کیا مگر نہ رکھا اور نہ پڑھا وہ مسلمان بھی ہے اور کافر بھی کیونکہ تقویت الایمان پر عمل کرنا عین ایمان تھا وہ پایا گیا لہٰذا مومن ہوا اور رکھنا اور پڑھنا جو عین اسلام تھا وہ نہ پایا گیا لہٰذا اسلام نہ پایا گیا جب اسلام نہیں تو ایمان نہیں کیونکہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں شرح عقائد میں ہے الایمان والاسلام واحد جب ایمان نہیں تو کفر ہوا لہٰذا ایک شخص کافر بھی ہوا اور مسلمان بھی اسی طرح جس نے عمل کیا اور رکھا بھی لیکن پڑھا نہیں وہ بھی کافر اور مسلمان دونوں ہوا یوں ہی جس نے عمل کیا اور پڑھا بھی لیکن رکھا نہیں وہ بھی کافر ہوا اور مسلمان بھی۔ دیکھا یہ ہے گنگوہی فتوے کی بہار کہ جس کی تعداد بیرون از شمار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہابیت اور دیوبندیت پر کفر عاشق ہو گیا ہے۔

دیوبندیو! اس گنگوہی معیار سے ذرا مسلمانوں کو جانچو تو اپنی دیوبندی برادری ہی کو پرکھو اگر پانچ فیصدی بھی مسلمان ثابت ہو جائیں تو ہم سے کہنا۔

دیوبندیو! ذرا تو خدا لگتی کہہ دو کیا پوری عبارت نقل کرنے سے اس اعتراض کا جواب ہو گیا کیا اتنا کہہ دینے سے کہ اسکے استدلال کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں بہت عمدہ کتاب ہے اعتراض نہیں پڑیگا اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی کی نبوت بھی تمہارے نزدیک ثابت ہو جائے گی اس کی کسی کتاب پر تمہارے نزدیک کوئی اعتراض نہیں پڑیگا کیونکہ قادیانی کہتے ہیں کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں بس پھر کیا ہے دیوبندی مرزا کا کلمہ پڑھیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق تو دیوبندیوں کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں بلکہ اس پر ایمان لانا عین اسلام ہے اور تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہوا تو ہر صورت میں تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے بڑھ گیا۔

سارے دیوبندی مولوی بتائیں کیا پوری عبارت نقل کر دینے سے یہ اعتراض ساقط ہو گیا یا اس عبارت سے اس کا جواب ہو گیا۔ ہوا تو کس لفظ سے۔ نہیں تو دیوبندی رہبر کا اس کو جہالت و بطالت پر مہر تصدیق بتانا کیا اپنی جہالت و بطالت وحماقت وشیطنت کا اقرار کرنا نہیں اور اپنی خباثت باطنی و بدطینی و کور بختی کا ثبوت دینا نہیں کہو، ہے اور ضرور ہے۔ گنگوہی صاحب نے فتوے میں اور دیوبندی رہبر نے جواب میں تقویۃ الایمان کی بڑی تعریفیں کیں۔ اس کے استدلال بالکل قرآن و حدیث سے بتائے۔ توحید کو اس کے مضامین کی روح بتایا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا بطور مشتے نمونہ از خروارے تقویۃ الایمان کی ذرا جھلک دکھا دوں تاکہ اس کے استدلال اور دیوبندی توحید کی حقیقت معلوم اور پتہ چل جائے کہ تقویۃ الایمان قرآن و حدیث کا رد ہے اور شرک و کفر کا سیلاب ہے صرف تین نمونے ملاحظہ ہوں۔

نمونہ ۱۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے فرمایا وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العٰلمون۔ ترجمہ ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ تقویت الایمان میں غیر مقلدی اور دین میں آزادی کا دروازہ کھولنے کے لیئے اس آیت کا رد کیا اور قرآن مجید سے جنگ کی اور کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید

سمجھنے کے لیئے ہرگز علم درکار نہیں. دیکھو تقویت الایمان صـ ۳ .
عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے. سو یہ بات بہت غلط ہے. انتہی ملخصا، کمال یہ کہ اپنے گڑھے مطلب پر دلیل لائے اس آیت سے ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول انہیں سے پڑھتا ہے. ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی باتیں.

کیوں دیوبندیو تقویت الایمان پر ایمان لانے والو بتاؤ تو جب قرآن سمجھنے کے لیئے علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی. کیا خوب نعوذ باللہ تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج تھے. یہی تمہارا ایمان ہے.

نمونہ ۲ تقویت الایمان صـ ۱۰ روزی کی کشایش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے انتہی ملخصا

کس بے دردی سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیئے جبروتی حکم لگایا کہ پھر خواہ یوں سمجھے خواہ یوں کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے غور کرو جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا

تو اس ناپاک ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود مولوی اسماعیل تک کوئی بھی تو اس حکم شرک سے نہ بچا یہ ہے تقویت الایمانی توحید جس کا اچھل اچھل کر دیوبندی خطبہ پڑھتے ہیں۔ دیوبندیو یہ توحید ہے یا شرک کا سیلاب یہ تمہارا ایمان ہے یا کفر کی مشین اور پڑھو دیوبندی مرثیہ۔ ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

ان اشعار کو پڑھتے جاؤ اور اپنے عین اسلام سے اپنا حکم پوچھتے جاؤ۔ تقویت الایمان کے اس مضمون کو نظر میں رکھتے ہوئے اللہ کی دی ہوئی قدریں قرآن مجید سے سنو آیت ۱ اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ترجمہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے آیت ۲ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ۔ ترجمہ اے عیسیٰ تو تندرست کرتا ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔ دیکھا قرآن مجید میں یہ تقویت الایمانی شرک ہے اور میرے حکم سے کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نہ بچائے گا کیونکہ تندرست کر دینے کی اللہ ہی کے حکم سے سمجھے جب بھی تقویت الایمانی حکم سے شرک ہے آیت ۳ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللہِ ترجمہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مردے

جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے تقویت الایمانی حکم سے معاذ اللہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا شرک ہوا۔ دیکھا دیوبندی رہبریہ ہے تقویت الایمانی استدلال ایک ایک استدلال میں سینکڑوں آیتوں اور حدیثوں کا ردو ابطال ہے انبیاء رسول وملائکہ اور تمام مومنین ان آیتوں میں انبیا علیہم السلام کے لیئے اللہ کی دی ہوئی تصرف کی قدرت مانتے ہیں۔ تقویۃ الایمانی حکم سے جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا۔ تو تمام انبیا و رسول فرشتے مومنین خود اللہ عزوجل بھی شرک سے نہ بچا دیکھا یہ شرک کا سیلاب ہے جو طغیانی میں طوفان نوح سے بھی بڑھ گیا۔

نمونہ ۳۔ دیوبندی مولوی تقویت الایمان کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے کو عین اسلام اس لیئے کہتے ہیں کہ تقویت الایمان نے اسکے ماننے والوں کو آزادی کے ساتھ گناہ کرنے کی ترغیب دی ہے ملاحظہ ہو

سو یہ جان لینا چاہیئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرسکتی۔ فاسق مؤحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ تقویت الایمان ص۲۳، ۲۴۔

دیوبندی مذہب میں صرف تقویت الایمان کے ماننے والوں کا ہی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہوا تو اسمٰعیلی حکم سے ان کا گناہ وہ کام کریگا کہ دوسروں کی عبادت نہیں کرسکتی لہٰذا دیوبندیوں کو ترغیب ہوئی کہ اب کیا ہے توحید تمہاری کامل ہوہی گئی اب خوب دل کھول کر گناہ کرو چوری، زناخوری، شراب خوری، اغلام بازی وغیرہ جو چاہو کرو اور جب کوئی سنی ہدایت کرے ڈانٹ کر کہہ دو یہ ہمارا ایمانی مسئلہ ہے کہ ہمارا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ تمہاری عبادت نہیں کرسکتی یعنی ہمارے ان تمام گناہوں پر وہ ثواب مرتب ہوتے ہیں کہ تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ

پر ہرگز نہیں ہو سکتے یہ ہے دیوبندیوں کا عین اسلام۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

محبوبان بارگاہِ الٰہی کو گالیاں دینا کفار و مرتدین کا پرانا طریقہ ہے دیوبندی رہبر نے اس مقام پر اپنے اسی ابلیسی ورثہ کے ماتحت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قاطع شر نجدیت قامع فتن دیوبندیت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے کہا۔

اس بدنصیب کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو اپنے وصیت نامہ میں لکھتا ہے۔ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ غضب خدا کا سب سے اہم فرض بنایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی کتابوں سے ظاہر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاں صاحب کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں۔ مقامع الحدید ص ۵۲۔

گالیوں کی شکایت تو دیوبندیوں سے کیا کی جائے۔ یہ بدنصیب بددین مغضوب علیہم کے صحیح مصداق ہیں یہ تو اعلیٰحضرت سے کیا ان کے آقا و مولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ان کی شانِ پاک میں گستاخیاں کرنے کے عادی ہیں یہ تو ان کی روحانی غذا ہے مگر سارے دیوبندی یہ بتائیں کہ تمہارے رہبر کا یہ قول کہ جو قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں یہ وصایا شریف کے کس لفظ کا مطلب ہے۔ کیا دیوبندی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو اپنی کتابیں نہیں کہتے کیا تھانوی گنگوہی، نانوتوی صاحبان نے جتنی کتابیں لکھی ہیں ان کو دیوبندی خدا کی کتابیں کہتے ہیں کیا فتاوے امدادیہ و اشرفیہ و براہین قاطعہ فتاوے رشیدیہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ ہیں

سارے دیوبندی یہ کہتے ہیں فتاوٰے امدادیہ اشرفیہ تھانوی صاحب کی کتاب ہے براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کی فتاوٰے رشیدیہ گنگوہی جی کی ہے اس لیۓ تھانوی اور گنگوہی صاحبان نے اپنی طرف نسبت کرتے ہوۓ فتاوٰے اشرفیہ و فتاوٰے رشیدیہ نام لکھا ہے۔

لہٰذا یہ بتائیں کہ ان کتابوں سے جو ظاہر ہے وہ تھانوی انبیٹھی گنگوہی صاحب کا دین و مذہب ہے یا نہیں اگر نہیں تو اپنے مذہب و دین کے خلاف کتابیں لکھ کر مخلوق کو کیوں گمراہ کیا۔ اور اگر ہے تو اس مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو بتاؤ کہ دین و مذہب سے زیادہ تمہارے نزدیک وہ کون سا فرض ہے اور اگر اس پر مضبوطی سے قائم رہنا فرض ہے تو غضب خدا کا تھانوی نانوتوی گنگوہی تمام دیوبندی ملّوں نے سب سے اہم فرض بتایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی ان کتابوں سے ظاہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تھانوی وغیرہ کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کا نہیں دیکھا دیوبندیو یہ تمہارے ہی رہبر کا اعتراض ہے اس کا جواب تم پر لازم ہے بددینو عقل کے دشمنو دین کے نادارو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف قرآن و حدیث کے وہ صحیح اور سچے احکام و ارشادات ہیں جو بددینوں شرک فروشوں کی قطع برید سے پاک ہیں تمہارے تقویت الایمان کی طرح نہیں کہ آیت و حدیث لکھ کر فساد کی ف جوڑ کر شرک و کفر کی توپیں و مشین لگادیں۔ اعلیٰحضرت کی کتابوں میں دین حق و صراط مستقیم ہے اس لیۓ یقیناً ہر فرض سے اہم فرض ان پر قائم رہنا ہے۔ قرآن و حدیث ہی کا نام لے لے کر تو قادیانی۔ رافضی نیچری۔ وہابی۔ دیوبندی گمراہ کر رہے ہیں۔

اسس پرفتن زمانہ میں عوام کو ان مکاروں کے مکروکید سے بچانے والی صرف اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتابیں ہی ہیں اس لیئے وصیت فرمائی کہ اس دین حق صراط مستقیم پر قائم رہو تو مکاروں کے مکر غداروں کے غدر سے محفوظ رہوگے اور قرآن وحدیث پر صحیح عمل کرسکوگے۔ اللھم ثبت اقدامنا علیٰ مذھب اھل السنتہ والجماعۃ۔

گنگوہی صاحب کے نزدیک وہابی کا مطلب دیندار اور متبع سنت تھا

۲۲۔ علمأ دیوبند نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں جو عقائد نجدیوں وہابیوں کے ہیں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے فرقہ وہابیہ کے دیندار اور متبع سنت ہونے کا فتوے دیا ہے انکے عقائد کو اہل سنت وجماعت کے مطابق بتایا ہے۔ فتاوئے رشیدیہ کا چوتھا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

چوتھے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان مذہب والوں کے مطابق سنت والجماعت کے ہیں یا مخالف، کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔ فتاوئے رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰۔

گنگوہی صاحب کا جواب (۴) اس وقت اوران اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ فتادیٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۱۔

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ پھر وہابی کہنے سے دیوبندی چڑتے کیوں ہیں کیا دیندار و متبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے اس کے جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علمأ دیوبند بڑے پکے حنفی ہیں ان کو وہابی کہنا بدعتیوں کا شعار ہے اور دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھلائے کہا کہ یہ آپ کی مجنونانہ بڑھے (پھر جو دورہ شروع ہوا تو خوب

ناچے کودے خوب ڈھولک ستار بجایا جب ذرا ہوش آیا تو کہا کہ آپ لوگ رضاخانی کہنے سے کیوں چڑتے ہیں. مقامع الحدید ملخصاً ص ۵۲، ۵۳

علماء دیوبند کا پکا حنفی ہونا نمبر ۲۰ میں نہایت تفصیل سے گزرا ثابت ہوگیا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کو بدنام کر کے عوام کو نفرت دلاتے ہیں اور کوا کھانے کے حنفی ہیں، لہٰذا دیوبندیوں کی حنفیت کے متعلق یہاں بحث کی ضرورت نہیں. رہبر صاحب کی ان حرکتوں سے ظاہر ہوگیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اعتراض کے جواب دینے کے یہی معنی ہیں کہ خوب بدتہذیبی اور نقالی کی جائے. مگر اس کو کوئی عاقل جواب نہیں کہے گا البتہ یہ تمہاری مجنونانہ بڑ اور دیوانگی کی اڑ اور پاگل پنے کی جڑ ہے جس کو جواب سے کوئی تعلق نہیں یہ تمہارے عجز کی دلیل ہے

فتاوئے رشیدیہ کے سوال وجواب کو آنکھ کھول کر دیکھو سوال یہ ہے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول ان کے عقائد کیسے ہیں اس کے جواب میں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں. اس وقت اوران اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں، وہابی مذہب اور فرقہ وہابیہ کو متبع سنت اور دیندار کہا ہے یہ نہیں کہا کہ وہابی کوئی مذہب نہیں. کوئی فرقہ نہیں بلکہ بدعتیوں کا شعار ہے کہ متبع سنت و دیندار کو چڑانے کے لیۓ وہابی کہتے ہیں یہ بھی نہیں کہا کہ وہابی ایک فرقہ نجدیہ ہے جس کے عقائد خبیثہ خلاف اسلام وخلاف مذہب اہل سنت ہیں کہتے کیسے اس وہابی نجدی خبیث کی تو گنگوہی صاحب نے خوب تعریف کی ہے اچھا آدمی شرک و بدعت سے روکنے والا بتایا ہے.

ص ۲۳ میں مذکور ہے شرک و بدعت سے روکنے والا ہی تو متبع سنت اور دیندار ہوتا ہے لہٰذا یہ سوال وجواب دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب

ان کے متبعین تمام دیوبندی فرقہ وہابیہ ہیں لہٰذا اب بتاؤ کہ وہابی کہنے سے تم چڑتے کیوں ہو۔ رہا اہلِ سنت کو رضاخانی کہنا یہ تمہارے گرو مولوی عبدالشکور خارجی کی بدعت شنیعہ ہے جس کو دیوبندیوں نے پکڑ کر فریب دہی کا آلہ سمجھ لیا ہے۔ ورنہ اصل میں رضاخانی کوئی مذہب نہیں کوئی فرقہ نہیں پھر اس تعالی سے المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب کیسے ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اپنی مکاری کیادی سے حق پر پردہ ڈالتے تھے۔ مذہب حق اہل سنت وجماعت جس پر صحابہ وتابعین سلف صالحین، اولیاء کاملین قائم رہے اس کو مٹانا چاہتے تھے۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی رشد وہدایت حق وصداقت کا وہ آفتاب چمکا کہ دیوبندیت کی کالی کالی گھٹائیں وہابیت کی سیاہ سیاہ ظلمتیں کافور ہو گئیں جو خوش نصیب تھے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق شور مچانے لگے مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

مہ فشاند نور سگ عوعو کند   ہر کسے با خلقت خود می تند

دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے

۲۳۔ علماءِ دیوبند نجدی وہابی کے ہم عقیدہ ہیں جو نجدی وہابی کے عقیدے ہیں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے اس نجدی وہابی کو اچھا آدمی شرک وبدعت سے روکنے والا عامل بالحدیث کہا ہے ملاحظہ ہو۔

سوال۔ عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب۔ محمد ابن عبدالوہاب لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت وشرک سے

روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم. فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صـ۷۹۔

المصباح الجدید میں اس پر افادہ فرمایا کہ دیوبندی اور نجدی وہابی عقیدہ میں ایک ہیں صرف عمل میں فرق ہے نجدی وہابی اپنے کو حنبلی کہتے تھے۔ دیوبندی اپنے کو حنفی کہتے ہیں فتاوٰے رشیدیہ کا سوال وجواب اس پر دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کے لیۓ جواب دیتے ہیں کہ محمد ابن عبدالوہاب کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے کہا اس کے عقائد اچھے نہیں تھے اور صاحب تفسیر روح المعانی نے کہا کہ وہ حنبلی تھا اس کے خلاف جو مذہبی پروپیگنڈا کیا گیا وہ غلط ہے۔ غرض اس کے متعلق دونوں قسم کے بیان موجود ہیں، مولانا گنگوہی صاحب کو آخر الذکر اطلاعات زیادہ وثوق سے پہنچیں اس لیۓ انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا لیکن مولانا حسین احمد صاحب نے محمد ابن عبدالوہاب اور اس کی جماعت کے خلاف الشہاب الثاقب میں بہت کچھ لکھا ہے الغرض یہ اختلاف اطلاعات کی بنا پر ہے جو ان کو پہنچیں۔ مقامع الحدید ملخصاً صـ۵۳، ۵۴۔

ناظرین کرام غور فرمائیں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدیوں وہابیوں کے متعلق فرمایا۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون ومن خالف اعتقادھم ھم المشرکون

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین ہیں، جنہوں نے نجد سے خروج کیا اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر ظالمانہ قبضہ کیا۔ وہ مذہب حنبلی کا حیلہ کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان

فاستباحوا بذلك قتل اهل السنته وقتل علماءهم حتی کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم وظفر هم عساکر المسلمین عام ثلث ومائتین والف انتهیٰ .

ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں پس اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہلسنت کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر ۱۲۰۳ھ میں فتح دی ۔

مسلمانو. خبردار ہوجاؤ یہ ہیں نجدیوں کے عقیدے ساری دنیا کے مسلمان ان کی نظر میں مشرک ہیں اہل سنت و علمائے اہل سنت کے قتل کو جائز جانتے ہیں ۔

رہبر صاحب آنجہانی نے صاحب روح المعانی کی وہ عبارت کیوں نہیں نقل کی جس میں انہوں نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو غلط بتایا ہے اور بقول تمہارے گنگوہی صاحب کی طرح نجدی کی تعریف کی ہے ۔

نجدی پرستو ، شرم نہیں آتی اپنی بد دینی بدعقیدگی کی اشاعت کے لئے علماء پر افترا کرتے ہو بتاؤ تو وہ کون کون سے باوثوق ذرائع ہیں جن کے واسطہ سے گنگوہی صاحب کو نجدیوں کی خوش عقیدگی کا علم ہوا وہی ذریعہ ہے کہ اس نجدی خبیث نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے گندے عقائد ظاہر کئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اسی کا ترجمہ مولوی اسماعیل دہلوی نے دیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس میں بھی مسلمانوں پر کفر و شرک کی وہ بارش کی کہ سب کو کافر و مشرک بنا دیا تھی

تک کو مشرک لکھ دیا جس کی تفصیل ص۲۱ میں گزری اسی کے رکھنے اور پڑھنے اور عمل کرنے کو گنگوہی جی عین اسلام لکھتے ہیں تو گنگوہی صاحب اپنے ہی قول سے نجدیوں کے ہم عقیدہ ہوئے۔ اور نجدیوں کے انہیں عقیدوں سے متفق ہیں جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گزرے اور پوشیدگی کیا ہے تمام دیوبندی اہل سنت کو بدعتی مشرک کہتے ہیں۔ مشرک کا قتل جائز ہی ہے لہٰذا سب کا وہی عقیدہ ہوا جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی خبیثوں کا عقیدہ بیان کیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی نجدیوں وہابیوں کے ہم عقیدہ ہیں صرف اعمال میں حنفی شافعی کے سا فرق ہے۔ اگر کچھ شبہ ہو تو فتاوے رشیدیہ کا ایک سوال و جواب اور دیکھ لو۔

سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ فتاوے رشیدیہ حصہ اول ص۸۔

اب تو بالکل صاف صاف کہہ دیا کہ دیوبندی اور نجدی دونوں عقائد میں متحد ہیں۔ اعمال میں حنفی شافعی کے سا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی مولوی کفایت اللہ دہلوی اور بہت سے دیوبندی مولویوں کا فتوے گوپا گنج ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہوا ہے جس میں رہبر صاحب کے مربی مولوی شکر اللہ مبارک پوری و مولوی یٰسین مبارک پوری بھی ہیں۔ سب

نے فتوے دیا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ان کے ساتھ شادی بیاہ جائز، ان کو اپنی مسجدوں سے روکنا سخت گناہ ہے یہ چھپا ہوا فتاوٰے ہمارے پاس موجود ہے۔

المصباح الجدید کا منشار یہی ہے کہ مسلمان آگاہ ہو جائیں کہ دیوبندی اور نجدی دونوں وہابی ہیں دونوں کے عقائد ایک ہیں حنفی بن کر سنیوں کو دھوکہ دیتے ہیں سنیوں کو ان سے خبردار رہنا چاہیے رہا مولوی حسین احمد صاحب کا نجدیوں کے خلاف لکھنا یہ ان کی سیاست ہے۔ سنیوں کو پھانسنا چاہتے ہیں۔ دیوبندی اس قسم کے جال بچھایا ہی کرتے ہیں جب دیکھا کہ فتوٰی رشیدیہ وغیرہ کو دیکھ کر لوگ دیوبندیوں کو وہابی سمجھ کر متنفر ہوتے ہیں تو الشہاب الثاقب لکھ دی کہ اسے دیکھ کر پھانس لیں ورنہ کیا تقویۃ الایمان جو نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے مولوی حسین احمد صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں پوچھو تو ذرا لو تو فتوے پھر گنگوہی جی کے خلاف کیسے ہوئے نجدی کے خلاف کیسے ہوئے صرف جال ہی تو بچھایا ہے ورنہ ایک ہی تھیلی کے ہوئے

رہبر صاحب نے گنگوہی جی کی حمایت میں حضرتِ غوث پاک رضی اللہ عنہ پر افترا کیا اور کہا۔

یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت غوث پاک اور دیگر علمآ امت میں حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق ہوا کہ حضرت غوث اعظم نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا۔

اور امام ابن جوزی نے کتاب تلبیس ابلیس میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو کافر تک لکھ دیا اور دوسرے علماء امت آپ کو اکابر اولیا سے مانتے ہیں۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۵۴

رہبر صاحب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کرنا آپ کا بہتان عظیم ہے۔ دامن غوثیت ان خرافات سے پاک ہے حقیقت یہ ہے کہ بددینوں منافقوں نے اپنے باطل کو رواج دینے کے لیے اہل حق کی کتابوں میں دست اندازی کی ہے۔ غنیۃ الطالبین میں بھی خبیثوں نے یہ ناپاک حرکتیں کی ہیں۔ علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰے حدیثیہ میں اس کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں

وایاك ان تغتر ایضا بما وقع فی الغنیته لامام العارفین و قطب الاسلام والمسلمین اللاستاذ عبد القادر الجیلانی فانه دسه علیه فیها من سلینعم الله منه والا فهو بری من ذٰلك (الی قوله) سبحانك هذا بهتان عظیم

ترجمہ۔ خبردار اس سے بھی دھوکہ میں نہ آنا جو واقع ہوا۔ امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین استاذ عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین میں اس لیے کہ یہ مکاری کی چالبازی ہے اس پر جس پر اللہ کا انعام ہے ورنہ وہ اس سے بری ہیں (اس کے بعد تفصیل کرکے فرمایا) پاکی ہے تجھے یہ بہتان عظیم ہے۔

فتاوٰے حدیثیہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ غنیۃ الطالبین میں بعض عبارتیں بد باطن لوگوں نے ملا دی ہیں لہٰذا یہ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی کارروائی ہے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف اس کی نسبت قطعًا غلط ہے کیونکہ غنیۃ الطالبین ہی میں دوسرے مقامات پر حضرت امام کو دیگر ائمہ کے مقابلہ میں امام اعظم لکھا ہے اگر حضرت غوث پاک آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ سے جانتے تو آپ کو امام ہی نہ مانتے چہ جائیکہ دوسرے اماموں پر فضیلت دے کر امام اعظم لکھتے۔

لہٰذا یہ رہبر صاحب کی جہالت ہے کہ اس بہتان اعظم کی نسبت حضرت غوث پاک کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے سنی سنائی باتوں سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا یا درکھوان کی وہ شان ہے کہ دلوں کے خطرات سے واقف ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش
شیخ چوں شیر ست دلہا بیشہ اش

ابن جوزی وغیرہ سے جو غلطیاں ہوئیں انہوں نے اس سے رجوع کیا مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ۔ کیا اس سے دیوبندیوں کے کفریات ایمانیات ہوگئے۔ حسام الحرمین میں بعینہ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ نقل کئے ہیں۔ جن پر مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے چاروں مذہب کے تمام مفتیوں نے کفر کے فتوے دیئے کہ دیوبندیوں نے برسوں کی چالبازی سے عبارتیں بدلیں عقیدے بدلے۔ تقیہ کیئے۔ ہر مسئلہ میں قسمیں کھا کھا کر اہل سنت کے عقائد ظاہر کیئے۔ علماً حرمین کو دھوکہ دے کر التلبیسات لدفع التصدیقات شائع کی جس کا نام المہند رکھا۔ رہبر صاحب ان چالبازیوں سے کفر ایمان نہیں ہوگیا کہ آپ نے بوکھلا کر دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ شروع کردیا کہ امام ابن الجوزی کو بدباطن لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق اس قسم کی اطلاعات پہنچائیں جیسے کہ جھوٹوں کے بادشاہ مجدد التکفیر والبدعات مولوی احمد رضا خاں نے علمار دیوبند کے متعلق علماً حرمین شریفین تک غلط اطلاعات پہنچائیں اور دھوکہ دے کر اپنے کفری فتوے حسام الحرمین کی تصدیق کرائی۔ مقامع الحدید صفحہ ۵۵۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اللہ و رسول کے دین پاک کی حمایت و حفاظت کے لیئے اپنی تصنیفات جلیلہ باہرہ قاہرہ میں

حق وصداقت کے وہ دریا بہائے کہ حق و باطل میں زمین و آسمان بلکہ دن رات کا فرق کر دکھایا۔ دین مصطفےٰ اور عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچانے کے لیئے سینکڑوں کتابیں لکھ کر بد دینوں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر الطامۃ الکبرےٰ اور قیامت صغرےٰ قائم کر دی بیدینوں وہابیوں دیوبندیوں کی شرارت وخباثت کی رگیں کاٹ دیں۔ جڑیں اکھاڑ دیں۔ گورستانِ وہابیت میں سناٹا کر دیا ان کے کفریات اور اللہ ورسول کی شان میں ان کی گستاخیاں ظاہر کر کے مسلمانوں کو ان دین کے دشمنوں ایمان کے ڈاکوؤں سے باخبر کر دیا۔ ان کی تمام مکاری، عیاری، غداری کو مسلمانوں پر ظاہر کر دیا۔ وہابیوں، دیوبندیوں کے کفر پر عرب وعجم علمائے مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ نے فتوے دیئے جس کی تفصیل فتاوےٰ حسام الحرمین شریف میں مذکور ہے۔ جس نے دیوبندیوں کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ بسا بسایا گھر اجاڑ دیا اسی کو روتے چیختے چلاتے ہیں۔ دیانت والصاف ہوتا تو توبہ کرتے۔ اپنے کفریات سے باز آتے مگر بدنصیب اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے سچے مصداق ہیں اس لیئے بجائے توبہ کے بوکھلا بوکھلا کر گالیاں دیتے ہیں، خیر اس وقت تو فمھل الکافرین امھلھم رویدا ہے لیکن یاد رکھو وہ دن آئے گا کہ تم پکار پکار کر کہوگے۔ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا اور کچھ نہ سنی جائے گی اور حکم ہوگا۔ ادخلوا ابْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا فَبِئْسَ مثوی المتکبرین ۔

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی شہید اور جنتی ہیں

۲۴۔ علماء دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی متقی پرہیزگار ولی اللہ وشہید جنتی ہیں۔ فتاوےٰ رشیدیہ میں مولوی رشید احمد صاحب نے

ان کی بڑی لمبی چوڑی تعریف کرکے آیت لکھی ان اولیاءہ الا المتقون ط یونی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسماعیل ولی ہوتے۔ اور بفحوائے حدیث من قاتل فی سبیل اللّٰہ فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ کے وہ جنتی ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ملخصاً ص ۲۹

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ عقیدت اسے کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے مولوی اسماعیل کو ولی شہید جنتی بناڈالا مگر حضرت غوث پاک رضی اللّٰہ عنہ وغیرہ اولیاء کرام کے لیئے کبھی ایسی تکلیف گوارا نہ کی بلکہ ان کی گیارہویں وفاتحہ کو شرک وبدعت کہتے کہتے عمر گزار دی۔

اس پر رہبر صاحب نے دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے کہا بے شک ولائیت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہی ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک شاید وید شاستر منوسمرتی وصایا شریف ملفوظات اعلیحضرت اور رامائن وغیرہ سے ہوتا ہوگا اور کہا کہ آپ شہید دہلوی کی ولائیت وشہادت کے منکر ہیں اس لیئے ہم ان کی ولایت شہادت ثابت کرتے ہیں اگر آپ کا کوئی بھائی حضرت غوث پاک کی ولایت کا منکر ہو کر آئے تو ہم ان کی ولایت بھی ثابت کردیں گے۔ مقامع الحدید ملخصاً ص ۵۶۔

ہاں رہبر صاحب دروغ گورا حافظہ نباشد اسی کو کہتے ہیں۔ نمبر ۲۳ میں آپ ہی کہہ رہے تھے کہ ابن جوزی نے حضرت غوث پاک کو کافر کہا ہے۔ یہاں آپ کو حضرت غوث پاک کی ولایت کا بھی کوئی منکر نہیں ملتا، اور اگر ان کی ولایت ثابت کرنے کے لیئے ہمارا ہی انکار شرط ہے تو اول تو یہ تعلیق بالمحال ہے۔ ہم تو سگ بارگاہ قادری کی وہ قدر کرتے ہیں جو تم سے اپنے شہید دہلوی کی ناممکن ہے۔ دوسرے ہمارے ہی انکار پر

ثابت کرنا صرف ہم سے عداوت کا ثبوت دینا ہوا نہ کہ حضرت غوث پاک سے عقیدت اور ہم مسلمانوں کو یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اپنے گرووں سے تو وہ عقیدت ہے کہ ان کی تعریف میں تمام قرآن پڑھ جائیں ساری حدیث کی کتابیں سنا دیں، مگر محبوبان بارگاہِ الٰہی سے وہ عداوت کہ ان کی فاتحہ تک کو شرک وبدعت بتا بتا کر مسلمانوں کو اس کارِ خیر سے روکیں۔

وید شاستر منوسمرتی رامائن کفار ومشرکین کی گندی کتابیں ہیں مگر تقویۃ الایمان کو عین اسلام ماننے والوں کو ان کتابوں پر اعتراض کا قطعاً حق حاصل نہیں۔ تقویۃ الایمان شرک فروشی میں ان سب سے بڑھی ہوئی ہے جس کی تفصیل ص۱۲ میں گزری۔ رہبر صاحب نے حسبِ عادت یہاں بھی نقالی کی ہے کہتے ہیں

اعلیحضرت فاضل بریلوی نے اپنی ولادت اور وفات کی تاریخیں قرآن کریم سے خود استخراج فرمائی۔ تاریخ ولادت اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدیھم بروح منہ اور تاریخ وفات ویطاف علیھم ۱۳۳۹ بانیۃ من فضۃ واکواب کہیئے ان بڑے میاں کے لیئے کیا حکم ہے۔ دیوبندیو علم کے نادارو۔

قرآن مجید سے عمر وتاریخ کا نکالنا اکابر دین وسلف صالحین سے ثابت ہے تفسیر احمدی شریف میں ہے۔ ولبعضھم عمر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثلاثا وستین من قولہ تعالےٰ فی سورۃ المنافقین ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا یعنی بعض اکابر دین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ سال کی عمر شریف سورۃ منافقوں کی اس آیت سے نکالی ہے ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا۔

اگر دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے عمر وتاریخ نکالنا بدعت

وشرک ہے تو ان کا اکابر دین پر فتوے لگائیں مگر سلف صالحین پر تو حکم لگانا دیوبندیوں کے نزدیک آسان ہے۔ وہ دکھاؤں جس سے ان کا گھری پھنک جائے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم طبع اول کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر یہ آیت شریف تاریخ وفات حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ ہے۔ ہاں ان کی طرف بھی ذرا کفری شین کا رخ اور شرک و بدعت کا حکم۔

یہاں بھی رہبر صاحب نے اپنی دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ کیا۔ مولوی حسین احمد صاحب کی طرح خوب آٹے دال کا وظیفہ پڑھ کر بولے درحقیقت ہمارے اکابر کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے آپ حضرات کی شکم پروری کے دروازے بند کر دیئے۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بتوں کے پجاریوں کو یہی شکایت تھی۔ مقامع الحدید ص۵۔

دیوبندیو ذرا تو غیرت کرو حضرت غوث پاک وغیرہ اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کو شرک و بدعت کہتے ہو۔ مواخذہ پر ایسی لایعنی باتیں بکتے ہو۔ یہی تمہارے دلائل ہیں۔ ایسی ہی خرافات پر تمہارے مذہب کا مدار ہے۔ یاد رکھو امورِ خیر کو شرک و بدعت کہنا واقعی بڑا جرم ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہارے اکابر اس سے بہت زیادہ بڑے بڑے جرموں کے مجرم ہیں انہوں نے دل کھول کر اللہ اور اس کے رسول کو برا کہا ہے۔ ان کی شان پاک میں سخت سخت بدگوئیاں کیں ہیں جن کی برابر کوئی جرم ناممکن ہے۔ وہی تمہارے اکابر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں، پاگلوں کے مثل بتاتے ہیں وہی تمہارے پیشوا ہیں جو خدا کو جھوٹا مانتے ہیں۔ وہی تمہارے مقتدا ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم شیطان لعین کے علم سے گھٹاتے ہیں۔ شیطان کے لیے وسعتِ علم قرآن سے ثابت جانتے ہیں۔ حضور کے لیے اسی کو شرک کہتے ہیں (حوالہ مقدمہ میں گزرا) ایسے گندے عقیدہ والوں کو تم نے اپنے پیشوا بنایا ہے پھر سنی مسلمانوں کو مشرک کہنے کی تم سے کیا شکایت کی جائے۔ مگر یاد رکھو۔
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کی جانب متوجہ ہونا کتنا برا ہے

۲۵ و ۲۶۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف توجہ کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے حضور کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے وہ گدھے والی عبارت یہ ہے جو المصباح الجدید کے ص ۲۵ میں درج ہے۔

صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویداء دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک میکشد۔ صراطِ مستقیم ص ۸۶

ترجمہ۔ پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کیوں کر ان کا خیال تعظیم سے آتا ہے اور دلچسپی ہوتی ہے۔ بخلاف گدھے اور بیل کے خیال کے نہ کہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم غیر کی کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ المصباح الجدید

ص ۱۔ صراطِ مستقیم فارسی مکتبہ فریدیہ سے حاصل کرو۔

کے صفحہ ۲۶ میں اس پر یہ مواخذہ فرمایا ہے کہ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے تو دیوبندیوں کی نماز کیسے ہوگی۔ کیونکہ التحیات میں حضور کو مخاطب کر کے سلام پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی لہٰذا توجہ ضرور ہوگی۔ خیال ضرور آئے گا۔ اب حضور کا خیال یا تو تعظیم سے آئے گا یا تحقیر سے۔ تحقیر سے آیا تو یقیناً کفر ہوا اور اگر تعظیم سے آیا تو مولوی اسماعیل صاحب کے حکم سے شرک ہوا۔ پھر کیسی نماز اور اگر اس کفر و شرک کے خوف سے التحیات ہی چھوڑ دی تب بھی نماز پوری نہ ہوئی۔ کیوں کہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہٰذا مولوی اسماعیل کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہوسکتی۔

دیوبندی رہبر نے دونوں نمبروں کو جمع کر کے جواب کا نام لیا ہے مگر المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب تو قیامت تک سارے دیوبندیوں سے ناممکن ہے۔ رہبر صاحب بیچارے کیا دیتے۔ اس لیئے دیوبندی رہبر کو یہاں مجبوراً تقیہ کرنا پڑا اور کہنا پڑا کہ واقعی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے بغیر نماز کامل نہیں ہوسکتی لیکن ہم عرض کر چکے کہ خیال آنے یا لانے اور صرف ہمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مقامع الحدید ص ۶۰

اتنی صاف و صریح عبارت جس میں حضور کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اور شرک کی طرف کھینچنے والا بتایا۔ اور دیوبندی رہبر نے اس پر المصباح الجدید کا الزام بھی تسلیم کیا اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو توبہ توبہ کرتے۔ مگر حیرت ہے کہ اس پر بھی مولوی اسمٰعیل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ یہ وہی نائی والا قصہ ہے۔ ؎

اک کسی شہر میں کوئی حجام پہنچا ملاقات ججمان سے کر کے بولا
اکہ بی بی تمہاری ہوئیں آج بیوہ میاں تم کو اس غم میں ماتم ہے زیبا

سنا جب انہوں نے بہت روئے پیٹے — کہ افسوس بیوی ہوئی میری بیوہ
تو احباب نے ان کو آ کر بتایا — کہ بیوہ ہوئی کیسے تم تو ہو زندہ!
کہنے لگے قاصد بھی تو معتبر ہے — پھر اسکو میں کس طرح سمجھوں گا جھوٹا

د دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کا اعتبار اس سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ لہٰذا اسی اعتبار کو باقی رکھنے کے لیئے رہبر صاحب دو چالیں چلتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی نہیں صراطِ مستقیم ان کی تصنیف بلکہ ان کے پیر سید احمد صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کے بعض ابواب کو مولوی عبدالحیٔ صاحب نے مرتب کیا ہے بعض کو مولوی اسماعیل صاحب نے یہ معترض کی خیانت ہے۔ کہ بدنام کرنے کے لیئے ان کی طرف نسبت کردی۔ دوسرے اس عبارت میں صرف ہمت کا لفظ تھا جس کا دوسرا نام شغل برزخ و شغل رابطہ ہے خائن معترض نے اس کو خیال آنے سے تعبیر کر دیا۔ مقامع الحدید ملخصاً ۵۷

خیانت میں رہبر صاحب کی محویت از استغراق در خیال گاؤ دخر خود ست سے بھی بڑھ گئی۔ جگہ جگہ خیانت خیانت کرتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ سید احمد صاحب بے چارے کو اتنی استعداد ہی کب تھی کہ وہ علمی مضمون یا تصوف میں کلام کرتے یہ سب کاروائی مولوی اسماعیل صاحب کی ہے صراطِ مستقیم انہیں کی تالیف ہے پیر جی کو تو محض ایک کھلونا اور اپنی اعراض کا آلہ بنالیا تھا وہ بیچارے نہ پڑھے نہ لکھے۔ دانش مندوں کے طریقہ پر تحریر و تقریر تو درکنار بولنا بھی نہ جانتے تھے ان کی بے تکی باتوں کو زمین و آسمان کے قلابے ملا ملا کر مولوی اسمٰعیل صاحب ہی ولایت وکرامت بنایا کرتے تھے۔ اس کا اقرار مولوی اسماعیل صاحب کو ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اگرچہ احسن دادئے در تالیف این کتاب چناں می نمود کہ بطور ریکہ در

تحریر اکثر مضامین این کتاب محض بر ترجمہ آنچہ از زبان ہدایت نشان حضرت ایشاں صدر دریافتہ بود اکتفا کردہ شد در تمامی مضامین ہماں راہ پیمودہ می شد لیکن از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں (سید احمد) بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بنا علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں کلام و تحریر و تقریر مصفیٰ ماندہ صراط مستقیم ص ۴

یعنی اگرچہ افضل وبہتر اس کتاب کی تالیف میں یہی تھا کہ جس طرح اکثر مضامین کا جیسے پیرجی کی زبان سے نکلے محض ترجمہ کر دیا گیا تمام مضامین میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن ان پیرجی (سید احمد) کا نفس عالی اپنی فطرت میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر پیدا ہوا تھا اسی بنا پر علوم مروجہ سے اور دانشمندوں کے طریقہ پر کلام کرنے اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف تھا۔

سبحان اللہ جو شخص اتنا کورا ہے کہ گفتگو ڈھنگ سے نہ کر سکے اس کے ملفوظات لکھے جائیں۔ بس یہی ہوتا تھا کہ پیرجی کی زبان سے کچھ الٹا سیدھا نکلا باقتضائے مریداں می پرانند مولوی اسماعیل صاحب نے ایران توران کی ہانکنا شروع کیں۔ کچھ پہلے ملایا کچھ بعد میں جوڑا یوں بھی کام نہ چلا تو مقدمات کی تمہید کی پھر بھی کسر رہ گئی تو تمثیلات ملائیں مگر پیرجی کے بول کو کرامت بنا کر چھوڑا خود اقرار ہے۔ لہٰذا در بعضے مقامات گونہ از تقدیم و تاخیر دور بعضے قدرے از تمہید مقامات وایراد تمثیلات (الیٰ قولہ) بعمل آوردہ شدہ۔ صراط مستقیم ص ۴ ترجمہ۔ لہٰذا بعض مقامات میں تقدیم و تاخیر اور بعض جگہ کچھ مقامات کی تمہید اور تمثیلات عمل میں لائی گئیں۔

ظاہر بات ہے کہ تقدیم تاخیر سے ہر الٹی بات سیدھی اور ہر سیدھی

الٹی ہو جاتی ہے۔ مقدمات وتمثیلات سے کھوٹی بات کھری بن جاتی ہے یہ ہے مولوی اسماعیل صاحب کے پیر جی کے ملفوظات کی حقیقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب ان کو اچھالنا شروع کیا تو ہر قسم کے آدمی مجلس میں آنے لگے۔ ایک روز بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ پیر جی کو پیشاب کی حاجت ہوئی جب ضبط سے باہر ہونے لگا۔ بے ساختہ زبان سے نکل گیا موتوں گا۔ پیر جی کا اتنا کہنا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے اسے درس معرفت بنا دیا کہ ہمارے پیر صاحب موتوا قبل ان تموتوا کی تعلیم دے رہے ہیں یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یہ ملفوظات ہیں، اسی طرح اڑایا کرتے تھے مولوی عبدالحیٔ صاحب بھی ان کے ساتھی اور اس پر بدن و پرانیدن شریک تھے اسی لیئے مولوی اسماعیل صاحب نے ان کے جمع کردہ مضمون کو بڑی تعظیم وتکریم سے لیا۔ اس کے لفظ لفظ سے اتفاق کیا بلکہ اس کو غیبی والہامی کہا اور اس کو غنیمت بارده شمار کرکے اپنی تحریر کردہ کتاب صراط مستقیم میں شامل کر لیا۔ اس پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی شہادت سنو۔ فرماتے ہیں۔

دو در اثنائے تحریر این کتاب مستطاب اوراقے چند کہ جناب افادت مآب قدر دہ فضلاء زماں زبدۂ علماء دوراں مولانا عبدالحیٔ ادام اللہ برکاتہ کہ درسلک ملازماں آں عالی جناب و باریافتگان حضور آں والاجناب منسلک بودند پارہ از مضامین ہدایت آگیں راکہ از زبان غیب ترجمان حضرت الیشاں شنیدہ دراں اوراق تحریر کردہ بودند فائز گردید پس آں اوراق را غنیمت باردہ فہمیدہ باب ثانی وثالث این کتاب را بران کلام ہدایت التیام بعینہٖ مشتمل ساختہ۔ صراط مستقیم صـ ۲۰۳۔

یعنی اس کتاب صراط مستقیم کے دوران تحریر میں چند ورق جناب مولانا عبدالحیٔ صاحب سے ملے جو پیر جی کے خادم تھے کچھ مضامین

ہدایت سے پُر جو پیرجی سید احمد صاحب کی غیب بیان کرنے والی زبان سے سن کر ان میں لکھے تھے پس ان اوراق کو نہایت عمدہ غنیمت سمجھ کر اس کتاب کا دوسرا و تیسرا باب کر دیا۔ نیز مولوی اسماعیل صاحب نے تحریر کے بعد پوری کتاب پڑھ کر اپنے پیرجی کو سنائی۔ اس کا خود مولوی اسماعیل صاحب کو اقرار ہے۔ فرماتے ہیں۔ مع ہذا ایں ضعیف را ہر پارہ ازیں کتاب بعد از املاء بر سمع مبارک حضرت ایشاں عرض نمودہ، صراط مستقیم ص۴۔ یعنی باوجود اس کے پوری کتاب لکھنے کے بعد اس ضعیف نے ہر ہر حصہ ہر ہر جز اس کتاب کا پیرجی کو سنایا۔ لہٰذا صراطِ مستقیم کی مذکورہ بالا عبارت سے باقرار مولوی اسماعیل صاحب ثابت ہوا کہ صراطِ مستقیم کے مؤلف مولوی اسمٰعیل صاحب ہیں۔ پیرجی کی بے تکی اردو کا فارسی ترجمہ کیا ہے۔ مگر محض ترجمہ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل نے اس میں تقدیم و تاخیر کی ہے۔ اپنے مقدمات و تمہیدات ملائے ہیں۔ مولوی عبدالحیٔ صاحب نے جو چند ورق دیئے ان کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے بغور پڑھا۔ ان کے مضامین کو غیبی مضامین ہدایت کا خزانہ جان کر اپنی کتاب صراط مستقیم میں داخل کر لیا۔ جب اول سے آخر تک تمام کتاب لکھ چکے تو پوری کتاب کو پڑھ کر پیرجی کو سنایا لہٰذا خود اپنے اقرار سے مولوی اسماعیل صاحب پوری صراطِ مستقیم کے مؤلف ہوئے اور پوری کتاب کے تمام مضامین کے ذمہ دار مولوی اسماعیل ہی ہوئے۔

لہٰذا اب دیوبندی بتائیں کہ باب دوم کی اس گدھے بیل والی عبارت کو مولوی اسماعیل کی طرف نسبت کرنا خیانت کیسے ہوا۔ دیوبندیو سنا تم نے اسی عبارت کو تمہارے شہید نے ہدایت کا خزانہ بتایا۔ غیبی مضمون کہا اسی کو غنیمت بار دہ کہا اور بخوشی اپنی صراط مستقیم میں داخل کر لیا۔ اسی کو پڑھ پڑھ کر پیرجی کو سنایا اور تم اپنے شہید کی طرف اس کی نسبت کرنا

بھی خیانت بتاتے ہو۔ اپنے شہید کو بھی جھوٹا بناتے ہو۔ کچھ تو شرماؤ۔ ذرا تو غیرت کرو۔

صرف ہمت کے معنی خیال آنے یا توجہ کرنے کو بھی رہبر صاحب نے خیانت بتا دیا حالانکہ صرف ہمت کے حقیقی معنی ہی توجہ کرنا ہے نیز صراط مستقیم کی کثیر عبارتیں اس معنی پر دلالت کر رہی ہیں۔ کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب نے اس بحث میں وسوسوں کی قسمیں بیان کی ہیں، اسی گدھے بیل والی عبارت سے پہلے بیان کیا ہے۔

بمقتضائے ظلمات بعض ہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر ست۔ یعنی زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے۔ اس کے بعد زیر بحث عبارت ہے وصرف ہمت الخ اسکے بعد کہا۔

بالجملہ منظور بیان تعاوت مراتب وساوس است یعنی خلاصہ یہ ہے کہ مقصود بیان وسوسوں کے مراتب کا فرق ہے۔ صراط مستقیم کی اگلی اور پچھلی عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہاں ان خیالات کا بیان ہے جو بطور وسوسہ نمازی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں لہٰذا صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ کرنا آپ کا خیال آنا ہی مراد ہے۔

نیز صراط مستقیم کی یہی زیر بحث عبارت دلیل ہے کہ صرف ہمت سے حضور کی طرف توجہ اور آپ کا خیال ہی مراد ہے کیونکہ اسی عبارت میں ہے کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر۔ یعنی شیخ یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم و تکریم سے آتا ہے۔ انسان کو اس سے دلچسپی ہوتی ہے۔ بخلاف بیل و گدھے کے خیال کے کتنی صراحت کے ساتھ حضور کے خیال ہی پر حکم لگایا ہے لہٰذا

دیوبندی رہبر کا المصباح الجدید پر خیانت کا الزام لگانا دین و دیانت کو جواب دینا اور دن میں آفتاب کا انکار کرنا ہے اور صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے کیونکہ مؤلف نے اپنی مراد متعین کردی بطور وسوسہ خیال آنے کی صاف و صریح تصریح کردی۔ اس کو شغل برزخ سے کیا تعلق اس نے صاف بتا دیا کہ مقصود بیان ایک وسوسہ کا دوسرے وسوسہ سے فرق بتانا ہے مثلاً ایک وسوسہ زنا دوسرا اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال ان دونوں میں یہ فرق بتاتا ہے کہ نماز کی حالت میں بیوی سے صحبت کا خیال بہتر ہے۔ اسی طرح ایک وسوسہ اپنے شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آپ کی طرف توجہ کرنا دوسرا وسوسہ اپنے گدھے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانا ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیخ یا حضور کی طرف توجہ و خیال گدھے بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے کیونکہ حضور کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے جس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے تو تم اپنے شہید کو مانتے ہوئے نماز کیسے پڑھو گے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے جس کے جواب کے لیئے رہبر صاحب نے اپنے نامۂ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیئے۔ تقیہ بھی کیا چالیں بھی چلیں۔ مولوی اسماعیل کی طرح تمہیدیں بگھاریں اور اس گدھے بیل والی عبارت کا یہ مطلب بیان کیا کہ نماز کے اندر اپنے شیخ یا کسی بزرگ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی اپنے قلب کو تمام خیالات حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی قصداً خالی کر کے اور پھر کر شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مرکز توجہ بنا لینا یہ زیادہ مضر ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان دوسری دنیوی چیزوں کے وساوس میں مستغرق ہو جاتے۔ مقامع الحدید ص ۵۹۔

اس مطلب کی بنیاد دو عیاریوں پر رکھی ہے۔ پہلی عیاری یہ کہ

صرف ہمت کے معنی شغل برزخ وشغل رابطہ گڑھے وہ بھی دیوبندیوں کے تراشیدہ۔ دوسری عیاری یہ کہ گاؤخر کے معنی متاع دنیا جڑے اور سفید جھوٹ بولا کہ گاؤخر کی یہ شرح خود صراطِ مستقیم میں مذکور ہے اس پر عیاری کہ صراطِ مستقیم کی عبارت نقل نہیں کی۔ وہ شرح والی عبارت یہ ہے گاؤ خر تمثیل است ہرچہ سوائے حضورِ حق است گاؤ باشد یا خر فیل باشد یا شتر۔ صراطِ مستقیم ص۸۵۔ یعنی بیل و گدھا تو تمثیل ہے جو حضورِ حق کے سوا ہو یا بیل ہاتھی ہو یا اونٹ سب مراد ہیں۔

جب گدھا اور بیل تمثیل کے لئے ہوا تو تعمیم ہی تو ہوئی جس کی خود تصریح کر دی۔ گاؤ باشد یا خر فیل باشد یا شتر۔ اس سے گدھے اور بیل کی نفی کدھر سے کود کر آئی۔ لہٰذا اب زیرِ بحث عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کا خیال تعظیمی گدھے اور بیل اور ہاتھی اور اونٹ بلکہ ہر جانور بلکہ ہر چیز کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ کیا گاؤ خر کی اس شرح سے یہ کفری عبارت ایمان بن گئی۔ کہاں خیال ہے اور گندگی بڑھ گئی۔

اوپر ثابت ہو چکا کہ عبارت زیرِ بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے۔ خود اس عبارت میں لفظ خیال آں موجود ہے مگر دیوبندی رہبر نے دین و دیانت کو جواب دے کر صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لیا وہ بھی خود ساختہ دیوبندیوں کا تراشیدہ وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو ہر قسم کے خیالات وخطرات سے خالی کر کے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا دھیان باندھے۔ حتیٰ کہ اس وقت قلب میں حق تعالےٰ کا بھی دھیان نہ ہو۔ شغل برزخ کی یہ صورت صوفیاء کے بعض سلاسل میں رائج تھی اور اب بھی رائج ہے۔ مقامع الحدید ص۵۸۔

عیاریوں کا رد تو کافی ہو چکا اور ثابت ہو گیا کہ صرف ہمت سے شغل

برزخ مراد لینا اور گاؤخر سے متاع دینا مراد لینا خود صراطِ مستقیم کی تصریح کے خلاف ہے مگر دیوبندی یہ بتائیں کہ تمہارے رہبر نے جو شغل برزخ و شغل رابطہ کی یہ تعریف کی ہے کہ اس وقت قلب میں حق تعالےٰ کا بھی دھیان نہ ہو۔ توجہ الی اللہ سے قصداً ذہن کو خالی کیا جائے۔ یہ تعریف صوفیائے کرام کی کون کون سی کتابوں میں لکھی ہے۔ بددینو، محبوبانِ الٰہی کے دشمنو یہ ناپاک حرکتیں کر کے صوفیائے کرام سے مسلمانوں کو بدعقیدہ کرنا چاہتے ہو یہ بتانا چاہتے ہو، کہ صوفیائے کرام اللہ عزوجل کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے دل سے اس کے خیال و دھیان کو جدا کر کے اپنے شیخ یا حضور کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ خبیثو شغل برزخ کو شرک بتانے اور صوفیائے کرام کو مشرک بنانے کے لیئے یہ معنی تراشتے ہو۔ اگر ایسی ہی تمہاری خراش تراش ہے تو حضور کی رسالت کی تصدیق بھی شرک کہہ دو وہی حتیٰ لگا دو حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے قصداً خالی کر کے اور دل کو پھیر کر، اقرار رسالت بھی کفر کر دو۔ وہی دیوبندی حتیٰ لگا دو۔ کہہ دو کہ دل کو اللہ سے پھیر کر اس طرح ساری عبادتیں تمام اعمال حسنہ کفر و شرک ہو جائیں گے۔

بددینو عوام کو بہکاتے ہو۔ اہل اللہ سے بدعقیدہ کرتے ہو۔ صوفیہ کے مسلک کی خبر ہے۔ شغل رابطہ کی حقیقت کی ہوا بھی لگی ہے۔ پتہ بھی ہے شغل برزخ کیا ہوتا ہے کیوں کیا جاتا ہے اسی حدیث پر عمل کرنے کے لیئے شغل برزخ کہتے ہیں۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی نماز میں دیدار الٰہی حاصل ہو۔ اسی لیے شغل برزخ کرتے ہیں اور وہ بغیر اس کے نصیب نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں۔ پس در ابتدار و در توسط مطلوب را بے آئینہ

پیر نتواں دید۔ یعنی سلوک کی اول اور درمیانی منزل میں بغیر پیر کو آئینہ بنائے مطلوب یعنی جمال الہٰی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مجدد صاحب کی اس تصریح سے ثابت ہے کہ تجلیاتِ الہٰی وجلوۂ ربانی سے مشرف ہونے کا ذریعہ و آئینہ تصور شیخ وتصور گرامی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ شیخ اور حضور کا تصور اسی لیئے ہوتا ہے کہ یہ مظہر انوار الہٰی اور آئینہ ذات باری ہیں پھر اس تصور کے وقت یہ کیونکر ممکن ہے کہ حق تعالےٰ کا خیال ودھیان بھی نہ ہو۔ بالقصد ذہن کو توجہ الیٰ اللہ سے خالی کیا جائے یہ تو ایسا ہی ہوگا کہ کوئی دیوبندی توحید الہٰی کا اعتقاد کرنے کے لیئے اپنے قلب کو خدا کے ایک ہونے سے خالی کرے۔

بدنصیبو! شغل رابطہ میں مقصود بالذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کی طرف توجہ ہے۔ اسی کے جمال کے مشاہدہ کے لیئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا کو آئینہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ حدیث واعبد اللہ کانک تراہٗ پر کامل عمل ہو۔ یہی حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کی جلد دوم میں فرماتے ہیں۔ رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ، چرا محاریب ومساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشند۔ یعنی رابطہ کی نفی کیوں کریں کہ اس کی طرف سجدہ ہے اس کو سجدہ نہیں ہے۔ کیوں محراب ومسجد کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ ظہور اس دولت کا سعادت مندوں کو میسر ہوتا ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا واسطہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں

دیوبندیو دیکھا یہ ہے شغل رابطہ جس میں شیخ صرف واسطہ ہے اور

توجہ خاص اللہ عزوجل ہی کی طرف ہے اور یہ دولت صرف سعادتمندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر تو شرک کی پٹی بندھی ہے اس لیئے وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں میفرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق سبحانہ تعالٰے است در پردہ آب وگل و اما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار می شود آں مشاہدہ حق تعالٰے است بے پردہ آب وگل کہ ان اللہ خلق آدم علٰے صورۃ الرحمٰن من رانی فقد رائی الحق .... در حق او درست است۔

حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الدین مخدوم قاضی خاں یوسف ناصحی فرماتے ہیں کہ مرشد حق کی صورت جو ظاہر میں دیکھی جاتی ہے۔ یہ اس جسم خاکی کے پردہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کامل کی وہ صورت جو خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ بے پردہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو صورت رحمٰن پر پیدا کیا۔ ومن رانی فقد رئی اس کے حق میں درست ہے
دیوبندیو دیکھا چلا کچھ پتہ یہ ہے صورت شیخ کہ وہ جلوۂ الٰہی ہے
چہ جائیکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تصور آپ کی صورت مبارک اس کے لیئے تو خود حضور کا ارشاد ہے۔ من رانی فقد رئی الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ ان کے تصور کو اس طرح مسخ کرنا باطل معنی پہنا کر خدا سے جدا کرنا اور دیوبندی حتیٰ لگانا حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی خالی کر کے

اور پھیر کر۔ یہ صوفیاء کرام کو مشرک بنانا ان کے کلام کو مسخ کرنا ان سے عوام کو بدعقیدہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قدرت و تجلیات الٰہی کا آئینہ ہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ حق ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حدیث کریم کا ترجمہ کرتے ہیں ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست

ترک و ہندو در من کہ آں بیند کہ اوست

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ رب العزت کی ذات کا مصفیٰ آئینہ ہوں۔ مومن اور کافر مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ ہے۔ چونکہ دیوبندی حضور کے تصور کو منافی توحید سمجھتے ہیں۔ اسی لیے حتیٰ لگا دیا مگر اہل سنت یوں ایمان رکھتے ہیں۔ ؎

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

صورت زیبائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مظہر ذاتِ الٰہی و شمع تجلیات ربانی ہے۔ اسی جلوہ الٰہی کے مشاہدہ کے لیئے اس صورت زیبا کو شغل برزخ میں لایا جاتا ہے کہ وہ سعادتِ ابدی و دیدار الٰہی حاصل ہو اور حدیث وَاعبد الله كانك تراه پر عمل ہو۔ اس پر دیوبندی حتیٰ لگا کر شغل برزخ کے وہ معنی تراشنا بددیانتی و فریب کاری ہے۔ لہٰذا وہ مکہ مدینہ کی مثال اور دیوبندی چال سب کا فور ہوئی وہ سب کاروائی تو اسی پر مبنی تھی۔ کہ شغل برزخ اللہ عزوجل سے توجہ پھیر کر دوسری طرف دھیان جمانے کا نام ہے۔ اور یہ شغل برزخ دیوبندیوں کا ہے صوفیائے کرام کے شغل برزخ میں تو شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے پھر توجہ پھیرنا کیسا بلکہ وہ عین توجہ الی اللہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد ہی نہیں ہوسکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہٰذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور اپنے گدھے اور بیل کے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی مشرک ہوجاتا ہے۔

ثانیاً اگر عبارت کو مسخ کرکے شغل برزخ ہی مراد لیں تو یہ مطلب ہوا کہ حضور کی صورتِ پاک کا تصور نمازی کے لیے جو مشاہدہ جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں نمازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت گندی سڑی گالی ہے۔ لہٰذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے ماننے والوں کی نماز نہیں ہوسکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں رہبر صاحب نے دو رنگ اور بدے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظرانہ رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضاخانیوں کا دعوے ہے کہ یہ عبارت مولانا اسمٰعیل شہید کی ہے۔

(ب) اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صریح گالیاں دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ملاحظہ ہو کوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۲،۳۱ اور یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنے گستاخی کرنے والا کافر ہے جہنمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں ہمہ آپ کے اعلیحضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے متعلق تمہید ایمان میں ص۴۳ پر لکھتے ہیں اور میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ نیز اسی تمہید ایمان میں ص۴۲ پر فرماتے ہیں۔ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں ہو الجواب و فیہ الصواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وہو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ و فیہ السداد اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضا خانی برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے اعلیحضرت حضرت شہید مرحوم کو مسلمان لکھ کر کافر ہوئے یا نہیں اور آپ ان کو اعلیحضرت کہنے والے بلکہ ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ مقامع الحدید ص۹۳

الجواب

وکم من عائب قولاً صحیحاً
وآفتہ من الفہم السقیم

واقعی حق بات کو عیب لگانا اپنی عقل کا قصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیا شبہ ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف وصریح توہین ہے اور صراط مستقیم ہی کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بخوشی اس کو اپنی صراط مستقیم میں داخل کیا۔ سراسر ہدایت بتایا پیر جی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر مولوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لیے اس کے سینگ ہونا کیا ضروری ہے۔ رہا الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید ایمان میں تعارض سمجھنا یہ دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر فقہی کے معنی قول کا کفر ہونا ہے۔ کفر کلامی کے معنی قائل کا کافر ہونا ہے۔

الکوکبتہ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اور تمہید ایمان کفر کلامی ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر کافر ومرتد جب اپنے کفر وارتداد سے توبہ کرلیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا مگر اس کا قول بعد توبہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ مفید یقین ہو۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے کف لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لیئے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقص سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاش تھانوی صاحب بھی اپنے کفر وارتداد سے توبہ کرلیتے۔ یا کم از کم مولوی مرتضےٰ حسن مولوی حسین احمد وغیرہ دیوبندی ان کی طرف سے توبہ مشہور کردیتے تو یقیناً اعلیٰحضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی تھانوی صاحب کو کافر ومرتد نہ کہتا مگر تھانوی صاحب اپنے کفر وارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے تھان پر ایسے جمے کہ از تھان نمے جنبد اور آپ لوگ اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ ان کو اپنا پیشوا حکیم الامت مانتے ہو بلکہ ان پر بے داری میں درود بھیجتے ہو۔ پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنےٰ گستاخی کرنیوالے کے کفر وعذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے) کون ہوئے کہو ہوتے کون کافر ومرتد ہی ہوئے۔ واللہ تعالےٰ اعلم

دیوبندیوں کی شرک فروشی

مت ۲۷۔ وہابی خواہ نجدی ہوں یا دیوبندی کفر وشرک میں ایسے محو ہیں کہ فنا فی الکفر والشرک کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ جس چیز پر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک وکفر ہی نظر آتا ہے مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک وکفر کہتے ہیں۔ کافر ومشرک بھی مسلمانوں کو کافر ومشرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پرہیزگار متقی مسلمان کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ تقویت الایمان میں ہے فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے مسلمانوں غور کرو، دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی مشرک ہے حقیقت یہ ہے کہ وہابی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ وہابیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان مشرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ص۲۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل سنت کے مقابلہ کی تاب وطاقت اس لئے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے۔ مسلمانان اہل سنت کو کافر ومشرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس نمبر میں تھانوی تکفیر کی ذرا سی جھلک دکھلائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں لکھا ہے

کفر وشرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے ۱؎ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی ۲؎ کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا ۴؎ سہرا باندھنا ۵؎ علی بخش حسین بخش عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ۶؎ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہوجائے گا (بہشتی زیور حصہ اول) جب یہ باتیں کفر وشرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے تھانوی صاحب کے نزدیک کافر ومشرک ہوئے۔ یعنی جہاں کسی نے دور سے کسی کو پکارا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی امتی نے دور سے کہا یارسول اللہ یانبی اللہ اور یہ سمجھا کہ باذنہ تعالیٰ حضور کو خبر ہوگئی بس وہ کافر مشرک ہوگیا جس نے کسی نبی یا ولی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت

کی بنا پر مراد مانگی. کافر مشرک ہوا. جو کسی کے سامنے جھکا خواہ استاد ہو یا پیر کافر مشرک ہوا. سہرا باندھا کافر مشرک علی بخش حسین بخش عبد النبی وغیرہ یعنی محمد بخش نبی بخش پیر بخش نام رکھا کافر مشرک. یوں کہا کہ خدا ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کافر مشرک. تھانوی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے تو کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان کافر مشرک ٹھہرتے ہیں تھانوی صاحب کا یہ بہشتی زیور ہے یا کفر و شرک کی مشین۔

دیوبندی رہبر نے اس کا جواب دیا کہ ان چھ باتوں میں پہلی تین یعنی کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی. اور کسی سے مراد مانگنا اور کسی کے سامنے جھکنا یہ سب شرک حقیقی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک ہو جاتا ہے اور بعد کی تین یعنی سہرا باندھنا اور علی بخش عبد النبی وغیرہ نام رکھنا. یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا یہ شرک حقیقی نہیں مگر موہم شرک ضرور ہیں اور کفار کی رسم ہیں. اسی فرق کے لیے مکمل اڈیشنوں میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہے یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب شرک و کفر ہیں یا اس وجہ سے کہ رسوم و اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں. یا اس وجہ سے کہ موہم کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ مفضی الی الشرک ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی ذکر کی جائیں گی جو موہم شرک یا مفضی الی الشرک یا کفار و مشرکین کے اطوار سے ملتی جلتی ہیں ایسی حالت میں معترض صاحب کا بہشتی زیور کی اس عبارت پر اعتراض کرنا اور حاشیہ کے نوٹ سے آنکھیں بند کر جانا انتہائی شرمناک بددیانتی ہے.

مقامع الحدید ملخصاً ص ۶۴، ۶۵۔

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوتے ہی رہبر صاحب کو فوراً یاد آیا کہ مدتوں تک بہشتی زیور مختلف مطابع میں چھپتی رہی ہے مگر کبھی بھی اس پر یہ

حاشیہ نہ چڑھا بیسویں برس کے بعد جب تھانوی صاحب پر وحی نازل ہوئی تو شاید کسی اڈیشن میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی ہر جگہ بغیر حاشیہ کے ہی ہے لہٰذا دوسری چال چلی کہ بالفرض اگر بہشتی زیور کا یہ حاشیہ نہ بھی ہوتا تب بھی اعتراض کا حق نہ تھا سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ بعد کی تین چیزوں کو تغلیظاً وتشدیداً کفر وشرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ ورسول نے بھی بعض گناہوں پر تغلیظاً وتشدیداً کفر وشرک کا حکم دیا ہے۔ مقامع الحدید ص۶۵ (پھر بھی تھانوی کیوں نہ دیں گے اور وہ بھی بہشتی زیور میں) دیوبندیوں کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا ہے تو گلیاں جھانکتے ہیں بچریں لگاتے ہیں۔ مرادیں بدلا کرتے ہیں تھانوی صاحب کی بہشتی زیور پر یہ حاشیہ کی پچر کاری سخت جہالت اور انتہائی حماقت ہے کیونکہ ہر بیان کے لیئے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کئے ہیں۔ کفر وشرک کی باتوں کے بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بدعتوں اور بری رسموں اور باتوں کا بیان) مستقل الگ قائم کیا ہے اور اس میں قبروں کو طواف اور سجدہ کرنا ہندؤں کی رسمیں کرنا شمار کیا ہے لہٰذا اگر علی بخش وعبد النبی وغیرہ نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا۔ شرک وکفر نہ تھا صرف موہم شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو سجدہ کرنے اور کفار کی رسمیں کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے پہلے عنوان پر حاشیہ "چہ معنی دارد۔ لہٰذا حاشیہ حماقت وجہالت نہیں تو تھانوی صاحب پر وحی ثانوی ضرور ہے۔

رہبر صاحب کا یہ عذر لنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدیداً وتغلیظاً کفر وشرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر وشرک نہیں غالباً یہ عذر تھانوی صاحب کی بلا اجازت ہے اس لیئے کہ عرف عام میں کفر وشرک کا اطلاق کفر وشرک

حقیقی ہی پر ہوتا ہے لہٰذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو عوام اس کو ضرور کفر و شرک حقیقی ہی سمجھیں گے اور تھانوی صاحب نے تو بہشتی زیور عورتوں بچوں لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہٰذا اس تخاطب سے تھانوی صاحب نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں جتنی باتیں ہیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین پچھلی سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ تھانوی صاحب کو کلموا الناس علٰے قدر عقولھم یاد ہے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے کلام کرو پھر تھانوی صاحب اس عذر کی اجازت کیسے دیں گے لہٰذا تشدیداً و تغلیظاً کا بہانا اور پچھلی پہلی کا کا تفرقہ مردود ہوا۔ اور اگلی پچھلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے کرنیوالے تھانوی صاحب کے نزدیک کافر و مشرک ہی ہوئے اس تھانوی کفری مشین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہ بچے العیاذ باللہ

اس مردود تفرقہ کے بعد رہبر صاحب لکھتے ہیں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یہ تینوں چیزیں فی الحقیقت شرک ہیں اور تینوں کو نمبر وار شرک ثابت کرتے ہیں اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کیا۔

وانبیاء و مرسلین علیہم السلام را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہرکس و ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند۔

ترجمہ۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت علم غیب اور ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سننا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔

اس پر کہا کہ شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی فریاد کو ہر جگہ سے سننا یہ لوازم الوہیت میں سے ہے۔ مقامع الحدید صہ ۶۶۔

بزرگانِ دین کی عبارتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن اوصاف کو لوازم الوہیت سے تحریر فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لیئے کہ وصف عطائی کا تو ثبوت ہی خداوند قدوس کے لیئے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذات پاک کو لازم ہو لہٰذا علم غیب ذاتی اور سننا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی نفی ہوئی لہٰذا اگر خداوند قدوس اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے اپنے ارادے اور اختیار سے سنوا دے تو یہ کیونکر شرک ہوا۔ کیا دیوبندیوں کے نزدیک یہ بھی لوازم الوہیت سے ہے۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فریاد سننا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے ہے اور بہشتی زیور میں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی اس کو شرک حقیقی لکھا ہے اسی کے قائل کو کافر و مشرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص کو شامل ہے جو کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس کو خبر ہو گئی خواہ فریاد کرے یا نہ کرے۔ خواہ یہ سمجھے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قطعاً شامل ہے اس کو شاہ صاحب کے قول سے کیا تعلق یہ تو تھانوی صاحب نے مسلمانان اہل سنت پر کفری مشین چلائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے ہیں۔ مگر ہم اس موقعہ پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری مشین کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔

حضرت ساریہ سپہ سالار مقام نہاوند میں ایک مہینہ سے زیادہ کی مسافت پر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دور مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ سمجھا کہ ان کو خبر ہو گئی۔ جبھی تو فرمایا یا ساریۃ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو لہٰذا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ تھانوی نشانہ کارگر ہوا اور یہیں تک بس نہیں تمام مجاہدین صحابہ اسی زد میں ہیں۔ امام واقدی اپنے

مغازی اور ابن سعد اپنے طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کان شعائر الصحابۃ رضی اللہ عنھم فی حروب یا محمداہ یا احمداہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شعار تھا کہ وہ اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ یانبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے لہٰذا سب اسی زد میں ہوئے اور کیوں نہ ہوں۔ صحابہ کرام کے غلام اہل سنت انہیں کا دامن پکڑے ہوئے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہٰذا جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر ومشرک کہا جائے گا وہ وہی افعال ہونگے جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہٰذا دیوبندیوں کا کفر وشرک صحابہ کرام پر بھی ضرور پہنچے گا۔ رہبر صاحب اسکے بعد کسی سے مراد مانگنا۔ شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں ایسے ہی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا اور اس بنا پر اس سے مرادیں مانگنا بھی شرک ہے۔ مقامع الحدید ص ۲۶۔

اس پر کچھ عبارتیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی مکاری اور فریب کاری ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا یقیناً شرک ہے اس پر عبارتیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مگر بہشتی زیور میں تو کسی سے مرادیں مانگنا عام ہے مستقل حاجت روا سمجھنے کی قید نہیں مستقل حاجت روا سمجھے یا خدا کی دی ہوئی قدرت مانے۔ دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ ایسی پچر کاری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص ہے۔ بی بی سے روٹی اور پانی مانگنا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چندہ مانگنا بھی شرک حقیقی ہوا۔ کیا علماء دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ کر چندہ مانگنا شرک حقیقی نہیں ہے۔ مستقل حاجت روا سمجھنے کا مسلمانوں پر اتہام ہے۔ مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دی ہوئی قدرت مانتے ہیں اور دیوبندیوں کے ایمان میں اسی کو شرک لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویت الایمان صے
دیوبندیو! آنکھیں کھول کر تقویت الایمان کو دیکھو خدا کی دی ہوئی طاقت ماننا بھی شرک لکھا ہے یعنی جو مسلمان اللہ کی دی ہوئی قدرت مان کر انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و شرک کی بارش ہے اور شرک بھی رہبر صاحب کا تسلیم کردہ حقیقی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب کیسے گڑھتے ہو کیا تقویت الایمان سے توبہ کر لی ہے اگر ایسا ہے تو تھانوی صاحب سے اعلان کرا دو۔

تیسرے کسی کے سامنے جھکنا اس کو بھی رہبر صاحب شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہی جذبۂ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ بھی شرک ہے کیونکہ عبودیت محض معبود حقیقی کا حق ہے۔ مقامع الحدید صے۔
دیوبندیو! کبھی تو خدا لگتی کہہ دو کیا بہشتی زیور میں جذبۂ عبودیت کے ماتحت کی قید ہے۔ کیا تھانوی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبادت کے لئے کسی کے سامنے جھکنا اگر ہے تو کہاں اور اگر نہیں تو جذبۂ عبودیت کدھر سے آیا۔ ایسے دم چھلے لگا کر تو ہر فعل شرک ہو جائے گا کیا جذبۂ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے کھڑا ہونا شرک نہیں، بیٹھنا شرک نہیں، لیٹنا شرک نہیں کیا یہ سب افعال تمہارے نزدیک جذبۂ عبودیت کے ماتحت ایمان ہیں اگر ہیں تو تھانوی صاحب سے فتوے شائع کرا دو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی تخصیص کیوں، ذرا تو شرماؤ اور سنی مسلمانوں کو مشرک کا فرمانے سے باز آؤ۔
رہبر صاحب نے اس نمبر میں بھی "آنچہ انسان می کند بوزینہ نیز" کے ماتحت نقالی کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھاتے ہیں کہتے ہیں۔ معترض صاحب اس دشمن اسلام کے منہ میں لگام دیں جو حضرات علماء دیوبند و علماء

زوۃ العلماء کے متعلق اپنی بیسیوں تحریروں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کافران کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر پھر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معترض صاحب بتلائیں کیا اس کفری فتوے کی رو سے ایک فیصدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ مقامع الحدید ص ۶۸۔ اس کے آگے اور بڑی چمک دار دیوبندی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہیں کذب وافترا ان کی روحانی غذا ہے۔ مکاری عیاری ان کا ایمانی نور ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء دیوبند و تمام علماء ندوہ پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان چند بددین مثلاً تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، قادیانی، مرتدین جن کے کفریات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہیں حکم قرآنی سنایا فتوے کفر دیا ان کے انہیں اقوال ملعونہ پر علماء حرمین طیبین نے بالاتفاق فتوے کفر و ارتداد دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی حق ہے واجب العمل ہے۔ ہر مسلمان کا اس پر عمل ضروری ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جانے یوں نہیں جیسا کہ تم دجالی کرتے ہو کہ جو مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جبہ و دستار لمبی داڑھی دیکھ کر وعظ گوئی سن کر مسلمان سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ بد دینو یہ اعلیحضرت نے یا کسی سنی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے بے خبر ہو اور ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفریہ پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً بے قصور ہے اس کے لئے یہ حکم کسی عالم نے ہرگز ہرگز نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شرم و حیا ہے تو ثابت کرو چونکہ تھانوی وغیرہ کے اقوال خبیثہ کفر یقینی

قطعی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال خبیثہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔
لہٰذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کی ہے کہ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ،
تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں
میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین ہے پھر بھی ان خبثا کا دامن نہیں چھوڑتے
اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو ایسی صورت میں تم پر
حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نیا حکم نہیں اس پر تو خود دیوبندی رہبر صاحب
نے نمبر ۲۶ میں اجماع نقل کیا ہے مگر اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے
ساتھ شریک کرنا یہ تمہاری دجالی مکاری فریب کاری ہے۔ والعیاذ باللہ۔
لہٰذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الحرمین کی بنا پر ساری دنیا کے
تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ تمہارے تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی وغیرہ ساڑھے
تین مرتدین ضرور ضرور کافر ہیں۔ مگر تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر سمجھ کر جان کر
ان کا دامن تھام کر برضا و رغبت خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا رہے ہو اس
میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماً اہل سنت کا کیا قصور ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیب بچوں پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے
اپنی کتاب حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم غیب کو جانوروں
پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تھانوی
صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر یہ کہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا
حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی
کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات

وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ چار سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص۸، ۷۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ دین و دیانت کا مقتضا یہی تھا کہ توبہ کرے اس سے باز آئے مگر سخن پروری و شخصیت پرستی کا برا ہو جس کی وجہ سے تھانوی صاحب اختار الناس علے النار کے عامل ہوئے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی فکر میں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گزرا خود تھانوی صاحب کوشش کر رہے ہیں، ساری ذریت لپٹ رہی ہے۔ دانتوں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج تک اس کفری عبارت میں کوئی بعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے رہبر صاحب بھی بیچارے خوش عقیدگی کے مارے اٹھے بہت غور و فکر کیا کہ کسی طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جائے مگر ؎

این خیال است و محال است و جنوں

ناچار اپنی خوش اعتقادی کے جذبہ میں جو کچھ تھانوی صاحب اور ان کے اذناب سے سنا سنایا تھا لکھ مارا۔ کہتے ہیں کہ۔

رضا خانی امت کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا افترا ہے جس کی بنیاد صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم غیب کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ مفتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لیتے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ مطلق بعض علم غیب مراد ہے۔ جیسا کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا اوّل و آخر اس کی شہادت دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط البنان میں اس کی تصریح فرمادی،

ناظرین کرام حفظ الایمان کے ساتھ بسط البنان ملاحظہ فرمائیں رضاخانیوں کی افترا پردازی کا حال خود بخود منکشف ہو جائے گا۔ مقامع الحدید ص ۶۹۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمنی یا فرانسیسی چینی یا جاپانی زبان نہیں ہے جس کی مراد و مطلب سمجھنے کے لیئے کوئی دشواری ہو۔ تھانوی صاحب کے اشارات وکنایات معمہ و پہیلیاں نہیں ہیں جو تھان پر جاکر پوچھے جائیں صاف وصریح معمولی اردو ہے۔ ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد بآسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لیئے نقلاً وعقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لیئے غیر متناہی کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہوگئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لیئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے اسی کو لے کر کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ ہر جانور کو بھی حاصل ہے لہٰذا لفظ ایسا علم غیب سے حضور ہی کا علم مراد ہوا اور تھانوی صاحب نے حضور ہی کے علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہہ دی لہٰذا تھانوی صاحب یا انکے اذناب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب مراد ہے۔ یہ اس خبیث عبارت کی توجیہہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس عبارت میں علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ بعض غیب اور کل غیب۔ یہ تیسری قسم مطلق بعض علم غیب کس تھان سے آگئی جو حفظ الایمان چھپنے کے بیسوں برس بعد تھانوی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو اب تک بھی کہیں اس کا نام ونشان نہیں لہٰذا تھانوی صاحب مطلق بعض علم غیب مراد لینے میں "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" کے مصداق ہیں یہ تھانوی چوری اور اس پر سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخر ہی نہیں بلکہ پوری عبارت

یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع ہی یں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے یں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تھانوی صاحب نے زید سے پوچھا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ تھانوی صاحب معہ اپنے اذناب کے بتائیں کہ اس عبارت یں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذناب کا یا زید کا۔ کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہٰذا حضور ہی کے علم کی دو قسمیں کیں۔ بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی بعد یں عقلاً و نقلاً باطل کر دیا۔ اب رہ گیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ تھانوی صاحب کا یا اذناب کا زید کا کہو کسی کا نہیں ان سے کیا تعلق ان کا علم غیب دریافت ہی کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں لہٰذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو تھانوی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس یں حضور ہی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت یں بعض علوم غیبیہ سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے تھانوی صاحب کا یا اذناب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہٰذا حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس یں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے لہٰذا اب لفظ ایسا علم غیب سے نہ تھانوی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذناب کا نہ زید کا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگلوں جانوروں کی طرح بتایا، لہٰذا اول سے آخر تک پوری عبارت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا علم غیب سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

تھانوی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگلوں، جانوروں کا سا بتایا جس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اور یہ کفر خالص ہے اور تھانوی صاحب اپنے اس کفری قول کی بنا پر کافر مرتد ہو گئے باوجود اس کے تھانوی صاحب کا اپنی بسط البنان میں یہ لکھنا یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے . یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے.
حضور سرور کائنات فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی . یہ تھانوی صاحب کا سفید جھوٹ اور اقراری کفر اور خود اپنے اوپر کفر کا فتوے دینا ہے کیونکہ تھانوی صاحب کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو بسط البنان میں کفر کہتے ہیں . جس سے صراحۃً حضور کی توہین ثابت ہے اب تک اس نے توبہ نہیں کی . تو بسط البنان میں صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں . کیا اس سے وہ توہین رسول تعریف بن جائے گی . یا یہ قول توبہ بن کر اس جرم توہین کو دفع کر دیگا . اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی اجازت ملے کہ تھانوی صاحب کو خوب کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں جب اذناب تلملائیں تو کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھتا ہوں اور پھر وہی کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں . کیا اس کے لئے امت تھانویہ تیار ہے اگر ہے تو تھانوی صاحب سے اعلان کرا دے . اور اگر نہیں تو حضور کی شان میں ایسی صریح گستاخی کے باوجود تھانوی صاحب کا صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں . کس طرح کافی ہو سکتا ہے اور وہ حفظ الایمان کا کفر کیوں کر دفع ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندیوں کے نزدیک بعد میں اتنا کہہ دینے سے توہین نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی شکر اللہ صاحب

مبارکپوری تھانوی صاحب کو صرف وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے کیلئے تیار ہو جائیں کہ پھر یہ کہ تھانوی صاحب کی ذات بابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر تھانوی صاحب کا عتاب ہو یا کوئی دیوبندی تلملائے تو مولوی شکر اللہ صاحب فوراً اس سے کہہ دیں کہ مفتری ہے۔ ایسا علم سے تھانوی صاحب کا علم شریف مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے مراد تھانوی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ مطلق بعض علم مراد ہے عبارت کا اول و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو امت تھانویہ سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر توجیہیں حفظ الایمان کی عبارت میں دیوبندی کرتے ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب اس کے لیئے تیار ہیں اور چھپوا کر شائع کرا سکتے ہیں۔ حاشا وکلا یہ تو خواب میں بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کیا تو تھانوی صاحب کی شان میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی کیوں نہیں۔ تو یہ تھانوی عقیدت کا نشہ اور محمدی عداوت کا خمار ہے جس میں یہ سوجھتا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لیئے استعمال کیئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لیئے بولنا گستاخی ہے تو حضور کے لیئے گستاخی کیوں نہیں کیا تھانوی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔

دیوبندیو! آنکھیں کھولو اللہ و رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ زندگی میں مہلت ہے باز آؤ توبہ کرو۔ اگر تم واقعی تھانوی صاحب کے خیر خواہ ہو تو ان سے بھی توبہ کراؤ ورنہ یاد رکھو پچھتاؤ گے کیا کرو گے

فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُا مِنَّا. اور لاحاصل ہوگا. کچھ بھی نہ سنا جائے گا.

مسلمانو! غور سے سنو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا اور اتنا دیا کہ حسب تصریح سلف صالحین آپ پر غیب کے دروازے کھول دیئے مگر پھر بھی صحیح یہ ہے کہ حضور کو عالم الغیب نہ کہنا چاہیئے اگرچہ آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے. جس طرح لفظ رحمٰن جس کے معنی یہ ہیں (مہربان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور پر جائز نہیں اگرچہ حضور بلاشبہ بہت رحم والے ہیں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید میں رؤف ورحیم ورحمۃ اللعالمین فرمایا ہے مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو رحمٰن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیئے.

مگر حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب کہنے میں منحصر نہیں ہے. علم غیب کے حکم کی اور بہت سی صورتیں ہیں یوں کہو کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا. حضور بعطائے الٰہی غیب کے عالم ہیں. حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے. وغیرہ وغیرہ.

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ یہی ہے مگر تھانوی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں مانتے پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو موہم شرک بتایا اور کہا بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع وناجائز ہوگا. اس تھانوی اندھا دھند کو اعلیٰ حضرت کے فرمان سے کیا نسبت چہ نسبت خاک را با عالم پاک. لہٰذا رہبر صاحب کی تمام دجالی افتراپردازی معہ حاشیہ صـ ۶۹ کافور ہوئی.

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہو یا نہ ہو جائز ہو یا نہ ہو مگر حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی

قطعی حتمی جزمی بہرحال ہے۔

کیونکہ اوّل تو اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم غیب کے اطلاق کو رد کیا ہے اور اگر غیب کو دور کر کے صرف علم ہی کو رکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی لیئے تو مولوی شکر اللہ صاحب تھانوی صاحب کے لیئے وہ عبارت جس میں صرف علم ہی ہے بدلنے کے لیئے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی قطعی جزمی ہے ایسی کہ بعید سے بعید البعد سے البعد بھی کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تھانوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو نہ بتا سکے۔ بہت کوششوں اور بڑی چالبازیوں سے معتقدین کی اشک شوئی کے لیئے بسط البنان میں کچھ مذبوح حرکتیں کی ہیں۔ ادخال السنان و واقعات السنان وغیرہ تصانیف علمائے اہل سنت نے اس تھانوی دجالی، مکاری فریب کاری کا وہ پردہ چاک کیا کہ تسمہ تک لگا نہ چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط البنان میں تھانوی صاحب نے اپنے کفر پر خود رجسٹری کر دی ہے لہٰذا ناظرین کرام ادخال السنان و واقعات السنان مصنفہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہٗ ضرور بالضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی بنظر انصاف دیکھیں تو ہدایت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے دہن تھانوی پر مہر سکوت لگا دی اور تھانوی صاحب کو مجال دم زدن نہ رہی۔ اس کے بعد اذناب بھی اچھلے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت محنتیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دربھنگی۔ مولوی عبد الشکور صاحب کاکوری۔ مولوی منظور سنبھلی نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پرفریب تاویلیں کیں مگر چاروں کی جان توڑ کوشش کا نتیجہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کی تاویل کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تھانوی صاحب کافر و مرتد ہیں جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام مصنفہ حضرت مولانا ابو المنظور محمد سردار احمد صاحب قبلہ مدظلہ، صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں عجب نہیں کہ ہدایت پائیں۔ واللہ الھادی الی سبیل الرشاد۔

دیوبندیوں کے نزدیک امتی اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں

۲۹۔ علمائے دیوبند انبیا علیہم السلام کی تنقیص شان کے اس قدر عادی ہیں کہ جہاں دیکھیے کمالات انبیا کو گھٹاتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کی طرح کہا جس کی تفصیل نمبر ۲ میں گزری۔ رہی عملی فضیلت اس کو مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے ختم کر دیا، صاف کہہ دیا کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس ص ۵۔

تھانوی صاحب نے حضور کو علم میں گھٹایا نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹا دیا لہٰذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئیں۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے رہبر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کلام میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے چنانچہ شامی میں ہے۔ مفہوم التصنیف حجۃ۔ مقامع الحدید ص ۴۲۔[1]

دیوبندی چال کا کہیں ٹھکانا ہے ایک ایک چال میں دو دو چالبازیاں ہیں۔ پہلی چالبازی تو لفظ بظاہر سے یہ پردہ ڈالنا ہے کہ حقیقت میں برابر ہونا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جعلسازی یہ کہ علامہ شامی کو اپنے علما میں شمار کر لیا۔

[1] مکتبہ فریدیہ سے حاصل کریں۔

اس سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی دیوبندی نجدی پرست اپنی چالبازی سے سنی بننا چاہتے ہیں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی اور نجدی پرستوں کے جو احکام بیان فرماتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ نجدی اور نجدی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ص۲۳ میں گزری لہذا علامہ شامی کو اپنے علما میں شمار کرنا فریب کاری اور علامہ شامی کو روحانی تکلیف دینا ہے، مفہوم مخالف تصنیفات میں اس وقت معتبر ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا احتمال ہو مگر جبکہ خود مصنف کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں مفہوم مخالف مراد لینا باطل اور مصنف کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ تحذیرالناس کی زیر بحث عبارت خود مفہوم مخالف کا انکار کر رہی ہے۔ ناظرین عبارت کو غور سے دیکھیں۔ انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اس عبارت میں انبیا علیہم السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی عمل میں انبیا کو امت سے کوئی امتیاز نہیں جبھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اگر عمل میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے لہذا معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیا علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دیوبندی یہ بتائیں کہ انبیا علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف ظاہری نظر میں ہے تو امتی حقیقت میں علم و عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیا علیہم السلام کا امتیاز علم ہی میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں عمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں لہذا مفہوم مخالف سے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔ عبارت کو مسخ کر کے دھوکہ دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جاتے گا کہ اس عبارت میں جب کہ انبیا کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

دو حال سے خالی نہیں۔ یہ حصر حقیقی ہے یا اضافی۔ اگر حصر حقیقی ہے تو عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ انبیا علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات خواہ وہ محاسن اخلاق ہوں یا خوبی اعمال، خواہ معجزات ہوں یا خوارق عادات کسی وصف میں بھی حقیقت میں انبیا امت سے ممتاز نہیں ان تمام اوصاف میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ معجزات وخرق عادات میں امتی نبی سے کیسے بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ درحقیقت امتی کسی وصف میں نبی کے قریب بھی نہیں ہو سکتا بڑائی اور برابری کے خواب دیکھنا درکنار مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر یہ عبارت دیوبندی کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خرق عادات میں جادوگرد بازی گر بھی انبیا علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی رسالہ منصب امامت میں لکھتے ہیں۔ بسیار چیزاست کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیلۂ خرق عادت شمردن می شود۔ حالانکہ امثال آں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں از ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ (منقول از فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صنہ ۲)۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خرق عادات سمجھا جاتا ہے حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کامل باتیں تو جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک حصر حقیقی بھی مراد ہو سکتا ہے اور اگر حصر اضافی مراد ہو تو یہ حصر بھی بہ نسبت عمل کے ہوگا کیونکہ نانوتوی صاحب یہاں علم وعمل ہی میں گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالات ذی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا عملی۔ پھر کہا انبیا اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال کمال عملی ہے۔ خود اس عبارت

میں انبیا کے امتیاز کو علوم میں منحصر کر کے کہا رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا یہ حصر اضافی بہ نسبت عمل کے ہوا اور معنی یہ ہوتے کہ انبیا اپنی امت سے صرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں اب یہ امتیاز یا تو حقیقت میں ہے یا صرف ظاہری نظر میں ہے اگر صرف ظاہری نظر میں ہے تو یہ معنی ہوئے کہ انبیا کا امتیاز علمی صرف ظاہر میں ہے حقیقت میں علم و عمل دونوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ علم و عمل دونوں میں حقیقت میں امتی بسا اوقات برابر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو یہ معنی ہوئے کہ حقیقت میں انبیا علیہم السلام علم میں ممتاز ہیں اور یہ امتیاز حقیقت میں چونکہ بہ نسبت عمل کے علم میں منحصر ہے لہٰذا عمل میں حقیقت میں امتیاز نہیں ہو سکتا ورنہ حصر اضافی بھی باطل ہو جائے گا لہٰذا خواہ حقیقی مراد ہو یا اضافی امتیاز بھی صرف ظاہری نظر میں لیا جائے یا حقیقت میں بہرصورت نبی کو امت پر عمل میں حقیقتاً واقعتہً کوئی فضیلت نہ ہوئی اور امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا حقیقت میں واقعتہً مراد ہوا۔

پھر رہبر صاحب کا لکھنا لیکن واقعتہً ہمیشہ نبی کے اعمال بڑھتے رہتے ہیں۔ سفید جھوٹ اور سیاہ فریب ہے۔ اس عبارت کی توجیہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو وزن ہے وہ امتی کے پونے دو لاکھ نمازوں کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور نرا تقیہ ہے ورنہ ع۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان ہوتا تو شانِ رسالت میں ایسی بدلگامیاں ہرگز نہ کرتے نہ ایسے بدلگاموں کا دامن تھامتے بلکہ ان پر لعنت کر کے الگ ہو جاتے جب تحذیر الناس کی اس عبارت نے مفہوم مخالف کے مخالف ہو کر خود ہی اس کو رد کر دیا اور لفظ بظاہر سے وہ فریب نہ چل سکا جو رہبر صاحب نے چلانا چاہا تھا

تو اب بظاہر کے یہ معنی ہوئے کہ حقیقۃً وواقعۃً امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا یہ بالکل ظاہر بات ہے اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں یہ قطعاً بدیہی امر ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جائے کہ بظاہر کل جز سے بڑا ہوتا ہے یعنی یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تفسیر کبیر کی یہ عبارت قد یجد فی الامۃ من ھو اطول عمرا و اشد اجتہاداً من النبی صلے اللہ علیہ وسلم. یعنی ہم کبھی امت میں ایسا شخص پاتے ہیں جو نبی سے عمر میں دراز اور کوشش میں زیادہ ہوتا ہے. امتی کے عمر اور کوشش میں بڑھنے کا تذکرہ ہے نہ یہاں نبی کے امتیاز کا حصر ہے نہ عمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر لہٰذا اس کو نانوتوی صاحب کی سند بنانا سند جہل ہے. امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبندی اپنا ہم عقیدہ نہ سمجھیں وہ تو وہابی کش ہیں، تفسیر کبیر میں سینکڑوں جگہ دیوبندی عقیدوں کا رد کیا ہے. ان کا کلام تمہارے لیئے مفید کب ہو سکتا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے

نمبر ۳۰. علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے

اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لیئے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی ومولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شیطان والی عبارت ملاحظہ ہو.

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے. شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن وحدیث سے) ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس

سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص۵۱۔

المصباح الجدید میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ علمائے دیوبند کے پیشوا گنگوہی صاحب وانبیٹھی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے تو شرک کہا مگر اسی شرک کو شیطان کے لیئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت نے تو عقل کو رخصت کر دیا یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لیئے شرک خالص ہے وہ شیطان کے لیئے کیسے ثابت ہوسکتا ہے وہ بھی قرآن وحدیث سے۔ براہین قاطعہ کی یہ شیطان والی عبارت کفر صریح ہے۔ علمائے حرمین طیبین نے اس پر کفر کا فتوٰے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سخت توہین ہے۔
مولوی مرتضٰے حسن صاحب دربھنگی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لیئے جو وسعتِ علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے یہ تاویل کرکے مولوی خلیل احمد صاحب کو پاگل ومشرک بنا دیا۔ کیونکہ جب ان کے خصم حضور کے لیئے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے مقابلہ میں علم ذاتی کی نفی کرنا جنون ہوا۔ اور جب حضور سے علم ذاتی کی نفی کی تو وہی شیطان کیلئے ثابت مانا جو شرک ہے لہٰذا مولوی خلیل احمد صاحب پاگل مشرک ہوئے۔

المصباح الجدید کی اس تنبیہ جلیل پر براہین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر نے اپنی عادت کے مطابق اس کفر خالص پر بھی پردہ ڈالنے کے لیئے بڑی چالبازی وبددیانتی کی سفید سفید جھوٹ بھی بولے اور لطف یہ کہ اس سب کاروائی کی نسبت المصباح الجدید کی طرف کرکے الٹی گنگا بہادی آپ کہتے ہیں کہ یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ شیطان کے لیئے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ تین سطر کے بعد کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے لیئے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر آپ کے پیشوا

ہدیہ: براہین قاطعہ مکتبہ فریدیہ سے طلب کریں۔

مولوی عبد السمیع صاحب نے اس ملعون کے لیئے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض مواقع زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے جس علم کے ثابت کرنے کو شرک بتایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے. مقامع الحدید ص۳۷۔

پھر آٹھ سطر تک بد دیانتی دکھا کر کہا. بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لیئے ساری زمین کا علم نص سے ثابت مانا. مقامع الحدید ص۴۷

دیوبندی رہبر نے یوں تو ساری کتاب میں اسی قسم کی چالبازی فریب کاری افترا پردازی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اوّل کی تمام دیوبندی دین و دیانت ختم کر دی. ایک درجن وہ بہتان عظیم ہیں جو علمائے اہل سنت خصوصًا مصنف المصباح الجدید حضرت استادِ محترم قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبد السمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افترا پردازیوں سے کفر اسلام ہو سکتا ہے باوجود ان فریب کاریوں کے جو بنظرِ انصاف دیکھے گا. پکار اٹھے گا کہ براہین قاطعہ کی یہ عبارت کفر صریح ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بالیقین ہے. المصباح الجدید کا فرمان حق و بجا ہے. اس کے جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے.

اس کی وضاحت کے لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیش کر دوں. ناظرین کرام غور سے سنیں. واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں نے میلاد شریف کے ناجائز و حرام شرک وکفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک و بدعت کا بڑا شور مچایا تھا اس وقت حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندی فتووں کے رد میں انوار ساطعہ لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبد الجبار عمر پوری کے فتوے کی اس عبارت سے ہے.

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے

ہیں شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

یہ دیوبندیوں کی مجنونانہ بڑ تھی کہاں تشریف لانا کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ ان دونوں میں کیا تعلق تشریف لانا تو مخلوق ہی کا خاصہ ہے۔ مگر مولانا عبدالسمیع صاحب نے اس سے چشم پوشی فرماکر دو طرح اس کارد کیا۔ ایک یہ کہ میلاد شریف کی چند مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ دوسرے یہ کہ ہر جگہ موجود ہونا خدائے تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں اس لئے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کر دی ہے وہ تو مقرب فرشتے ہیں شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا۔ واقدرہ علی ذلك کما اقدر ملك الموت علی نظیر ذلك۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہوجانے پر قادر کر دیا ہے۔

اس کے بعد محسوسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص تمام دنیا کی سیر کرے جہاں جائے گا آفتاب و ماہتاب کو موجود پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ چاند و سورج ہر جگہ موجود ہیں تو دیوبندی فتوے سے لازم آتا ہے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ وہ خاصہ مسلمان ہے پھر مثال دے کر فرمایا کہ روح نبی صلے اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر مقام علیین میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر کل زمین یا زمین کے بعض مقامات پر جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال کیا بعید ہے اس پر علامہ زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ شریف سے یہ عبارت پیش کی۔

کالشمس فی وسط السماء ونورھا　　یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

کالبدر من حیث التفت رأیتہ یھدی الی عینك نورا ثاقبا

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشے گا اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی جلوہ سمجھو اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان شریعۃ الکبریٰ کی یہ عبارت پیش کی قد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس مرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لو احتجبت رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین دیکھئے ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتے ہیں اگر ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہیٰ۔ اب دیکھیے یہ اولیا اللہ ان مفتی صاحبان (دیوبندیوں) کے نزدیک کس حکم میں داخل ہوں گے۔ الزوار ساطعہ بر براہین قاطعہ ص ۵۱، ۵۲۔

خلاصہ یہ کہ دیوبندی مفتی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شرک بتایا اور ہر جگہ موجود ہونا خاصہ خداوند کہا۔ غیر خدا کے لیے یہ صفت ماننا شرک بتایا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے اسی کا رد کیا کہ یہ اعتقاد شرک نہیں نہ یہ خاصا خداوندی ہے کیونکہ ملک الموت حتیٰ کہ شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و ماہتاب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی جلوہ سے مثل آفتاب و ماہتاب کے میلاد شریف کی مجلسوں میں جلوہ گر ہوں تو یہ نہ محال ہے نہ بعید۔

دیوبندی فتوے کا یہ ایسا بلیغ رد ہے کہ قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر ہٹ دھرمی کا برا ہو کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے دیوبندی مفتی کی بات بنانے اور مولانا عبدالسمیع صاحب کا رد کرنے کے لئے براہین قاطعہ میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ خود ہی یہ کفری

عبارت بیان کی۔ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ (قرآن وحدیث) کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیوبندی فتوے اور صاحب انوار ساطعہ کے قول کو نظر میں رکھ کر براہین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب انوار نے شیطان و ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہی دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا ان کے سامنے مثل چھوٹے خوان کے ہے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ خشکی میں ہو یا تری میں ہو پانی کے اندر ہو یا باہر زمین پر ہو یا ہوا میں جنگلوں میں ہو یا پہاڑوں میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر ہر جگہ جب شیطان موجود ہوتا ہے تو شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو براہین قاطعہ میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی رہبر کا یوں کہنا کہ شیطان کے لیے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا سفید جھوٹ نمبر ا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے لیے جو علم تسلیم کیا ہے وہ محض بعض مواقع زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ۲ ہوا۔

پھر یہ کہنا کہ بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لیے ساری زمین کا علم نص سے ثابت مانا رہبر صاحب کا یہ سیاہ سچ جو شمار میں نمبر ۳ ہوا۔

نہ معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبند اور سہارنپور ہی ہیں یا گنگوہ اور تھانہ بھون بھی ان میں داخل ہیں۔ مسلمانو غور کرو علمائے دیوبند نے یہ وسعت علم شیطان و ملک الموت کے لیئے بلا چون چرا نص سے ثابت مانی اور کہا شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ مگر بدعقیدگی کی رگ جو اچھلی تو اسی کو حضور کے لیئے شرک بتا دیا اور کہدیا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے کتنی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان کے لیئے مانا ہے اسی کا حضور کے لیئے انکار ہے اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہٰذا حضور سے علم عطائی کی وسعت کی ہی نفی کی حضور کے علم عطائی ہی کو شرک کہا مگر دیوبندی رہبر یہاں بھی چالبازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسری بددیانتی معترض صاحب نے یہ کی ہے کہ منقولہ بالا عبارت کے بعد اسی براہین میں یہ تصریح تھی کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ معترض نے از راہ خیانت اس فقرہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ اس سے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ مقامع ص۴۔

رہبر صاحب آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا مقابل ہے جو فرق کرنے لگے۔ اس کے بعد والی عبارت سے تو دھوکا نہیں لگا۔ وہ یہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالےٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ براہین قاطعہ ص۵۲۔

خبردار ہوشیار اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبند یا سہارنپور سے جلسہ کی خبر دے کر تھانوی صاحب کو بلا لیا گیا اس سے تھانوی صاحب کو ساری

زمین کا علم ہوگیا لہذا صاحب براہین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے دھوکہ کھایا ہو تو پھر ہوش سنبھال کر سنو ذاتی جس طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے جب عطائی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الٰہی اور جب مجازی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقۃً اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ اگرچہ وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام وخاص سب میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کرتے ہو یہ چیز ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ لیتے ہو بغیر خدا کے دیئے اور پھینکے ہوئے پتھر کی حرکت کو تمام عقلا نے ذاتی شمار کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عطائے الٰہی ہے ہوش سنبھال کر کہنا کیونکہ پتھر کو خود تم نے پھینکا ہے اور اس کی حرکت کا خالق اللہ ہے۔ مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقۃً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی کے براہین قاطعہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے۔ کہ جس طرح خدا کے دیئے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقۃً اس علم سے متصف ہے اور نص سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا کا دیا ہوا حضور کو مانا جائے اور حضور حقیقۃً اس صفت علم سے متصف ہوں تو بوجہ خلاف نصوص قطعیہ کے شرک خالص ہے۔ ذاتی کے یہی معنی لے کر مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بالذات لکھا ہے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ تحذیر الناس صـ۴۔

اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الٰہی لیئے جائیں تو لازم آئیگا کہ مولوی قاسم صاحب حضور کی نبوت بغیر خدا کے دیئے مانتے تھے جو شرک خالص ہے

ذاتی کے اس معنی پر خود اسی عبارت کی اشارۃ النص دلیل ہے کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے جیساکہ جہلا کا عقیدہ ہے. عوام سنی جن کو دیوبندی نے جہلا کہا ہے سب حضور کیلئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتے ہیں سب کا ایمان یہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں. وہ کون سے جہلا ہیں جو بغیر خدا کے دیئے حضور کو علم مانتے ہیں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہارن پور کے، گنگوہ کے جہلا ہیں یا تھانہ بھون کے ذرا بتاؤ تو بھواؤ تو ثابت تو کرو. ہر مسلمان خواہ کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتا ہے لہٰذا ذاتی سے وہی علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کو ساری زمین کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقتہً اس سے متصف ہیں لہٰذا خود اسی عبارت کی اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کو شامل ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیئے نص سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظر میں لاکر بھی شیطان والی عبارت کے وہی معنی ہوئے جو المصباح الجدید میں بیان فرمائے ہیں تو پھر اس دس سطر بعد والی عبارت کو نظر انداز کرنا بددیانتی کیسے ہوا. لہٰذا اس کو بددیانتی بتانا رہبر صاحب کا بہتان ۴ ہوا اور جب اس عبارت کو لے کر بھی حضور سے اسی علم کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیئے علمائے دیوبند نے نص سے ثابت مانا ہے تو مقامع الحدید میں اس عبارت کو ذکر کرکے دونوں میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ۵ ہوا. یہ عجب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارتوں کی تاویل کرنے چلتے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے. یہ نہیں سوجھتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر عطائے الٰہی لیا جائے. اب یہ مطلب ہوگا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دیئے علم کی

وسعت میں ہے تو اول تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لیئے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطائی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدائے تعالےٰ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم عبدالجبار عمرپوری براہین قاطعہ ص۴۸۔

صاحب انوار ساطعہ نے اسی صفت کے عطائی ہونے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ تعالےٰ نے ملک الموت کو حتیٰ کہ شیطان لعین کو آفتاب و ماہتاب کو بھی عنایت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی جلوہ گری شرح مواہب لدینہ و میزان شریعۃ الکبریٰ کے حوالہ سے بیان فرمائی کتنی تصریح و تنصیص ہے کہ دیوبندی مفتی عطائی کا انکار کرتا ہے۔ صاحب انوار ساطعہ اسی کا رد کر کے حضور کے لیئے عطائی کا اثبات کرتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب انوار ساطعہ کا رد کرتے ہوئے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں:۔ صاحب انوار ساطعہ نے حضور کے لیئے جو وسعت علم ثابت کی ہے اسی کو مولوی خلیل احمد صاحب نے شیطان کے لیئے تو نص سے ثابت مانا اسی کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے شرک خالص بتایا اور کہا فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے لہٰذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الٰہی پر ڈھالنا سفید جھوٹ ہے ہوا۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الٰہی میں ہوئی۔ لہٰذا مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے شیطان و ملک الموت کے لیئے بھی علم ذاتی بغیر عطائے الٰہی مانا اور نص سے ثابت مانا یہ شرک خالص ہے نیز اس تقدیر پر رہبر صاحب کی یہ توجیہ کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے آنحضرت کے لیئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور مفہوم مخالف جس پر خود رہبر صاحب ص۲۹ میں ایمان لا چکے ہیں یہ ہوا کہ آدھی یا

چوتھائی زمین کا ذاتی علم یعنی بغیر عطائے الٰہی حضور کے لیئے ثابت کرنا شرک نہیں کیوں رہبر صاحب کہاں ہو اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر بھی ایمان کہ ایک ذرہ سے کمتر بھی غیر خدا کے لیئے شرک ہے اس آدھی چوتھائی زمین کے ذروں کو شمار کر کے تو بتاؤ کتنے شرک ہوتے۔ دروغ گورا حافظ نباشد آپ پر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ ۷ ہوا۔ اور اس تقدیر پر گنگوہی و انبیٹھی مشرک ہوتے۔ یہی وہ قاہر عذاب شدید ہے جس سے پناہ نہ ملی اور بہانہ بنانا پڑا کہ یہ چیز مبحث تکفیر سے الگ ہے۔ معترض صاحب اور ان کے برادری کے فرد ارکان پہلے اپنی خیانت اور اس کی بنیاد پر جو تکفیر فتوے دیا گیا ہے اس کی غلطی تسلیم کر لیں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مقامع الحدید ص۵۔

کیا خوب باوجود چوری ثابت ہونے کے پہلے چور کو چھوڑ دو اس کے بعد صفائی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو۔ مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی اور دوسرے دیوبندیوں کی اس توجیہ نے تمہارے گنگوہی و انبیٹھی دونوں کو مشرک کر دیا لہٰذا اس کو مبحث تکفیر سے الگ بتانا رہبر صاحب کا جھوٹ ۸ ہوا۔

جس علم کی حضور سے نفی کی ہے اسی علم کو شیطان کے لیئے ثابت مانا ہے۔ لہٰذا اس قول کو حماقت بتانا کھلی حماقت اور رہبر صاحب کا جھوٹ ۹ ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد انوار ساطعہ اور خود اس کفری عبارت کے ہر ہر فقرے نے حتیٰ کہ تائیدی عبارت نے بھی ثابت کر دیا کہ حضور سے محیط زمین کے علم عطائی کی ہی نفی کی ہے اسی کو حضور کے لیئے ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیئے نص سے ثابت مانا ہے تو پھر اس شیطان والی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطان و ملک الموت کے علم کی اس وسعت کو دیکھ کر جو مولوی عبد السمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کی ہے (اور جو یقیناً عطائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا اور یہ سمجھنا کہ حضور چونکہ افضل

المخلوقات ہیں اس لیئے تمام روئے زمین کا علم محیط بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں شرک اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔ مقامع الحدید ص۵۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ بنا ہوا۔ کیا حضور کے لیئے کوئی وصف ثابت کیا جائے وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں اس لیئے یہ وصف بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکتے ہیں یہ ہے دیوبندی برادری کی جہالت وحماقت اور اس پر دعوے علم۔ اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں، لہٰذا حضور میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لیئے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا۔ گنگوہی انبیٹھی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی وسعت علمی کے دلائل بنا لیا نص گردان لیا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر اسی انوار ساطعہ میں انہی مولانا عبدالسمیع صاحب نے شرح مواہب لدینہ کی عبارت پیش کی۔ میزان شریعتہ الکبرٰے کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف نصوص قطعیہ کہہ کر شرک خالص بتا دیا اور وہ نصوص قطعیہ کون سے جن کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا یہ کہ مولوی عبدالحق روائت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ براہین قاطعہ ص۵۱۔

اف رے عداوت یہ وہ بے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدارج النبوت شریف میں رد کیا اور فرمایا این سخن اصلے ندارد۔ اس مردود قول کو روایت بتا کر حدیث بنایا اور نصوص قطعیہ میں شمار کیا۔ مسلمانو انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ اللعن سے عقیدت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ خوش عقیدگی ہو سکتی ہے تو آپ کے بزرگوار مولوی عبدالسمیع صاحب کی ہو سکتی ہے

کہ انہوں نے ہی دلائل سے اس ملعون کے علم کی وسعت ثابت کی ہے۔ مقامع الحدید صلا۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملا ہوا۔

ان فریبوں اور بہتانوں کے بعد رہبر صاحب نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کرنے کے لیئے یہ چال چلی اور پہلے ذرا ہلکے ہلکے کہا کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے اور ایسے علوم غیر کمالیہ اگر انبیا علیہم السلام کو عطا نہ ہوں اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دے دیئے جائیں تو اس پر کوئی مضائقہ نہیں حضور خود فرماتے ہیں انتم اعلم بامور دنیاکم۔ اپنی دنیا کی باتیں تم ہی زیادہ جانو اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوتہ علیہا۔ ترجمہ ہو سکتا ہے کہ غیر نبی کا علم نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے ان چیزوں میں جس پر نبوت کا مدار نہ ہو خلاصہ کلام یہ کہ انبیا علیہم السلام کی علمی فضیلت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے ناقص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطانی علوم سے ان کا قلب منور پاک ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ پیغمبروں کا علم شیطانی باتوں کو بھی محیط ہونا چاہیئے اور معاذ اللہ علوم شیطنت میں بھی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیئے محض شیطانی وسوسہ ہے جو محض انہیں کو رد ماغوں کو ہو سکتا ہے جو علوم شیطنت اور علوم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک گھی اور گوبر موتی اور پتھر کی ایک قیمت ہو۔ مقامع الحدید صلا۔

ناظرین غور فرمائیں رہبر صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شانِ نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے لہٰذا یہ علم زمین اگر انبیا علیہم السلام کو نہ ملے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو (شیطان وتھانوی گنگوہی کو)

دیا جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر خلاصہ میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص علوم میں ہے جن سے انبیا کا قلب منزہ پاک ہوتا ہے کیونکہ رہبر صاحب پہلے اپنی بحث کی تخصیص کر چکے ہیں کہ بحث صرف علم زمین میں ہے لہٰذا خلاصہ میں علم زمین ہی کو علم شیطانی کہا دیوبندی کی اس جرأت پر حیرت ہے کہ اس ناپاک خلاصہ کی نسبت حدیث و تفسیر کی طرف کر دی یہ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کمالات گھٹانے ہی کے لیئے پڑھتے ہیں جبھی تو حضور کا یہ فرمان نہ سوجھا۔ حدیث فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموٰت والارض مشکوٰۃ شریف منٹ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ پس میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز جان لی پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ نہ حضور کا یہ ارشاد نظر آیا۔ حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (مواہب لدینہ وطبرانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا میرے پیش نظر کر دی، پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف اس مضمون کی سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیوبندی نے چھانٹی تو حدیث انتم اعلم باموردینا کم اور لطف یہ کہ تھانوی صاحب کی حمایت کے لیئے تو اپنے حاشیوں کے ایڈیشن تک دکھائیں اور حدیث شریف کی شرح سے بھی جو اکابر امت ومعتمدین ملت نے بیان فرمائیں آنکھیں بند کر جائیں یہ تھانوی حمایت اور محمدی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیوبندیو اس حدیث پر اپنے شیطانی

شبہ کا جواب سنو جو شفا شریف کی شرح میں موجود ہے۔ قال الشیخ سیدی محمد السنوسی ارادانہ یحملھم علی خرق العوائد فی ذالك الی باب التوکل و اما ھناك فلم یمتثلوا فقال انتم عارف بدنیا کم ولو امتثلوا و تحملوا فی سنة و سنین لکفوا امر ھذہ المحنة۔ شرح شفا قاضی عیاض لملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خلاف عوائد برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح (نر کھجور کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھنا) نہ کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ دیکھا یہ ہے حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی تھی مگر جب وہ صبر نہ کر سکے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیئے دیوبندی نے نیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی نفی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں۔ انیست معنے آنچہ در بعضے روایات دریں قضیہ آمدہ کہ فرمود انتم اعلم بامور دنیاکم شما دانا ترید بکارہائے خود یعنی مرا کارے والتفاتے بداں نیست والا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دانا ترست از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت اشعت اللمعات صنٓ۔

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلم بامور دنیاکم کا مطلب یہ ہے کہ مجھے دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

مسلمانو! سنا تم نے حضور نے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء جان لیں ساری زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ آیت کریمہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت کا مشاہدہ ثابت

اور اسی آیت کے لفظ کذالک سے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے ثابت محدثین کرام نے حدیث پر شیطانی شبہہ کا جواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی۔ مگر دیوبندی پر نہ آیت کو مانیں نہ حدیث سنیں نہ محدثین کے فرمان پر کان دھریں بلکہ حضور کا علم گھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لیئے یہ چال چلی کہ علم زمین کو علم شیطانی قرار دیا علوم شیطنت و علوم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے کو گوبر اور دوسرے کو گھی بتایا۔

لہٰذا رہبر صاحب کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دیوبندی بتائیں کہ وہ شیطانی علوم کون کون سے ہیں جو گوبر کی طرح نجس ہیں جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہارے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ علوم شانِ رسالت کے لائق نہیں مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں ان اللہ بکل شی علیم اللہ تعالےٰ ہر شے کا عالم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس کلیہ میں وہ شیطانی علوم جو تم نے اپنے شیطان کے لیئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ داخل ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان معاذ اللہ۔ اللہ تعالےٰ سے بھی بڑھا ہوا ہے اور بغیر خدا کے دیئے! سینئے وہ علوم خود حاصل کرلیئے ہیں دیوبندیو کیا اس کے لیئے تم علوم ذاتی مانتے ہو۔ شیطان کے لیئے علم ذاتی ماننا تمہارے نزدیک شرک نہیں خالص توحید ہے اور اگر اللہ تعالےٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ علوم شیطانی اتنے گندے جن کو تم گوبر بتاتے ہو اور نبی کی شان کے لائق نہیں مانتے تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہوئے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان نبی کی شان سے اتنی گھٹی ہوئی ہے کہ گوبر سب نجاستوں کے ساتھ متصف ہوتا ہے تمہارے ایمان میں تو لکھا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان ص۱۶ بولو کچھ تو بولو کیا بولو گے۔ یہ سب نبی کی عداوت کا عذاب ہے۔ کذلک العذاب و لعذاب الاخرۃ اکبر لو

کانوا یعملون. عقل کے دشمنو علم کسی چیز کا گندا نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندی سے گندی
بری سے بری چیز کا علم بھی اس کے جہل سے ہزاروں درجہ افضل ہے علم شے بہ از
جہل شے مسلم ہے. البتہ اس گندی چیز کو عمل میں لانا اور کرنا برا ہوتا ہے جیسے ایک
تو کوے کا علم یہ جاننا کہ کوا ایک سیاہ پرندہ ہے جس کی گردن کا رنگ سفیدی
مائل ہوتا ہے نجاست کھاتا ہے خبیث جانور ہے. قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ
سے اس کی حرمت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس خبیث ناپاک حرام
جانور کا کھانا کوے کا یہ علم یقیناً فضیلت رکھتا ہے. برا اور گندا اور ناپاک و حرام
جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو مسلمان کی شان کے لائق نہیں نہ کہ اس کے علم ہی کو
برا بتایا جائے اسی طرح تمام گندی چیزوں کو قیاس کرو. انوار ساطعہ کا یہ فرمان کہ اہلسنت
ناپاک جگہوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعوےٰ نہیں کرتے حق و بجا ہے اس سے
یہ سمجھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم بھی نہیں مانتے یہ نری کوردماغی کوڑمغزی ہے کسی
جگہ کے علم کے لیئے اسی جگہ کے علم کے لیئے اسی جگہ جانا کیا ضروری ہے دور سے بھی علم
ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دور سے دیکھ بھی سکتے ہیں. اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریہ میں
شامل کرنے سے باز نہ آؤ تو تھانوی صاحب سے پوچھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا
نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعوےٰ کیوں. اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف لے جا چکے
ہیں. ہم کہتے ہیں کہ گئے تو نہیں ہیں مگر اپنے کفر سے بغیر توبہ کیئے مر گئے تو جائیں گے
ضرور. ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ حرام چیزیں بری ہیں یا نہیں اگر کہیئے نہیں تو
وہی گوبر اور گھی والی مثال آپ پر صادق مگر جس نے قرآن پڑھا ہے اسے معلوم
ہے کہ بے شک بری ہیں وہ یحرم الخبائث پھر اگر دیوبندیوں کے طور پر بری چیز کا علم
بھی برا ہوتا ہے اور بری چیزوں کا جاننا شانِ رسالت کے منافی ہے تو انبیاء علیہم السلام
کو کیا محرمات کا بھی علم نہ تھا. حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے
بعض لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر استدلال کیا ہے اس پر امام

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منع وارد کی یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لاتتوقف نبوتہ علیھا۔ ممکن ہے کہ غیر نبی نبی پر فوقیت لے جائے۔ علوم نبوت کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کبیر کا یہ قول مانع کے لئے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے صرف ممکن ہونا ہرگز کافی نہیں اور دیوبندی تو اس جگہ مستدل ہیں کیونکہ مولوی عبدالجبار عمرپوری دیوبندی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شرک بتایا مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے لئے وہ شیطان والی عبارت بولی۔ جس کی حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھلے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ مگر ذرا ترکیب سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا ہوا ہے۔ ان کی صـ۴۷ کی پوری عبارت اس پر دلیل ہے۔

لہٰذا دیوبندی اس جگہ مستدل ہیں اور تفسیر کبیر کے لفظ یجوز سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے ہیں لہٰذا اگر یجوز اور ہو سکتا ہے سے دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور نتیجہ کی فعلیت لازم ہے تو لو سنو۔

۱۔ یجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد فی النار فیکون التھانوی فی النار۔

۲۔ ویجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد واجب القتل فیکون التھانوی واجب القتل۔

۳۔ ویجوز ان یکون التھانوی مرتدا وکل مرتد جاز ان یکون قردا وخنزیرا فیکون التھانوی قردا وخنزیرا۔

لہٰذا دیوبندی پہلے یجوز سے یہ تمام نتیجے نکال کر تھانوی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام لیں۔ کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۰

پھر اس عبارت تفسیر کبیر سے آپ کا منشا یہ ہے کہ غیر انبیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم نبوت کے غیر میں بڑھ سکتے ہیں اور وہ علم انسانی کمالات نہیں جسکو آپ نے خود بیان کیا تو بتائیے کہ خضر علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی میں ہے یا نہیں۔ دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش نظر رکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم جو انسان کے کمالات سے نہیں اسی کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا وعلمنٰہ من لدنا علما اور اسی کو موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ ھل تعلمن مما علمت رشدا اور یہ بتائیے کہ تجویز میں دونوں جانب کا احتمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جائے یا نہ پایا جائے تو اب دیوبندی برادری بولے کہ خلاصہ کلام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہوا یہی نہ کہ گوبر بھی بتانا جاتا ہے پھر حضور کا اس کے ساتھ متصف ہونا جائز بھی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی خباثت جن کے دماغوں میں گوبر بھرا ہوتا ہے وہی ایسا سمجھتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

المصباح الجدید دیوبندیوں کے رد میں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو اپنی آپ ہی نظیر ہے باوجودیکہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ عریاں تصویر ہے جس میں ذریت دجالیہ دیوبندیہ کے تمیس[۱] گندے عقیدے بمزوار دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انعامی رقم وصول کرتا اور انشاءاللہ نہ قیامت تک ہمت ہو سکے۔

الحمد للہ کہ المصباح الجدید نے دیوبندیوں کو دم بخود کر دیا۔ گورستان دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ پھنسے پھنسائے ہاتھ سے نکل رہے ہیں تو اس کے جواب میں مقامع الحدید لکھی جس میں دیوبندی سنت کے مطابق بڑی بڑی مکاری، فریب کاری، چالبازی، افترا پردازی، بہتان طرازی

[۱] المصباح الجدید مکتبہ فریدیہ سے طلب کریں۔

سے دیوبندی مذہب کی عریاں تصویر کو چھپانے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی اس کے دو باب مقرر کیئے۔ پہلے باب میں اپنے تیس ۳۰ دجالی عقیدوں پر خوب ملمع سازی کیا اور بڑی تقیہ بازی کی دجل و مکر کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور باب دوم میں دیوبندی تہذیب کا آئینہ دکھایا ہے بفضلہ تعالیٰ العذاب الشدید نے جب مقامع الحدید کے باب اول کے دھوئیں اڑا دیئے پرزے پرزے کر دیئے تو دیوبندی آئینہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے لیئے تو عذاب الٰہی کا ایک پتھر ہی کافی ودانی ہے۔ ایک اشارہ ہی میں چکنا چور کر دے گا۔ لہٰذا اب وہ باب دوم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وبا اللہ التوفیق۔

باب دوم

دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

ملا۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالے کا علم لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث اور اختیاری ہے۔ جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے غیب دریافت کر لیتا ہے جب تک نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی ہی شان ہے۔ تقویۃ الایمان صہ۱ مطبع مجتبائی دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا لہٰذا جب تک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الٰہی اختیاری ہوا لہٰذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان ہے کہ علم الٰہی ممکن بھی ہے۔ حادث بھی ہے اختیاری بھی ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک خدا کی شان

ملا۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ زمان و مکان میں گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اس کے دیدار کو بلا جہت و بغیر مقابلہ کے جاننا بدعت حقیقیہ ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت واثبات رویت بلاجہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمار د انتہی ملخصاً ایضاح الحق ص ۳۵، ۳۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا زمان و مکان سے پاک ہونا اور اس کا دیدار بغیر جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقیہ ہے۔ اگر اس کا معتقد ان باتوں کو دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدوس کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعت حقیقیہ ہوا تو ضرور خدائے تعالیٰ کسی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب زمانہ میں محدود ہوا تو ضرور اس کی کچھ عمر ہوگی۔ لہٰذا دیوبندیو ذرا بتاؤ تو تمہارے خدا کی عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب حساب کرکے ٹھیک بتانا

دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان

۳۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدائے تعالیٰ واقع میں جھوٹا ہوجائے تو کوئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھوٹ پر مطلع نہ ہوں کیونکہ خدا جھوٹ بولنے میں صرف بندوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا کو جھوٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصے از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست رسالہ یکروزی ص ۱۴۴۔

علماء اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں آپ کا شریک و ہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہٰذا اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تکذیب ہو اور کذب الٰہی لازم آئے اس کے جواب میں مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کفری بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نص کی تکذیب ہوگی

لہٰذا صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالےٰ کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انہیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں کہ جھوٹ ہونا بتائیے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے۔ جب ان کی مت مار دی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیو: تمہارا خدا ایسا عیب دار ہے کہ واقع میں جھوٹ بولے اور کوئی حرج بھی نہ ہو اور اتنا بزدل کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ۔ اسی وجہ سے تم جھوٹ بولنے کے عادی ہو اور بزدل اتنے کہ ڈر کے مارے مسلمانوں سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

۴۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا کہ جس پر بندے مطلع نہ ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع و القائے آں بر ملائکہ و انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست و الا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد یکروزی ص ۱۴۵

یعنی خدا جھوٹی جھوٹی باتیں گڑھ کر فرشتوں اور نبیوں کو خبر دینے پر قادر ہے کیونکہ اگر اس جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل صراحۃً ثابت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لیئے کر سکتا ہے وہ سب خدائے تعالےٰ کی ذات پر روا ہے، خدا بھی اپنے لیئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایک کام بھی ایسا ہو جو بندہ کر سکے اور خدا نہ کر

توبندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہٰذا اب دیوبندی دھرم میں خدا کی شان سنو اور دیوبندی دلیل سے ہر شان کو ثابت کیے جاؤ۔

خدا کھانا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پیشاب پھر سکتا ہے چل پھر سکتا ہے، راستہ بھول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا ظالم ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے۔ اپنی آنکھیں پھوڑ کر اندھا ہو سکتا ہے۔ خدا گلا گھونٹ کر، زہر کھا کر، تلوار، بندوق مار کر، برچھی بھالے سے جگر چھید کر، خودکشی کر سکتا ہے، خدا پانی میں ڈوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر مر سکتا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے، خدا بھیک مانگ سکتا ہے، دوسروں کو اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا چوری کر سکتا ہے، گرہ کاٹ سکتا ہے۔ ڈاکہ مار سکتا ہے خدا دیوبندیوں کی طرح گاندھی کی جے پکار سکتا ہے، کھدر پہن کر گاندھی کیپ اوڑھ کر بندے ماترم کا گیت گا سکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالشکور وغیرہ کی طرح جیل جا سکتا ہے، مولوی احمد سعید کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پرگنہ کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر بھی رہائی نہ ہو تو جیل جا سکتا ہے۔ ان سب باتوں میں سے دیوبندی جس کا بھی انکار کریں فوراً ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دو۔ مثلاً کوئی دیوبندی کہے کہ خدا گلا گھونٹ کر نہیں مر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ انسان اپنا گلا گھونٹ کر مر سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گلا گھونٹ کر نہ مر سکے تو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جاتے لہٰذا تمہارے نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گلا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے عیبوں کی گنتی نہ شمار۔

واہ رے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے شہید شاباش کیا دلیل

بیان کی ہے۔ صرف خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لیئے اس کی ذات مقدس پر غیر متناہی عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان غور فرمائیں دیوبندی بھی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم وضروری نہیں۔ سارے عیبوں تمام بے حیائیوں کو خود تمہارے ہی شہید نے اللہ عزوجل کے لیئے لازم کر دیا ہے۔ باوجود اس کے دیوبندی رہبر کا یہ بہتان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خانیوں کے بانی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خانصاحب) نے ازراہ افترا و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔ مقامع الجدید ص۸۱

دیوبندیو یاد رکھو ایسے بہتانوں سے تمہارے شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ رسالہ یک روزی کی مذکورہ عبارت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کو خدا کیلئے لازم وضروری کر دیا ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان میں سے بعض کو نمونتہً ذکر کر دیا ہے۔ تاکہ دیوبندی اپنے شہید کی شان اور خوش عقیدگی سے واقف ہو جائیں۔ مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے عوض بوکھلا بوکھلا کر اعلیٰحضرت اور علماً اہل سنت پر تبرا کیا بہت سی گالیاں دیں۔ گالیوں کی کیا شکایت۔ دیوبندی رہبروں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن تھاما ہے۔ جو بظاہر خداوند قدوس کو جھوٹا ہی نہیں بلکہ تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کا خمیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ توحید کے علمبردار بن کر اہل سنت کی سنت پر منہ مارتے ہیں شرم نہیں آتی، آدے کہاں سے شرم وحیا تو ایمان کا حصہ ہے الحیاء شعبۃ من الایمان حق ہے۔

دیوبندی دھرم میں رسول کی شان

نمبر۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری، چودھری اور پدھان زیادہ سے زیادہ گاؤں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک رسول کی بس یہی شان ہے۔

حوالہ۔ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۵۸ مطبع صدیقی دہلی۔

اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے۔ کتنا بلند کتنا برتر کتنا اونچا کہ چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے جا ملا۔ اسی وجہ سے دیوبندی، مولوی اسمٰعیل صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری چودھری کی طرح ہے۔

نمبر۲۔ دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذرہ برابر بھی نہیں۔ ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ۔ سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷ مطبع صدیقی دہلی

یہ قرآن مجید کا رد ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلِلّٰہِ العِزَّۃُ ولرسولہ وللمومنین۔ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیۓ عزت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لیۓ فرمایا وکان عند اللہ وجیھا۔ موسےٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک با عزت ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لیۓ فرمایا۔ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ۔ عیسیٰ علیہ السلام دونوں جہان میں عزت والے ہیں۔ دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کرکے رسول کی شان ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر کر دی۔ دیوبندی اسی لیۓ مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شانِ رسالت کو گھٹانے کیلئے قرآن مجید کا رد کیا ہے۔

۳ ۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے لطف یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس خبیث قول کا افترا خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ ۔ یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں تقویۃ الایمان صہ ۸۲ ۔ مطبع صدیقی دہلی ۔

ظالم پر اللہ کی لعنت ۔ حضور نے تو فرمایا ہے انّ اللہ حرّم علے الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یُرزق ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں ۔ یہاں شانِ رسالت گھٹانے کے لیے دیوبندیوں کے شہید نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے ۔

۴ ۔ کھانے پینے پہننے میں رسول کے حکم پر چلنا شرک ہے ۔ رسول کے فرمانے سے کوئی کام کرنا ، رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز رہنا شرک ہے ۔ دیوبندی دھرم میں رسول کی یہی شان ہے ۔

حوالہ ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں ۔ کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو فرمایا برتنا جو منع کیا ۔ اس سے دور رہنا اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے ۔ تقویت الایمان لخصاً صہ ۱۳ ، ۱۴

یہ بھی قرآن مجید کا رد ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ہمارے رسول جو حکم دیں وہ کرو جس چیز سے روکیں باز رہو ۔ مسلمانو! انصاف کرو یہ ارشاد الٰہی دیوبندی شہید کے نزدیک شرک ہے

۵۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ نماز میں حضور کا تصوّر کرنا ظلمت بالائے ظلمت ہے۔ آپ کی طرف خیال سے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصوّر اور خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے نمازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توجہ کرنے سے نمازی مشرک ہوجاتا ہے

حوالہ۔ بمقتضائے ظلماتٌ بعضھا فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (محمد رسول اللہ ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ صراط مستقیم مترجم اردو مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی۔

مسلمانو! للّٰہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تصوّر کو ظلمت بالائے ظلمت کہنا آپ کے تصور کو گدھے اور بیل کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بُرا بتانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شان رفیع میں سڑی گالی اور کھلی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل نبی کی سرداری چودھری اور پدھان کی طرح بتائے۔
کہیں وہ بھی اڑائے اور ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلنا شرک بتائے۔ حد یہ کہ مار کر مٹی میں ملائے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خالص توحید اور درس معرفت ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہی مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علمار اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرا کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی رہبر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لیئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہو کر باخبر رہیں اور ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہٰذا سنو۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان

ا۔ قرآن مجید کا فرمان دیوبندیوں کے نزدیک غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

حوالہ۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ٥

ترجمہ۔ ہم یہ کہاوتیں لوگوں کے لیئے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال وکہاوتیں یقیناً قرآن ہیں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں بہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصاً تقویۃ الایمان ص۳ مطبع صدیقی دہلی

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے

حوالہ۔ آیت ۱۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ ترجمہ۔ انہیں دولتمند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ تنبیہ۔ خوب یاد رہے اللہ اور اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت ۲۔ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ۔ ترجمہ۔ اے عیسیٰ تو

تندرست کرتا ہے۔ مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔ تنبیہہ۔ یاد رکھنا اللہ کے حکم سے عیسیٰ علیہ السلام تندرست کرتے ہیں۔

آیت ۳ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ٥

ترجمہ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تنبیہہ۔ یاد رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ کے حکم سے مردے جلاتے ہیں۔

اب ان آیتوں پر دیوبندیوں کے شہید علمبردار توحید کا فتوےٰ سنو۔ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی۔ مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اولیا بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے۔ اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ انتہیٰ ملخصاً تقویۃ الایمان ص۱۱ مطبع صدیقی دہلی

تنبیہہ۔ یہ اسماعیلی حکم ضرور یاد رہے کہ روزی کی کشائش، دولت مند کرنا، تندرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی شرک ہے۔

اب مسلمان بنظرِ انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں تو آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی حکم سے تینوں آیتوں میں شرک کی تعلیم ہے کیونکہ پہلی آیت میں ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دولت مند کر دیا دوسری اور تیسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا تصرف مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندرست کرنا اور مردے جلانا بیان فرمایا۔ رہا یہ کہ اللہ کے حکم سے تندرست

کیا، اللہ کے حکم سے مردے جلاتے مگر یہ قید شرک سے نہ بچا سکے گی کیونکہ، ابھی
حکم سن چکے کہ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے بھی یہ تصرف ماننا شرک ہے اسی سے
اللہ عزوجل انبیا علیہم السلام، تمام مومنین، ملائکہ مقربین سب کا حکم ثابت
ہوگیا، کہ تقویۃ الایمانی حکم سے یہ سب مشرک ہیں کیونکہ یہ شرک کہلانے والا اللہ
واحد لاشریک ہے۔ کرنے والے اس کے انبیا علیہم السلام ہیں۔ ان
آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مومنین اور کل فرشتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کے
نزدیک سبھی مشرک ہوئے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے
والوں کی بس یہی شان ہے۔

دیوبندی رہبر نے جو صا۸ تا ۸۳ سرخیاں قائم کی ہیں۔ رضاخانی
مذہب میں رسول کی شان، رضاخانی مذہب اور قرآن کی شان، رضاخانی مذہب
میں ملائکۃ الرحمٰن کی شان، رضاخانی مذہب اور ایمانیات۔ یہ اس عداوت
کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کرکے بینائی قطعاً سلب کر
دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی۔ کیونکہ
اسماعیلی شرک اور قرآنی آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل
کے نزدیک اللہ عزوجل، انبیا علیہم السلام، تمام مومنین، کل فرشتے مشرک ہی
ہیں۔

مسلمان جانتے ہیں کہ جرائم شرعیہ میں سب سے بڑا جرم شرک ہے مسلمان
کو مشرک کہنے سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں۔ چہ جائیکہ فرشتوں کو مشرک کہنا۔ انبیاء
علیہم السلام کو مشرک کہنا اللہ عزوجل کو مشرک کہنا، یہ کتنا بڑا اشد ید جرم اور
کیسی سخت سے سخت گالی ہے۔ اب اگر یہ اسماعیلی حکم دیوبندیوں کے نزدیک
بھی جرم ہے تو اس کے مجرم مولوی اسماعیل ہی ہیں۔ لہٰذا اس کی جو سزا ہو انہیں
کو دینا چاہیئے۔ مگر حیرت ہے کہ دیوبندی رہبر مولوی اسماعیل کو تو بایں جرم

شہید و پیشوا مانیں۔ علمبردار توحید مانیں اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو گالیاں دیں ان پر تبرا کریں۔ انصاف کا دشمن دیانت کا باغی اور کسے کہتے ہیں۔

دیوبندی شیطنت

اس خیانت کا کہیں ٹھکانا ہے۔ کفریات مولوی اسماعیل بکیں، خدا اور رسول کو گالیاں وہ دیں۔ قرآن مجید سے جنگ وہ کریں مگر دیوبندی رہبر جرم عائد کریں۔ اعلیٰحضرت اور علماٗ اہل سنت پر رہبر صاحب نے آنچہ النسان میکند بوزینہ نیز کے ماتحت یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضا خانیت اور اس کی امت کا اقراری کفر مقامع الحدید ص۔ یعنی اعلیٰ حضرت اور علماٗ اہل سنت کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں اور تُک یوں ملاتے ہیں کہ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الکوکبۃ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنیوالا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسمٰعیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کافر کہنا خلاف احتیاط کہا، اب خود خاں صاحب کے منہ سے سنیئے کہ ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ خاں صاحب موصوف تمہید ایمان ص۲۷ پر فرماتے ہیں۔ شفا شریف و بزازیہ فتاوٰے خیریہ وغیرہ میں ہے۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مقامع الحدید ملخصاً ص۸۳ و ص۸۴ اس تُک بندی کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خاں صاحب خود اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے بھی ایسا ہی کافر ہے۔ انتہٰی ملخصاً ص۸۴

رہبر صاحب کی اس ساری تک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ باوجود ان کفریات کے مولوی اسماعیل کی تکفیر سے اعلیٰ حضرت کا اقراری کفر ہے۔

عداوت کا برا ہو جس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس کمال احتیاط کو عیب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا۔ فاضل بریلوی نے اسماعیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام تکفیر میں انتہائی احتیاط برتی کہ متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار فرمایا۔ کہ اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ میں خفیف سے خفیف اور ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تر بھی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ مجرم کو دیا اور اسماعیل جیسے مجرم کی تکفیر سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے تھی اور سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ ایسا محتاط مفتی جس کے کفر کا فتوٰے دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہوگا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید تر بھی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا۔ لہٰذا تھانوی گنگوہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیئے تھا۔ یقین کرنا چاہیئے تھا کہ تھانوی گنگوہی وغیرہ کے اقوال کفریہ ملعونہ میں اگر ضعیف تر اور بعید تر بھی احتمال ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو حاشا وکلا اعلیٰ حضرت جیسی محتاط شخصیت کا مفتی ہرگز ہرگز ان کی تکفیر نہ کرتا۔

کُفر کلامی اور کُفر فقہی کا فرق

کسی قول کا اگر ظاہر کفر ہے۔ اگرچہ تاویل بعید سے صحیح معنی بن سکتے ہوں مگر جمہور فقہا کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے کیونکہ ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں مگر متکلمین تا وقتیکہ اس قائل کی مراد نہ معلوم ہو حکم کفر نہ کریں گے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد لیے ہیں تو متکلمین بھی اسے کافر کہیں گے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہ قول بظاہر کفر ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے

اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لہٰذا فقہاء کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہا کے نزدیک کافر ہوگا مگر اس قول میں ایک بعید پہلو نکلتا ہے اور صحیح معنی بن سکتے ہیں۔ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جائے گا کافر نہ ہوگا کیونکہ کافر منکر کو کہتے ہیں اور جس وقت دوزخ میں جائے گا منکر نہ ہوگا اس لیئے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان لاتا ہے اگرچہ وہ ایمان معتبر نہیں لہٰذا قول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لیئے کفر نہیں لہٰذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بُرا ہی کہیں گے۔ اور قائل کو اس سے رد کیں گے۔ اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل نے یہی ظاہری معنی مراد لیئے ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں۔ تو متکلمین محتاطین بھی اسے کافر ہی کہیں گے۔ کیونکہ اب یہ کفر التزامی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ۔ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور تاویل بعید نہیں سنتے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضعیف سے ضعیف احتمال بھی صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے۔ یعنی کفر کلامی وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شبہ خواہ کلام میں ہو یا متکلم میں یا تکلم میں کلام میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کلام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو

تکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس متکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو

متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کا قول ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ متکلم نے اس سے توبہ

کرلی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔
ان تینوں اقسام میں سے ہر شبہ کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی وجوہات

یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات خبیثہ ملعونہ کے متکلم اور کلام میں شبہ ہے۔ کلام میں شبہ یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دریائے علم کی وسعت نظر میں کوئی ضعیف تر احتمال اور بعید تر پہلو صحیح نکلا۔ اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی سمٰعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہٰذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسمٰعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسمٰعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ۔ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہٰذا یہ اقوال کفر کلامی نہیں اس سے دیوبندی تقویۃ الایمان وغیرہ کو عین اسلام ماننے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضعیف تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے بحرِ ذخار کی نظر وسیع میں نکل سکے۔ تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی وغیرہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے تو اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو ہی نہ سکی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یکروزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے فتوے دیئے۔ مولوی محمود حسن صاحب سے لے کر مدرسہ دیوبند کے تمام مدرسین نے ملحد و زندیق لکھا یہ فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ قول امام الطائفہ کا ہے تو لرزہ براندام ہوتے اور

کہا کہ ہائے اپنے امام ہی پر ہاتھ صاف کر دیا مگر شخصیت پرستی کا برا ہو کہ بایں کفریات خبیثہ بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہ چھوڑا۔

جب اکابر دیوبند اسماعیل کے کفری قول میں ایمانی پہلو نہ نکال سکے تو عوام کالانعام جُہال ضُلال تو کیا جانیں کیا سمجھیں سب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہٰذا اگر کسی وجہ سے مولوی اسماعیل کفر سے بچ بھی جائیں تو تقویۃ الایمان ورسالہ یکروزی و صراطِ مستقیم وغیرہ پر ایمان لانے والے تو کفر کی دلدل میں پھنسے ہی رہیں گے اور دوزخ کے کُندے ہی بنیں گے۔

پھر مولوی اسماعیل کا بچنا بھی ایک ضعیف شبہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک معتبر نہیں وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں متکلمین محتاطین تکفیر سے کفِ لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان کے نزدیک بھی ضال و مضل گمراہ بد دین اور خلق خدا کی گمراہی کا سبب ہے۔ نہ کہ شہید، امام، متقی، ولی کامل، ایسا ویسا ڈبل پیسہ۔

دیوبندی رہبر کی جہالت

کفر فقہی اور کلامی میں فرق نہ سمجھنا یہ دیوبندیوں کی پُرانی جہالت ہے اسی جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

تمہید الایمان کفر کلامی میں ہے اور الکوکبۃ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اس میں مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقہی کفریات اور ان پر فقہی احکام بیان فرمائے ہیں۔

سوال ہی میں ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک ان برادران کے پیشوا (مولوی اسمٰعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الکوکبۃ الشہابیہ ص۲۔

جواب کے شروع ہی میں ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہا کرام ان پر حکم کفر ثابت۔ الکوکبۃ الشہابیہ ص۱۔

اخیر میں ص۶۲ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) بلاشبہ جماہیر فقہا کی تصریحات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ غرضیکہ اول سے اخیر تک ساری کتاب کفر فقہی میں ہے۔ اسماعیل پر فقہی کفریات عائد ہیں۔ جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ کوئی تعارض ہے نہ تناقض۔ سبح الروض میں ہے۔ عدم التکفیر مذھب المتکلمین والتکفیر مذھب الفقھاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا مخدور یعنی کفر فقہی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہا کا مذہب ہے۔ پس جو شخص فقہا کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود احتیاطاً متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے۔ ایس میں کوئی خرابی نہیں۔

یہ دیوبندی رہبر کی کوری جہالت کا اندھیر ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں تعارض سمجھ کر اپنی مقامع کے ص۸۵ پر اعتراض کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الکوکبۃ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل کی عبارتوں کو معانی کفریہ میں صاف وصریح کہا اور تمہید الایمان میں فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔ پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں تاویل کیسی ہوسکتی ہے۔ مقامع ملخصاً ص۸۵۔

دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر فقہی اور کلامی میں فرق معلوم نہیں۔ الکوکبتہ الشہابیہ۔ جب کہ کفر فقہی میں ہے اور اس میں اصطلاح فقہا پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف صریح کے وہی معنی ہوں گے جو فقہا کے نزدیک ہیں۔ صریح کنایہ کا مقابل ہے اس کو ظہور کافی ہے۔ احتمال کی نفی ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے۔ انت طالق۔ لا یفتقر الی النیتہ لانہ صریح فیہ لغلبة الاستعمال ولونوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانہ خلاف الظاھر ویدین فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ لانہ نوی ما یحتملہ۔ یعنی انت طالق و قوع طلاق میں نیت کا محتاج نہیں کیونکہ بوجہ غلبہ استعمال کے صریح ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کھولنے کی نیت کی تو قضاءً معتبر نہ ہوگی۔ کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عنداللہ معتبر ہو گی۔ اس لئے کہ اس معنی کی نیت کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے۔ صاحب ہدایہ کی تصریح سے دو امر ظاہر ہوئے اول یہ کہ صریح وہ لفظ ہے جس کے معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دوسرے خفی معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ فقہاء اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں۔ احتمال بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں لہٰذا الکوکبتہ الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق جس قدر لفظ صاف صریح وغیرہ وارد ہوئے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبارتیں معانی کفریہ میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو مگر وہ چونکہ عند الفقہاء معتبر نہیں لہٰذا فقہائے کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر ہی ہیں۔

تمہید الایمان۔ چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح پر ہے لہٰذا اس میں صریح بمعنی متعین ہے یعنی کفری معنی ایسے متعین ہیں کہ کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں نکل سکتا۔ لہٰذا اس میں اگر تاویل کی جائے گی تو غلط اور متعذر ہوگی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے۔

تمہید الایمان میں صریح کے معنی یہ ہوئے کہ وہ کفری معنی میں متعین ہے اور تاویل بعید بلکہ ابعد بھی صحیح نہیں ہو سکتی اور الکوکبۃ الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہا پر ہے اور فقہا کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں لہٰذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہا کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں لہٰذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے معارض نہیں تمہید الایمان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو الکوکبۃ الشہابیہ کے کفر فقہی سے لڑانا یہ دیوبندی رہبر کی نری عداوت نہیں تو کوری جہالت ضرور ہے۔ ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔

اس مختصر گزارش سے بفضلہ تعالےٰ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ الکوکبۃ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ پر فقہی کفریات عائد جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی وسعت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہلو نکل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اس کو غلط اور جھوٹ کہنا اور اقراری کفر بتانا دیوبندی رہبر کی حیاسوز ایمان داری اور تاریک جہالت کا اندھیرا ہے۔

مولوی اسمٰعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ

جس طرح کسی کافر کی تکفیر کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً تھانوی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی۔ اس وجہ سے تھانوی صاحب کافر ہوتے یہ ان کے کفر کی ایک وجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیٹھی گنگوہی صاحبان نے اپنی براہین قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی اور تھانوی صاحب نے اس توہین

رسول پر مطلع ہو کر بھی گنگوہی صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہٰذا اس وجہ سے بھی تھانوی صاحب کافر ہوئے۔

علیٰ ہذا القیاس تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی ایک وجہ تو اوپر گذری دوسری وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ خبیثہ سے ان کی توبہ مشہور ہے۔ چنانچہ فتاوٰے رشیدیہ مبوّب حصہ اول صـ۱۲۱ـ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا مستفتی لکھتا ہے۔ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ شہرت توبہ کو شہرت کاذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ صـ۱۲۲ـ پر لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب گنگوہی صاحب خود مانتے ہیں کہ بدعتیوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انھوں نے اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کفِ لسان کیا جائے مگر ان کے اقوال کفریہ خبیثہ ملعونہ کو کفر و ضلال ہی کہا جائے گا اعلیٰ حضرت و علمأ اہل سنت نے یہی کیا کہ ان اقوال کفریہ کو کفر و ضلال کہا اور شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ یہ دوسری وجہ بھی تکفیر سے سکوت کے لیے کافی اور نہایت معقول ہے اس کو جاہلانہ تاویل بتانا دیوبندی رہبر کی سخت جہالت اور نری عداوت ہے۔

کاش، تھانوی صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم دیوبندی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علمار اہل سنت ہرگز ہرگز تھانوی صاحب کی تکفیر نہ کرتے مگر وہ تو اپنے تھان پر ایسے جمے اور اپنے

کفر پر ایسے اڑے کہ از تھان نمی جنبد۔ اور دیوبندی اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ دامن نہیں چھوڑتے۔ حد ہے کہ تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھتے ہیں بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندیوں کا ایک دھوکہ

دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو بالامکان جھوٹا مانتے ہیں اس لیئے کہ کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز علمأ اہل سنت پر بفضلہ تعالےٰ کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اسی لیئے دھوکہ بازی افترا پردازی کے سوا چارہ ہی کیا۔ اس لیئے دیوبندی رہبر نے یہاں بھی اپنے نامۂ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیئے ہیں اپنی مقامع کے ص۸۵ پر یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضاخانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو اپنی جہالت کے اندھیر میں ایک پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تعبیر ہم بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطابع پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ فرضی کرامتیں لکھی تھیں۔ مقامع الحدید ص۸۵۔ اس اشتہار کے حوالہ سے دیوبندی رہبر نے ص۸۸ پر تین کرامتیں دیوبندیوں کی تراشیدہ اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔

اگرچہ دیوبندی چالبازی میں ابلیس کے بھی استاد ہیں مگر خالص افترا اور محض فریب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد رسالہ یادگار رضا خاں خاص آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں کہیں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ کرامتیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین

مریدین مشتہرین کا نام تک ذکر نہ ہو باوجودیکہ اس دوران میں مطبع اہل سنت کمال عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے رشید المطابع میں. لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان والاشان تک کو اس کی خبر نہ ہو. حالانکہ دیوبندی نے پہلے ہی نمبر کو آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود دیوبندیوں کا ساختہ پرداختہ اور انہیں مکاروں کا تراشیدہ ہے ایسے مکروفریب سے دیوبندی اپنا پروپگنڈا کرتے ہیں. اگر دیوبندیوں میں شمہ برابر صداقت اور ذرّہ برابر بھی حیا ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکذبین. پڑھ پڑھ کر اپنے سینوں پر دم کریں.

دیوبندیوں کی ایک دھاندلی

دیوبندی رہبر نے نمبر ۴ میں جناب مولانا حسنین رضا خاں صاحب کی اس عبارت پر جو وصایا شریف کے ص۲۴ پر ہے یہ اعتراض کیا ہے کہ رضاخانیوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مرتبہ شاید رسول کے برابر ہوگا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صحابہ کے دیدار کا بھی شوق کم ہوگیا مقامع ص۸۹.

وہ عبارت یہ ہے زہد تقوےٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا.

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہٗ سے دریافت کیا گیا. انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کا نتیجہ ہے وجہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بددینی ظاہر ہونے پر

اس کو نکالا گیا اور اہم کاموں میں میری مصروفیت کے سبب رسالہ میری تصحیح کے بغیر شائع ہو گیا اصل عبارت یہ تھی۔ زہد و تقوےٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زہد و تقوےٰ کے مکمل نمونہ تھے۔ اس عبارت کو اس دیوبندی کاتب نے تحریف کرکے لکھ دیا۔ مگر چونکہ میری غفلت و بے توجہی بھی اس میں شامل ہے اس لیے میں مخالفوں کا احسان مانتا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریف صـ۲۴ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو لکھیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ تہر خداوندی میں اس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے۔

دیوبندیو: کان کھولو یہ ہے علماء اہل سنت کی حقانیت کہ ذرا سی غفلت سے بھی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تمہارے گرد گنگوہی تھانوی کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کفریات پر ایسے اڑے کہ از جانی جنبد اور عار پر نار کو اختیار کیا۔

دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری

نمبرہ میں دیوبندی رہبر لکھتے ہیں۔ کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ایک پیر بھائی برکات احمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔ اس پر دیوبندی رہبر یہ

یہ اعتراض کرتے ہیں۔

پیر بھائی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضۂ اقدس کی سی بلکہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوئی اور خود پیر صاحب کی قبر کا واللہ اعلم کیا حال ہوگا۔ مقامع الحدید ص۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا منشاء یہ ہے کہ اپنے پیر بھائی کی قبر کو حضور کے روضۂ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراض کی بنا اس دیوبندی کفری عقیدہ پر ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانی حیات سے زندہ ہیں اور عالم میں تصرف فرماتے ہیں جہاں تشریف لے جانا چاہیں جاسکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف لاکر نوازیں۔ لہٰذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آئی تو معلوم ہوا کہ اس آقائے کریم نے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفراز۔ لہٰذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراض دیوبندی کی فریب کاری ہے۔

دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت

دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے لکھا۔ آگے چل کر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیئے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیئے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ خانصاحب فرمائیں۔ مقامع الحدید ص۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا اصل منشا یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰحضرت نے پڑھایا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰحضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور ان کے کفری عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں، اس لیئے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوتے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں۔ حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام بھی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام ہیں حضور ہیں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ یقتدی ابوبکر بصلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون بصلوٰۃ ابی بکر ...... بخاری شریف ص۹۹

یعنی ابوبکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکر صدیق

کی اقتدا کرنے سے لہٰذا حدیث کی روشنی میں ملفوظات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز اگرچہ ظاہر میں امام تھے مگر اصل اور حقیقی امام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہٰذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور بدعقیدگی کا ثبوت ہے۔

دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بناتے ہیں

دیوبندیو! جب تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی ہوتے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیل تو پڑھو۔

شیخ سعید کردی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے جنازہ کی شرکت کے لیئے تشریف لائے ہیں۔ تذکرۃ الخلیل صـ ۳۰۴ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندیو! تم نے اپنے جس عقیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے اپنے ٹھیک اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس اختراعی خواب کی بنا پر مولوی خلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت فرمائی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور تم یہ خواب دیکھ کر کافر و مرتد ہوتے یا نہیں بولو ہوتے اور ضرور ہوتے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی امداد کرنا۔ حاجت برآری کرنا مشکل میں کام آنا۔ مصیبت و بلا دفع کرنا یہ سب امور خدا کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی کو یہ طاقت نہیں دی جو کسی کے کام آسکے۔ امداد کر سکے، مشکل میں کام آسکے مصیبت و بلا دفع کر سکے۔ دیوبندی دھرم میں امور مذکورہ بالا کا مخلوق کے لیئے عطا ہونا

محال ہے۔ جبھی تو دیوبندی رہبر نے صنا پر سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور خدائی اختیارات اس میں مدائحؐ اعلیٰ حضرت کے ان اشعار سے اعتراض کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے کو گدا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور باذنہ تعالیٰ حاجت روا مشکل کشا۔ بلا دفع کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام وصوفیائے عظام باذنہ تعالےٰ ہر مصیبت میں کام آتے ہیں، بلائیں دفع فرماتے ہیں، مشکلیں حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکو یہ قدرت عطا فرمائی ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔

لہٰذا مدائحؐ کے ان اشعار سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ دیوبندی رہبر کی جہالت ہے کہ مذہب اہل سنت سے نابلد ہیں۔ اور اپنا دیوبندی عقیدہ سے کرسنیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بلکہ رہبر صاحب کی دجالی ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض ہوسکتا ہے اور وہ یوں ہے سنو۔

گنگوہی صاحب کے اختیارات دیوبندیوں کی نظر میں

تقویت الایمان میں ہے اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔ تقویۃ الایمان صہ ۲۶ ۔

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روائی کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہوا تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ گنگوہی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔ ؎

حوائجؐ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو تمام حاجتوں

کا حاجت روا اور تمام مشکلوں کا مشکل کشا بتایا اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تو یقیناً مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا مانا یا کم از کم اپنے پیر گنگوہی صاحب کو خدائی اختیارات دیے۔ دیوبندی رہبر نے ص۹۱ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشعار سے اعتراض کیا ہے۔ جن میں پیر صاحب قبلہ کو مشکل کشا۔ نور ازل کی ضیا۔ آئینہ ہر ضیاء دافع رنج و بلا۔ دونوں جہان میں مدد فرمانے والا بادشاہ وغیرہ لکھا ہے۔

اول تو عوام اور غیر معروف لوگوں کے کلام سے اعتراض کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے۔ کیوں رہبر صاحب تمہارے شیخ الہند کے کلام پر اور تمہارے دیوبندی ہی عقیدہ کی بنا پر جو اعتراضات ہیں تو اس کا جواب سنی عوام کے کلام سے وہ بھی اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی دھرم میں انصاف اسی کا نام ہے۔

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگانِ دین باذنہ تعالیٰ مشکلیں حل کرتے ہیں، دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پھر ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پیر کامل آئینہ جمال الٰہی ہے جس کا ثبوت بہ دلائل قاہرہ ص۲۵ و ص۲۶ میں گزرا۔ پیر صاحب کو اگر نور ازل کا آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھ لیا تمہارے نزدیک آئینہ بھی خدا ہے۔ یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وماقدروا اللّٰہ حق قدرہ۔ انہوں نے خدا کی ہی قدر نہ جانی۔ دیوبندی دھرم میں جب خدائی اختیارات کا یہ عالم ہے تو حقوق رسالت کا کیا پوچھنا۔ تقویۃ الایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر بنایا ہے مگر اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس شافع مطلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ شان رفیع ہے کہ آپکے غلام یعنی اولیائے کرام بھی حضور کے صدقہ میں دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں۔ نزع کے وقت، قبر میں منکر نکیر کے سوال کے وقت، حشر و نشر میں ہر جگہ امداد فرماتے

اور شفاعت کرتے ہیں، علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المیزان شریف میں صد پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت ۶ میں درج ہے۔

لہٰذا مداح کے ان اشعار سے جس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے حشر کی تپش میں استمداد کی ہے۔ اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ پربر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کی بنا پر ان کو حقوق رسالت سمجھ کر یہ سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور حقوق رسالت۔ مقامع الحدید ص۹۱۔

دیوبندیو! اگر تم کو حقوق رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھنا ہے تو پڑھو مرثیہ تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

مرثیہ ص۱۱ — قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

ص۸ — مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی

ص۱۶ — وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

ص۳۳ — مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں اور کان کھول کر سنیں۔ ان اشعار میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی بنایا۔ اور گنگوہی صاحب کو مسیحا بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف بنا کر چاہ لحد میں چھپایا یعنی عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا۔ گنگوہی صاحب کی موت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قرار دیا۔ حد ہے کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مردے جلوائے اور حضرت عیسیٰ سے بڑھا کر زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور پھر یہ گنگوہی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو دکھائی. دیوبندیو: یہ ہیں حقوق رسالت اور اس کے ہمراہ توہین رسالت یہ تمہارے شیخ الہند نے گنگوہی صاحب کو عطا فرمائے ہیں تم ہر نماز کے بعد مراقبہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے مذہب کی حقیقت پر غور کیا کرو شاید اللہ تعالےٰ تم کو توبہ کی توفیق دے اور کلمہ پڑھ کر سنی مسلمان ہو جاؤ۔

ہم تمہارے شیخ الہند کا کلام پیش کرتے ہیں اسکے مقابلہ میں تم عوام الناس کو لاتے ہو۔ یہ تمہارے عجز کی بین دلیل ہے۔ عوام نہ خود ذمہ دار ہیں نہ دوسرا کوئی ان کا ذمہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کردو نیز اس سے یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ علما اہل سنت میں سے کسی کا ایسا کوئی کلام ہی نہیں جس پر تمہیں اعتراض کا موقعہ مل سکے اس لیے بے علم عوام ہی کے کلام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گرودں کے کفریات چھپانا چاہتے ہو مگر نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفل ہا۔

دیوبندی رہبر نے مداح کے اس شعر پر

نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا!

اعتراض کرنے کے لیئے یہ سرخی قائم کی ہے۔ نکیرین کے سوال پر رضا خانی امت کا جواب. مقامع ص۹۲. یہ اعتراض بھی دیوبندی کی جہالت ہے کیونکہ جب سوال نکیرین کے وقت صوفیائے کرام و اولیا عظام کا مدد فرمانا حق ہے تو اس وقت ان سے استمداد بھی ثابت. اعلیٰ حضرت کا ادب سے نام لینا استمداد کیلئے ہے آپ کی برکت و امداد سے نکیرین کے سوال کا جواب باسانی ہو اور یہ مشکل آسان ہو دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو نکیرین کے سوال کا جواب سمجھ لیا اس لیئے مداح کے شعر پر اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں کی چیخ و پکار کی خبر ہی نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنا ہی نہیں لو سنو اور ذرا غور سے سنو۔

حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھریں گے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے قصیدہ مدحیہ کے صٹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ؎

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں

مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ لیں گے مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کا نام لیں گے نہ رسول کا بلکہ یا گنگوہی یا نانوتوی کا شور مچاتے اسی کی دہائی دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے اور اس خرافات پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے منہ چومیں گے۔ لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوریٰ سلام علیک

الخ مدائح کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا ہے۔ صاحب مزار پر سلام کرنا السلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث میں ارشاد فرمایا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہو السلام علیک یا اھل القبور من المومنین والمومنات الحدیث۔ مگر دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت اور عداوت میں غرق ہو کر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احمد رضا خاں پر بھی سلام پڑھتے ہیں صـ۹۲۔

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضری و سلام دیوبندی رہبر کا اعتراض اس لیے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قبر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس قبر کو کوہ طور بنائے اور خود بنے موسیٰ اور زور زور سے بار بار رَبِّ اَرِنی رَبِّ اَرِنی کی صدا سنائے یعنی اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ دیکھو تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت

بیان کرتے ہیں ؎

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

اگر یہ سوال ہو کہ مولوی محمود حسن صاحب نے رَبِّ اَرِنی کی صدا کسے سنائی مخاطب کون تھا. جواب خود شعر میں موجود ہے کہ جس کی تربت انور کو طور بنایا اسی سے خطاب ہے وہی مخاطب ہے یعنی گنگوہی صاحب اسی کو ربّ اَرِنی سنا رہے ہیں. دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں. اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا. لاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ.

غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے کتوں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی نجات ہے مسلمان اسی لیئے یہ نسبت قائم کرتے اور باعثِ نجات جانتے ہیں. اس سے انکار تو مغرور و متکبّر دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے. دیوبندیوں نے انبیاؑ اولیاؒ سے چونکہ اپنی نسبت منقطع کر لی ہے اس لیئے دیوبندی رہبر نے اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ سرخی قائم کی ہے. مولوی احمد رضا خاں اور ان کے کتے. مقامع الحدید صہ ۹۳. اس کے ماتحت مداحؒ کے تین شعر نقل کیئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے سگ بارگاہِ رضوی ظاہر کیا ہے. اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ احمد رضا قدس سرہٗ العزیز چونکہ آقا و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے غلام ہیں حضور کی غلامی ہی میں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفےٰ لکھا لہٰذا ان سے نسبت قائم کرنا آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس لیئے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے.

دیوبندیوں نے بھی نسبت قائم کی ہے مگر ان سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں سخت سخت گستاخیاں کی ہیں. مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہہ دی اور

کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیئے بھی حاصل ہے حفظ الایمان ص۸ جب سے تھانوی صاحب نے شان نبوت میں یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اب ان کا وہ مرتبہ ہے کہ ۔۔

تھانوی صاحب کے پیر دھوکر پینا آخرت کی نجات بناتے ہیں۔

چنانچہ تذکرۃ الرشید میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے۔ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پیر دھوکر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۱۳۔

بھلا اب دیوبندیوں کو انبیا اولیا سے کیا غرض اَب تو بس تھانوی کے پیر دھوکر پیئے۔ نجات ہوئی۔ پیئے جاؤ معلوم ہو جائے گا، آئے گا۔ ایک دن جس میں تم پکار پکار کر کہو گے۔

یا ویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا ۔ ہائے خرابی کاش میں حضور کے گستاخ کو دوست نہ بناتا۔ مگر اس وقت کی چیخ وپکار بے کار ہے اعلیٰحضرت قبلہ فرماتے ہیں ؎

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اولیائے کاملین سے دیوبندیوں کی عداوت

بزرگان دین واولیائے کاملین کے مزارات مقدسہ کو پھول وچادر وغیرہ سے مزین کرنا شرعاً جائز ومستحسن ہے اس سے مسلمانوں کی نظر میں اولیاء کرام کی عزت وعظمت قائم ہوتی ہے۔ عقیدت ووابستگی بڑھتی ہے جو فلاح دارین کا سبب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی

کتاب ردالمحتار میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گمراہ بددین اس کو شرک وبدعت
کہتے ہیں۔ دیوبندی رہبر بھی چونکہ انہیں شرک فروشوں میں سے ہے اس لیئے اعلیٰحضرت
قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے لیئے یہ سرخی قائم کرتے
ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قبر کی چادر۔ مقامع الحدید ص۹۳۔
اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر
لکھے اور بس اس سے زیادہ اعتراض میں کچھ گہر فشانی نہیں فرمائی مگر نہ معلوم صرف چادر
پر اعتراض ہے یا جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے
یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا ثبوت تو شامی کے حوالہ سے اوپر گذرا اور
چادر شریف جب کوئی شرعی جرم نہیں بلکہ مستحسن ہے تو اس کے اعلان میں کیا
حرج۔ اس کے لیئے قانون مارشل لا کیسے جاری ہوسکتا ہے پھر جلوس اور جلوس
میں اشعار کا پڑھنا کیونکر منع ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی
قباحت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک فروشی پر حیرت ہے کہ گاندھی اور
جواہر لال وغیرہ کے خود جلوس نکالیں ان کی تعریف و توصیف میں لمبے لمبے قصیدے
پڑھیں۔ گاندھی جی کی جے پکاریں۔ مشرکین کے لیئے زندہ باد کے نعرے لگائیں یہاں
شرک و بدعت کی سب دکانیں بند کر کے تسکین کے قفل لگا دیں۔ مگر اولیائے کرام
کی عزت وعظمت کے جلوس پر اعتراض، ان کی تعریف میں نظم و قصیدہ پر اعتراض
یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکانیں کھول کر سب دیوبندی شرک فروشی کی
دھوم مچادیں۔ یہ دین ہے، یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام سے
عداوت، دشمنی ہے ان کی عزت وعظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کہا جا
سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی رہبر نے گاگر شریف اور اس کے جلوس پر اعتراض
کرنے کے لیئے کئی سرخیاں قائم کیں گاگر شریف، گاگریا شریف، گگریا شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری تمسخر سے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ خیر ہزلیات اور تمسخرات تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو گاگر شریف کی حقیقت بتانا چاہیئے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شئے ہرگز نہیں بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے۔ گاگر شریف میں کیوڑا و گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو غسل دیکر بطور تبرک وہ غسالہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ شکر ہوتی ہے جس کا شربت بناکر صاحب عرس کی روح مقدس کو اس کا ثواب پہنچاکر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مزارات مقدسہ جو مورد رحمت الہٰی اور مہبط انوار ربانی ہیں ان کا غسالہ بطور تبرک پینا دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھوکر پینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ دوزخ سے بچاکر سیدھا جنت کو لے جائے۔ یہ تھانوی عقیدت اور اولیائے کرام کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہبر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جن سوار ہوا تو دیوبندی تہذیب کا پورا مظاہرہ شروع کر دیا اور یہ سرخی قائم کی آلاحجرت رجا کے مجار پر ایک گریب رجون کی درکھاست۔ مقامع الحدید ص۹۴۔

اس کے ذیل میں یہ ہندی نظم نقل کی۔ ؎

پیارے رجا موری بھردے گگریا ۔ اچھے رجا موری بھردے گگریا
پہنچ نہ جائے کہیں موری چندریا چھائی بدریا موری بھردے گگریا
بلہاری جاؤں پیا ڈاروں گلے بیاں بانکے سپہیا موری بھردے گگریا
رجوی ہے تھاری رجو آس لگائے دور نگریا، موری بھردے گگریا

اس کے بعد ص۹۵ پر یہ سرخی قائم کی، ایک اور رجوی جوگنیا کا لہرا ایک ہندی نظم اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر ٹھٹھا و تمسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا

ماتم کر رہا ہے۔ یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور پھر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو مجازاً اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کرکے کلام کرتا ہے ہندی کی ہزاروں لاکھوں نظم اسی اصول پر ہیں۔

مگر آج تک کبھی بھی کسی عاقل کو یہ وہم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اور اس کے ممدوح میں حقیقۃً بی بی و شوہر کے سے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا اور کیوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے رہے ہیں ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ۔

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات اور کردار کی ایک جھلک

حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد اوّل ص ۲۴۵۔ آپ (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی) ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے۔ مگر جس فائدہ کے لئے نکاح ہوتا ہے وہ بھی تو سنیئے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصّہ دوم ص ۲۸۹ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرکے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کرکے انہیں مرید کرا دیا اس عبارت کے بعد یہ توضیح اور ہے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا۔ اَلرِّجَالُ

قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے (یعنی رشید احمد گنگوہی نے) فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

رہبر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ تمسخر کرکے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ناواقفیت تھی پھر وہ نظمیں عوام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ یا علما اہل سنت پر کیا اعتراض۔ آپ ذرا اپنے اکابرین کے تذکرہ اور وہ حالات ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی غزل میں ہیں نہ نظم میں نہ مجاز ہیں نہ استعارے۔ صاف صاف اکابر دیوبند کا مرد کا مرد سے نکاح ہوتا ہے اور محض نکاح پر بس نہیں کرتے بلکہ جس فائدے کیلئے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب عیش اڑاتے ہیں اڑن نکالتے ہیں شاید ابھی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آئے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات ہیں حالانکہ یہ وہی بے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزرتا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود ہی بے داری میں ان کو مجمع عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر منصف مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر دیوبندیوں کی تفہیم کے لیئے بے داری کا واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و حسنات، بحالت بے داری مجمع عام میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی زن و شوہری تعلقات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ:۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی اشرف التنبیہ مطبوعہ تجلی پریس دہلی کے ص۶۷ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید

وشاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

پیشوائے دیوبند کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب ہنسی مذاق میں بچوں کے کمربند کھول دیتے تھے

اسی اشرف التنبیہ کے صفحہ پر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا (یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادۂ محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمربند کھول دیتے تھے۔ دیوبندیو کان کھول کر ہوش سنبھال کر سنو۔ مذاق میں بچوں کے کمربند کھولنا یہ خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیداری ہی کی کرامت ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جب خانقاہ کے مجمع عام میں نانوتوی صاحب کو چارپائی پر لٹایا اور ان کی طرف کروٹ لے کر عاشقانہ انداز سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے

بیدار ہی تھے، خوب یاد رکھنا، نانوتوی تو کچھ کسمساتے بھی اور مجمع عام میں اس حرکت سے شرمندہ ہو کر کہا بھی کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے مگر گنگوہی صاحب کو اس کی بھی پرواہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اور یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ سچ ہے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی۔ اس وقت شرم و حیا کا

دامن چاک ہوجاتا ہے۔ اکابر دیوبند کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں،
میں اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ منصف مزاج اسی سے دیوبندی مذہب
کی حقیقت کا اندازہ کرسکتا ہے کہ جن کے ہاتھوں میں دیوبندی مذہب کی لگام ہے
ان لوگوں کے جذبات وخیالات یہ ہیں اور دیوبندی مذہب یہ ہیں۔ یہ اس پائے
کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ علمائے دیوبند ان کو قطب العالم، جنید عصر،
نعمان دوراں، بخاری زماں، قاسم العلوم والخیرات، رشید الاسلام والمسلمین،
حکیم الامت لکھتے ہیں۔ ان سے نیچے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے ؏۔

آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

دیکھا رہبر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آہنی قلعہ اور سنگین محل جس پر
اکڑتے ہوئے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ فخر وناز کو بھی ختم کردیا معلوم ہوئی
اس کی حقیقت، العذاب الشدید نے بفضلہ تعالےٰ ایک اشارہ میں اس کے
ٹکڑے کردیئے۔ دھویں اڑا دیئے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن کر
دیا کہ دیوبندی مذہب میں حقانیت وصداقت کا نام ونشان بھی نہیں اسکی بنیاد
صرف مکاری، عیاری، چالبازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کردیا کہ المصباح
الجدید میں جو مطالب علمآ دیوبند کی عبارتوں کے بیان کئے گئے ہیں حق وصحیح
ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو دیوبندیوں نے مقامع الحدید لکھی وہ سراسر
کذب وافترا بہتان وتبرا ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعًا کوئی حقیقت نہیں۔
تم الرد و کمل الامر بحمزۃ رب الجلیل وھو حسبی و نعم الوکیل والصلوٰۃ
والسلام حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

تمام شد

شیر بیشہ اہلسنت حضرت علامہ ابوالفتح محمد حشمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا

حق و باطل کے نکھار کے لئے عظیم شاہکار

الصوارم الہندیہ

مقدمہ : از جناب اختر شاہجہانپوری صاحب لاہور

جسمیں آپنے علماء دیو بند کی کفری عبارات سے متعلق علمائے حرمین شریفین و دیگر علمائے اہلسنت وجماعت کے شاندار علمی فتاوے نقل کئے ہیں اور اس طرح عوام الناس پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ اس کتاب میں مکہ شریف و مدینہ منورہ اور پاک و ہند کے تقریباً ۲۶۸ جلیل القدر علمائے کرام کے فتاوے درج ہیں۔ یہ کتاب آج سے چالیس سال قبل انڈیا میں پہلی بار شائع ہوئی تھی اور اس کتاب کے شائع ہوتے ہی مخالفین اہلسنت کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔ یہ کتاب حق و باطل کے فیصلے کے لئے ایک معرکۃ الآرا اور لاثانی کتاب ہے۔ اور مخالفین اس کا قیامت تک جواب دینے سے قاصر ولاچار ہیں۔ ہم نے اس کتاب کو پہلی بار پاکستان میں عمدہ کتابت آفسٹ کی شاندار طباعت، دیدہ زیب سرورق اور سفید کاغذ سے مزین کر کے شائع کیا ہے

قیمت مجلد۔/۹ روپے

ناشر :۔ مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال (پاکستان)